قادری برکاتی بریلوی
مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الغفور الودود والصلوٰة والسلام على احمد محمود
واكرم مولود واسعد مسعود وآله وصحبه الانجم السعود
سبحٰن الذي ارسل رسوله بالحق والهدى وخصه بالمقام المحمود
والشفاعة الكبرى لا مثل له في الورى فله المثل الاعلى فهو سند
الانبياء والمرسلين وآدم فمن دونه تحت لوائه يوم الدين مولده عيد
وذكره سعيد والعناد عن ذكره طريد بعيد والقائم بتعظيمه رشيد حميد
صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه نجوم الهداية واليقين وعلينا
معهم اجمعين آمين قال وافاد عماد الرشاد ختام المحققين امام المدققين
حجة الخلف بقية السلف حامي السنن السنية ماحي الفتن الدنية اعلم علماء العالم آية الله تعالى
وبركة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم سيدنا ومولانا العلامة الاجل الفهامة الاجل الشان
المولوي محمد نقي علي خان المحمدي السني الحنفي القادري البركاتي البريلوي قدس سره

واتم نورہ واکرم نزلہ و نور منزلہ ولا اضلنا بعدہ ولا حرمنا اجرہ آمین

ان ایام مین کہ ہنگام غربت اسلام ہے حضرات وہابیہ فرقہ نجدیہ کو انکار مجلس مولود مسعود علیہ افضل الصلاۃ والسلام پر نہایت اصرار اور علمائے دین و فضلائے متقدمین و متاخرین یہانتک کہ اپنے شیوخ و مستندین کی گمراہی و جہالت کا صرف اس جرم پر کہ مجلس مولد کو مانتے اور مستحب و مندوب جانتے ہین صاف پیچ اقرار ہے ملت جدیدہ کے واعظین اس امر حمید باعث نزول صد رحمت و منتج ہزاران ہزار برکت کے مٹانے مین ہمہ تن مصروف اور ذی امت کے متکلمین اس عمل مبارک کو کہ عمدہ مستحبات و بہترین مندوبات سے ہے بدعت سیئہ ٹھہرانے مین اسدرجہ مشغوف کہ رسائل تالیف کر کیے فرضی علما کیطرف نسبت کرنا اپنے خیالات خام اور ونکے سر دھرنا غلط حوالے دینا علما اور کتابون کے نام بنا لینا قرآن وحدیث مین تصرف معنوی و لفظی بہتان و افترا ورانی اور اسیطرح کی صدہا بیباکیان راہ دین مین عیاری و چالاکیان کرتے ہین خلق سے شرم نہ خدا اور رسول سے ڈرتے ہین ہر چند علمائے اہلسنت نے شکر اللہ مساعیہم الجمیلہ ازالہ منکر و دفع فساد و شر مین بہت سعی فرمائی لیکن اکثر رسائل فارسی اور دقائق علمیہ پر مشتمل تھے اونکی تحریر کما ینبغی عوام کی سمجھ مین نہ آئی لہذا فقیر مستجیر بذیل نبی بشیر و نذیر علیہ صلاۃ الملک القدیر باوجود قلت فرصت و کثرت اعراض و ہجوم ہموم و شدت امراض یہ مختصر ایک مقدمہ اور دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل اور مضامین سریع الفہم کو متضمن اردو سلیس مین مرتب اور **اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام** سے ملقب کرتا ہی واللہ الموفق للسداد ومنہ الہدایۃ الی سبیل الرشاد

مقدمہ تحقیق معنی بدعت مین

بعونہ تعالی ہم نے اپنے رسالہ سے یہ **اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد** مین بکمال تحقیق و تدقیق نئے طریق سے جسمین بشرط حق پسندی و انصاف دوستی کبھی مخالف کو بھی

مجال بحث نہین ثابت کیا ہی کہ احادیث خیر الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام و اقوال و افعال
صحابۂ کرام و مجتہدین اسلام اور علمائے دین کے کلام مین غور کرنے اور تطبیق دینے سے نمایان
ظہور ہوتا ہے کہ لفظ بدعت شرع مین دو معنی پر آتا ہے **معنی اول** مخالف و مزاحم و معارض و
مصادم سنت مثلاً حکم شرع کے برخلاف کرنا اور جس امر کی خوبی شرع سے ثابت ہو اوسے برا
یا جسکی برائی ظاہر اوسے اچھا سمجھنا بدعت باین معنی کے ضلالت ہونے مین شک نہین
احادیث مین کہ بدعت کی مذمت اور بدعتی پر وعید وارد ہی یہی معنی مراد اور باعتبار اسی معنے کے خوارج و روافض
معتزلہ ظاہریہ وغیرہم بد مذہبون کو اہل بدعت کہتے ہین اور عقائد وہابیہ بھی اسی معنے کے تحت مین
داخل اور یہ لوگ باعتبار اس معنے کے اہل بدعت مین شامل ہین بلکہ غالب استعمال اوس کا
عقائد ہی مین ہے رئیس المحققین شیخ محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہی غالب استعمال
بدعت در اعتقاد افتد چنانکہ مذاہب باطلۂ اہل زیغ از فرق اسلامیہ متعدد احادیث و اقوال علمائے
قدیم و حدیث مین بدعت کا سنت سے مقابلہ قرینۂ واضحہ اس استعمال کا ہی اور امام شافعی و امام
ابن الجزری و امام غزالی و محقق دہلوی و امام قزوینی و علامہ تفتازانی و امام سیوطی و امام صدر الدین
بن عمر و مصنف در مختار و شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہم بہت اکابر دین و ائمہ متقدمین و
علمائے متأخرین نے بدعت کو اس معنے کے ساتھ تفسیر اور بدعت ضلالت سے تعبیر کیا ہے
اور وہ جو بعض متکلمین وہابیہ نے اس معنے کا انکار عصمت اللہ سہارنپوری سے نقل کیا اور اس
مقولہ کو ماؤل قرار دیا قول سہارنپوری کا بعد تسلیم صحت نقل بمقابلۂ اقوال مجتہدین و ائمہ دین
کیا قوت رکھتا ہے اور حضرات مذکورین کے مقبول معنے کو کب رد کر سکتا ہے اور نہ ضرورت
تاویل کی ہے بلکہ اس جگہ تعدد معنے موجب جمع نصوص و رفع تعارض و اختلاف کا ہے۔
معنی دوم جو فعل بعینہ و بہیئت کذائی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے نہ آپ کیا

نہ امت کو حکم دیا نہ برقرار رکھا گو اصل اوسکی شرع سے ثابت اور مقصود شرع کے مناسب
اور قواعد حسن و وجوب کے تحت مندرج اور مصالح دینیہ پر مشتمل ہو بدعت باین معنے علی الاطلاق
گمراہی و ضلالت نہین حسنہ بھی ہوتی ہے اور اقسام پنجگانہ واجب مستحب مباح مکروہ حرام
کی طرف تقسیم کیجاتی ہے اصل اس تقسیم کی احادیث و آثار صریحہ سے ثابت امام ابو شامہ استاذ
امام نووی اسے متفق علیہ علما کا فرماتے ہین اور علامہ ابن حجر نے فتح المبین مین لکھا ہے الحاصل
ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا و عمل المولد و اجتماع الناس لہ کذلک
یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد اور لوگون کا اوسکے لیے جمع ہونا
ایسا ہی ہے اور تنبیہ السفیہ مین بھی تصریح ہے کہ اسلام کے فرقون مین کوئی اس قسم کی بدعت کو
برا نہین سمجھتا یہانتک کہ مخالفین کے رئیس المتکلمین نواب صدیق حسن خان بہادر لقطۃ العجلان
مین اقرار کرتے ہین کہ اس تقسیم پر ہزار برس تک علما کا اتفاق رہا اور کسی عالم نے ہزار اول تک
کلام نکیا صرف مجدد صاحب ہزار دوم مین موفق ساتھ انکار کے ہوئے اور سیرت شامی
مین صرف اقسام بدعت کا طریق امام عز الدین بن عبد السلام سے اسطرح نقل کیا ہے یعرض
البدعۃ علی القواعد الشرعیۃ فاذا دخل فی الایجاب فہی واجبۃ
او فی قواعد التحریم فہی محرمۃ او المندوب فمندوبۃ او المکروہ
فمکروہۃ او المباح فمباحۃ اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین ان
کانت تندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی بدعۃ حسنۃ و ان کانت مما
یندرج تحت مستقبح فی الشرع فہی بدعۃ قبیحۃ محقق دہلوی شرح
مشکوۃ مین فرماتے ہین بدانکہ ہرچہ پیدا شود بعد از پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بدعت ست
وازوانچہ موافق اصول و قواعد سنت ست و قیاس کردہ شدہ است برآن آنرا بدعت حسنہ گویند

وانچه مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند کلیه کل بدعة ضلالة محمول برین ست وبعض بدعتها

کہ واجب ست چنانکہ تعلم وتعلیم صرف ونحو کہ بدان معرفت آیات واحادیث حاصل گردد و حفظ غرائب

کتاب و سنت و دیگر چیزہا ئیکہ حفظ دین وملت بران موقوف بود وبعض مستحسن و مستحب مثل بنائے

رباطہا و مدرسہا وبعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض وبعض مباح

مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان

تکبر و مفاخرت نشوند ومباحات دیگر کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نبود چنانکہ

بیری وغربال ومانند آن وبعض حرام چنانکہ مذاہب اہل بدع واہوا بر خلاف سنت وجماعت

وانچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآن معنے کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم

نبودہ بدعت ست ولیکن از قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ در حقیقت سنت ست زیراکہ آنحضرت

صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرمودہ ست برشما باد کہ لازم گیرید سنت مرا و سنت خلفائے راشدین را

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین حاصل یہ کہ جو امر بعینہ زمان نبوت بلکہ عصر صحابہ و تابعین مین بھی

نپایا گیا اگر شرعًا اچھا سمجھا جائے تو مستحسن اور بدعت حسنہ ہے پھر اگر قواعد شرع سے اوسکی

ضرورت مفہوم ہو تو واجب جس طرح اہل عجم کے حق مین صرف و نحو کا سیکھنا کہ قرآن و حدیث کا

بدون اوسکے سمجھنا اور صحیح پڑھنا دشوار اور قرآن مجید مین اعراب لکھنا گو موجد اسکا حجاج بن یوسف

ظالم ہے کہ جاہل غیر حافظ بلا اعراب ہر جگہ قرآن غلط پڑھیگا تیسری مثال کتب حدیث کی تصنیف

اور مسائل فقہ کی تدوین کہ علما کتابین تصنیف نہ کرتے تو یہ علوم عالم سے مندرس ہو جاتے

چوتھی مثال کتب فقہ کا پڑھنا کہ واجب کفایہ ہے۔ پانچوین مثال تقلید ائمہ اربعہ کہ جو اس

زمانے مین اونکی پیروی نکریگا عبادات و معاملات مین رائے کو دخل دیکر بہکتا پھریگا چھٹی

مثال مجتہدین کا تقریر و تخریج اصول مین خوض اور اوس سے ایک علم مستقل پیدا اور اوسکی

بنا پر فروع و حوادث استنباط کرنا کہ اگر حضرات ائمہ ایسا نفرماتے تو عوام کے عبادات و معاملات
سب خراب ہو جاتے۔ ساتوین مثال مباحثہ و مناظرہ مخالفان حق سے اور تدوین علم کلام کہ
اہل حق اگر بدمذہبون کا جواب نہ دین اور علمائے دین پادریون اور اہل اہوا کے رد مین تصنیف نکرین
لاکھون آدمی گمراہ ہو جائین دیکھو امر دوم یعنی اعراب قرآن مجید مین لکھنا عہد نبوت مین نتھا باقی
قرون صحابہ یا تابعین مین بھی رائج و معمول بہ نہ تھے باوجود اسکے بالاتفاق واجبات سے ٹھہرے
سوا امر ہفتم کے کہ وجوب اوسکا مسلک ائمۂ متاخرین کا ہی اور اس زمانے مین یہی قول معتمد و مختار
للفتوے ہی اور اگر بدعت اصول و قواعد شرع کی رو سے اچھی سمجھی جائے اور مقصود شرع سے موافق
اور مصلحت دینی پر مشتمل ہو مگر حد ضرورت کو نہ پہنچی ہو بدعت مستحبہ ہے مثالین لیجیے سرائین
مسافر خانے پل شہر کین منارے اذان کے واسطے مدارس اور خانقاہین طلبۂ علم و طالبان
خدا کے لیے بنانا راہ خیر سبیل پانی خواہ شربت خواہ دودھ کی لگانا دقائق تصوف مین کلام
جو علم فی الجملہ نافع ہون اونکی تحصیل و تعلیم مباحثہ مسائل کے واسطے مجلس منعقد کرنا وعظ ہمیشہ
یا اکثر بعد نماز جمعہ کے کہنا اور سننا لوگون کا مجلس وعظ مین جمع کرنا علوم نافعہ مین مانند اخلاق
و حساب کے تصنیف اور اونکی ترویج کتب دینیہ مین ابواب و فصول لکھنا اور اونکی ترتیب و تہذیب
خطبۂ جمعہ و عیدین مین خلفائے راشدین و اہلبیت طاہرین و عمین مکرمین کا ذکر شریف اذان
ثالث جمعہ التزام و اہتمام جماعت تراویح قرآن مجید مین علامات حمرت کی لکھنا طریقہ
زہد و مجاہدات و اشغال مین نئی باتین جو اکابر صوفیہ خصوصاً طریقۂ نقشبندیہ بلکہ مجددیہ مین
کہ اکثر وہابیہ ہند اوسی سے انتساب اپنا ظاہر کرتے ہین رائج و معمول ہین اور انکے سوا بہت
کام کہ عصر رسالت بلکہ قرون ثلثہ مین اس ہیئت و طریقۂ ملتزمہ کے ساتھ شائع نتھے اور
مخالفین بھی اونکے حسن و خوبی مین دم نہین مارتے اہل حق کا اہل سنت و جماعت اور دوسرے انکا

اہل بدعت واہوا نام مقرر کرنا اس بدعت کے لیے اقتضا حرمت ہے اور جو مستحسنات علما و مشائخ بدون لحاظ
اس امر کے کہ مخالفین کو قبول ہوگا یا نہیں شمار کیے جائیں تو ایک کتاب جداگانہ طیار کرنا پڑے
اور جس بدعت میں نہ کچھ دینی فائدہ نہ مضرت نہ کسی اصل شرعی سے اوسکی خوبی یا برائی ثابت وہ مباح و
جائز ہے اور جسمیں مضرت دینی ہو اگر قواعد شرع اوسکی حرمت کو مقتضی ہوں تو حرام ورنہ مکروہ
علمائے دین نے قرناً فقرناً اس قاعدے پر عمل کیا ہے اور جس بدعت میں دینی ضرورت سمجھی
اوسے واجب اور جس امر کو نفع اچھا اور کسی مقصود شرع کے مطابق اور اوسکا اکتساب معین اور مصلحت
دینی پر مشتمل پایا گو بعینہ اور بہیئت مخصوصہ عصر نبوت و زمانہ صحابہ و تابعین میں بھی نہ ہوا اوسے مندوب و
مستحب فرمایا و قس علیٰ ہذا خود مانعین امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں
فالمنارۃ عون لاعلام وقت الصلوٰۃ وتصنیف الکتب عون للتعلیم والتبلیغ
ونظم الدلائل لرد شبہ الملاحدۃ والفرق الضالۃ نہی عن المنکر وذب
عن الدین وکل ذلک ماذون فیہ بل مامور بہ اسیطرح صدہا علما نے اس
قاعدے پر احکام بنا کیے یہانتک کہ کافی میں امام الائمہ سراج العلماء والامۃ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
سے سنت کی تعریف میں منقول ہے انما ہو حدث احدثہ الناس فمن فعلہ جاز
دیکھو امام اعظم و اکرم تعریف کو باوجود اعتراف اس امر کے کہ بدعت محدث ہی جائز فرماتے ہیں اور
متاخرین تو صدہا اعمال کو باوصف اسکے کہ قرون ثلثہ میں نہ تھے نہ مجتہدین سے ثابت ہوئے اسی
قاعدے سے مباح یا مستحسن کہتے ہیں اور ان مسائل میں کلام جیسا بعض مانعین مولد سے واقع ہوا
مقام سے اجنبی اور خلاف داب مناظرہ بلکہ نرا مغالطہ ہی ہم علما کے اس قاعدے پر عمل کرنے سے
استناد کرتے ہیں گو وہ مسئلہ دوسرے کے نزدیک قاعدہ اباحت سے خارج اور حرمت خواہ کراہت
میں داخل ہو یا تصریح شرع خواہ استنباط مجتہد یا عموم نص قاعدے سے خارج کر دیوے تو

مجتہدین سے باوصف ملکۂ اجتہاد مطلق خطا واقع ہوتی ہے اور دلیل شرعی ضعیف بمقابلہ دلیل شرعی
قوی مضمحل ہو جاتی ہے اور مجتہد خواہ اصل مجتہد کی عموماً ایسے اعتباری لازم نہیں آتی اس جگہ یہ امر قابل
لحاظ ہے کہ قائلین اباحت و استحباب نے اون اعمال کو اسی قاعدے سے مباح یا مستحب کہا اور
یہ قاعدہ فقہا مین معمول بہ رہا اور اسقدر جم غفیر کا عمل کرنا اور علمائے متقدمین کا تصریح فرمانا ہمارے لیے
دستاویز ہے یا نہین اور نیز علمائے دین بالاتفاق بدعت کے معنی مذموم کو حسنہ و سیئہ اور اقسام
پنجگانہ کی طرف تقسیم کرتے اور بعض افراد کو واجب بعض کو مباح بعض کو مستحب کہتے رہے باوجود
اسکی تقسیم سے انکار اور جملہ افراد کی گمراہی و ضلالت ٹھہرا لینے پر اسقدر بیجا اصرار جمہور امت و سواد اعظم
ملت سے مخالفت اور بمقابلہ ایسے ثبوت کے کسی شیخ یا عالم کا قول بدون دریافت حقیقت حال
اور اوسکی دیگر اقوال و افعال کے پیش کرنا اور عوام کو دھوکا دینے کے لیے ابلہ فریب تقریرین بنانا نری جہالت
اور راہ دین مین سخت بیباکی و جرأت ہے یا نہین اسی طرح یہ دعوی وہابیہ کا کہ جو امر قرون ثلاثہ مین
نیا پایا گیا اصطلاح شرع مین بدعت ہے محض بے اصل و غلط ہے ثبوت اصطلاح کا اہل اصطلاح سے
چاہیے حدیث ستفترق امتی الخ سے کہ اس باب مین منتہائے فکر مخالفین ہے انفراداً
اور بانضمام دیگر احادیث کسی طرح معنی شرعی ہونا اسکا ثابت نہین بلکہ اکثر احادیث صحیحہ و آثار صحیحہ
و اقوال علما مبطل اس مدعا کے ہین باوجود اسکے اگر کسی نے کلام عرب مین اسکا کچھ پتا کبھی چلا تو وہ
اصطلاح اوس قائل کی قرار پائیگی نہ معنی شرعی بلکہ اس مادہ مین تصریح بعض اشخاص کی کسی
معنی کی نسبت کہ یہ شرعی ہین اسوجہ سے کہ کبھی اصطلاح علما کو بھی معنی شرعی کہتے ہین غیر کافی
حضرات وہابیہ استعمال لفظ بدعت کا اس معنی مین بدون ٹھہرا دینے کے اور شرعی ہونا اوس کا
کتاب و سنت سے ثابت کردین ورنہ آیت و حدیث و آثار صحابہ سے یہی معنی مراد لینا اور بدلیل کل
بدعۃ ضلالۃ وغیرہا احادیث کے اوسے بدعت و ضلالت علی العموم ٹھہرا دینا ایسا ہی ہے جیسا زنا سرقہ

ربا کسی اچھے یا مباح فعل کا نام رکھولین اور آیتین حدیثین کہ ان الفاظ کے معانی شرعیہ کی
مذمت مین وارد ہین پیش کر کے کہدین دیکھو ہمنے اس فعل کی برائی آیت حدیث سے ثابت
کر دی لطف یہ ہے کہ باعتبار اس معنے کے بھی تقسیم بدعت سے چارہ نہین اور اوسے علی العموم گمراہی
و ضلالت ٹھہرانا مخالفین کے طور پر بھی خواہ مقلد ہون یا خود مجتہد بن بیٹھین قطعاً باطل کہ حوادث
وقائع مین کہ بعد قرون ثلثہ کے ہوئے یا آیندہ ہون بلکہ جملہ مسائل جزئیہ فرعیہ مین کہ اوس عصر تک
کسی نے استخراج نہ کیے نہ قرآن و حدیث مین مصرح کوئی حکم شرع سے استنباط کیا جائیگا اور
اوسکے مطابق حکم و عمل جاری ہوگا یہ استنباط اور قول و فعل خواہ مخواہ ضلالت سے خارج کرنا
پڑیگا اور اوسکے لیے حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وغیرہا مین تاویلات تخصیصات کی ضرورت اور تقسیم[۱]
بدعت کا قائل ہونا پڑیگا بالجملہ تقریرات حضرات وہابیہ بیان معنی بدعت مین نہایت مضطرب
اور احادیث و اقوال صحابہ و تابعین و مجتہدین و ائمہ دین و علمائے متقدمین و متاخرین سے
صریح مخالف ہین لااقل عدم مطابقت احادیث و آثار و اقوال علما سے کیا اونکے طور پر قطعاً الزام
اور انکار تقسیم متفق علیہ جس پر ہزار برس تک باعتراف متکلمین وہابیہ بھی علما کا اتفاق رہا اور
مخالفت سواد اعظم امت و جمہور اہل ملت کا الزام او نپر قائم بخلاف تقریر رسالہ اصول الرشاد کے
کہ بفضل الٰہی جملہ احادیث و آثار مین اوسکی رو سے توفیق اور تفسیرات علما مین کہ بظاہر مختلف ہین
تطبیق حاصل اور اوسکے ساتھ دفع خبط و خلط مخالفین اور جملہ مغالطات و تشکیکات وہابیہ کے
رد مین وافی ہے مگر بایں خیال کہ شاید عوام کالانعام کہین جس طرح اہل سنت و جماعت تحقیق معنے
بدعت مین احادیث و آثار و اقوال علما پیش کرتے ہین اور اس معنی کو صحیح اور شرع سے ثابت فرماتے
ہین اسیطرح وہابیہ بھی کتابون کا حوالہ دیتے اور اپنے معنی کو صحیح بتاتے ہین ہم لوگ جاہل ہین
کسے صحیح جانین اور کسکی بات مانین یا متعصبان لیام عوام کو بہکائین کہ ہمارے مصنفین بھی

رہا کسی اچھے یا مباح فعل کا نام رکھ لیں اور آیتیں حدیثیں کہ ان الفاظ کے معانی شرعیہ کی
مذمت میں وارد ہیں پیش کر کے کہدیں دیکھو ہمنے اس فعل کی برائی آیت حدیث سے ثابت
کر دی لطف یہ ہے کہ باعتبار اس معنے کے بھی تقسیم بدعت سے چارہ نہیں اور اوسے علی العموم گمراہی
و ضلالت ٹھہرانا مخالفین کے طور پر بھی خواہ مقلد ہوں یا خود مجتہد بن بیٹھیں قطعاً باطل کہ حوادث
و وقائع میں کہ بعد قرون ثلثہ کے ہوئے یا آیندہ ہوں بلکہ جملہ مسائل جزئیہ فرعیہ میں کہ اوس عصر تک
کسی نے استخراج نہ کیے نہ قرآن و حدیث میں مصرح کوئی حکم شرع سے استنباط کیا جائیگا اور
اوسکے مطابق حکم عمل جاری ہوگا یہ استنباط اور قول و فعل خواہ مخواہ ضلالت سے خارج کرنا
پڑیگا اور اوسکے لیے حدیث کل بدعة ضلالة وغیرہا میں تاویلات تخصیصات کی ضرورت اور تقسیم
بدعت کا قائل ہونا پڑیگا بالجملہ تقریرات حضرات وہابیہ بیان معنی بدعت میں نہایت مضطرب
اور احادیث و اقوال صحابہ و تابعین و مجتہدین و ائمۂ دین و علمائے متقدمین و متأخرین کے
صریح مخالف ہیں لائق عدم مطابقت احادیث و آثار و اقوال علمائے کبار اونکے طور پر قطعاً لازم
اور انکار تقسیم متفق علیہ جس پر ہزار برس تک باعتراف متکلمین وہابیہ بھی علما کا اتفاق رہا اور
مخالفت سواد اعظم امت و جمہور اہل ملت کا الزام اونپر قائم بخلاف تقریر رسالہ اصول الرشاد کے
کہ بفضل الٰہی جملہ احادیث و آثار میں اوسکی رو سے توفیق اور تفسیرات علما میں کہ بظاہر مختلف ہیں
تطبیق حاصل اور اوسکے ساتھ رفع خبط و خلط مخالفین اور جملہ مغالطات و تشکیکات وہابیہ کے
رد میں وافی ہے مگر یہ خیال کرنا بعد عوام کالانعام کہیں جس طرح اہل سنت و جماعت تحقیق معنے
بدعت میں احادیث و آثار و اقوال علما پیش کرتے ہیں اور اس معنی کو صحیح اور شرع سے ثابت فرماتے
ہیں اسیطرح وہابیہ بھی کتابوں کا حوالہ دیتے اور اپنے معنی کو صحیح بتاتے ہیں ہم لوگ علم میں
کسے صحیح جانیں اور کسکی بات مانیں یا متعصبان لیام عوام کو بہکائیں کہ ہمارے مصنفین بھی

مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب سلمہ اللہ تعالی ابن المصنف العلام قدس سرہ

اونکتابون سے اپنا مطلب ثابت کرتے ہین اور وہ عبارتین کتب کی کہ اونکے متکلمین اور عمائد مذہب نے
جہلاً خواہ عناداً مفید مدعا قرار دین عوام کو دکھائین کہ ہم بھی ثبوت اس مدعا کا کتاب سے رکھتے ہین
مخالفونکی تقریرسے تعرض تفصیلی ضرور کہ حقیقت اوسکی خواص و عوام پر ظاہر ہو اور جو عیاریان اور چالاکیان
اور جو انکی احادیث و آثار و اقوال علمائے نامدار مین غلطیان اور بیباکیان کین ہر ایک کو اچھی طرح معلوم
ہو جائین اور از انجا کہ مقدمہ رسالہ غایۃ الکلام مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی اپنے عمائد و معتقدونکی
تقریرات کو جامع و متضمن اور بیان ایضاح الحق مولفہ اسمعیل صاحب دہلوی کو کہ اس باب مین اصل ہے
حاوی ہے کہ مولف رسالہ مذکورہ نے ایضاح الحق و دیگر رسائل و کتب عمائد وہابیہ و تالیفات نجدیہ مین
جوبات مفید اس مدعا کے سمجھے اوٹھا رکھی تو اوسکا رد بعینہ کل تقریرات وہابیہ کا رد ہے لہذا اوسی سے
تعرض کافی ہے واللہ الموفق وبہ نستعین نعم المولی ونعم المعین واضح ہو کہ مولف رسالہ غایۃ الکلام نے
جس خبر یا اثر یا عبارت کتاب فقہ مین لفظ بدعت یا محدث کا پایا بلا تامل و تکلف نقل کرکے آخر
مقدمہ مین بطرناز فرمایا کہ انچہ در مقدمہ در تفسیر بدعت مذکور شدہ قلیلے از انست کہ نزد راقم حاضر بود یعنی
بابت مین کہتا ہون اکثر تفاسیر آپکے مخالف اور بعض مدعا سے محض بے علاقہ تو اونکے جمع کرنے مین
سوا اسکے کہ موافق شریا ئین اور مخالف ہنسین اور خاص و عام کہین ذات شریف سفید و مفرس تمیز
نہین رکھتے جو چاہتے ہین بے سمجھے بوجھے لکھدیتے ہین کیا فائدہ حاصل ہوا جو بقیہ عبارات معتنیہ
کے کہ اسباب ہین مکنون خاطر یا نظر گرامی ہین حاضرین ظاہر کرنے سے ہو گا اب تفسیر شریف کی کیفیت
دیکھیے بعد کیت و ذیت کے یہ قرار پایا البدعۃ امر محدث فی الدین لم یثبت من کتاب
اللہ و ھدی سید المرسلین واہ حضرت اسقدر تفحص و تلاش اور مسافت بعیدہ قطع کرنیکے
بعد بھی ناک تو اپنی ہی جگہ پر ٹھہری پھر یہ مشقت کس غرض سے کی اگر مالم یثبت الخ سے یہ
مراد ہے کہ وہ چیز بعینہ اور بہیئت کذائی و بصورت مخصوصہ کتاب و سنت سے ثابت نہو تو حاصل

ہمارے معنی دوم کا ہے تقسیم اوسکی بدعت حسنہ وسیئہ کی طرف باتفاق علمائے دین ثابت اور انکار تقسیم صریح مخالفت سواد اعظم ملت بلکہ اجماع امت کے ہے کما حققنا سابقا اور جو یہ مراد کہ کتاب و سنت سے اصلا ثابت نہو یعنی نہ کسی قاعدہ شرع سے مطابق نہ عام کے تحت میں داخل نہ مقصود شرع کے موافق نہ معین نہ شرع سے اوسکی اجازت کسی وجہ پر حاصل تو بدعات واجبہ و مستحبہ و مباحہ اس مفہوم سے خارج اور صرف محدثات مکروہہ محرمہ ہی داخل رہینگے اور وہ مخالف سنت ہدی ہین تو ماحصل اس تفسیر کا ہمارے معنی اول کی طرف راجع ہو جائیگا کسی نے سچ کہا ہے ع آنچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار * باینہمہ یہ تفسیر ذات شریف کے طور پر جامع نہیں بہت امور کہ آپکے نزدیک بھی اگرچہ بوجہ فساد مت سے خارج ہین اسمین داخل رہے جنکے اخراج اور سنت مین داخل کرنیکے لیے آپ تکلفات باردہ اور امور زائدہ کی طرف محتاج ہوئے شاید آپکو معلوم نہین کہ تفسیر و تعریف مین تبادر شرط ہے اور یہ ظاہر کہ سیرت التعیین و مسائل قیاسیہ مجتہدین ہدی سید المرسلین سے ہرگز متبادر نہین اب اون تکلفات باردہ کا حال سنیے حدیث مسلم خیر الحدیث

کتاب اللہ الخ کے بعد لکھا ازین حدیث مستفاد است کہ آنچہ از امور دینیہ ثابت از کتاب اللہ

وہدی رسول اللہ نیست از محدثات امور است و محدثات امور بدعت اند خیر آنچہ در حدیث آمدہ منحصر در سنت

اقول یہ محض افترا ہے حدیث میں اس مضمون کا کہ جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہیں مطلقا محدثات امور میں داخل ہے کہان پتا ہے بالفرض اگر کل محدثات کتاب و سنت سے خارج مانے جائین ہنوز دہلی دور ہے کہ ہر اوس شی کا کہ کتاب و سنت سے خارج ہو محدثات امور مین داخل ہونا کیا ضرور ہے اور تقابل خیر و شر اور مقابلہ کتاب و سنت کا محدثات سے ذکر مین آپکو کچھ مفید نہین کہ خیر اور اسی طرح شر اسم تفضیل ہے بالخصوص اس جگہ کہ امور کی طرف اضافت اور مقام ذم و مدحت ہے تو جو امور کہ نہ شر ہین نہ کتاب و سنت کے مرتبہ مین خیر واسطہ واقع ہوکر سب پر غیر کا ذخور کر دینگے

غرض سوق حدیث اور اوسکے مضمون سے آپکے مقدمہ کا کچھ پتا نہین چلتا نہ حدیث مین قید
ومنیہ کی صراحۃً خواہ اشارۃً مذکور الفاظ حدیث نقل کرنا اور اوسکی بحث مین طبعزاد وخیالی مضامین
جنکا کسی طرح پتا لفظون مین نہو لکھدینا حضرات وہابیہ کا مدار مذہب ومنتہائے سعی ہے شاید مولف
رسالہ نے لفظ محدث سے دھوکا کھایا اور اسقدر بھی خیال نفرمایا کہ محدث لغت مین نئی چیز کو کہتے ہین
یہ معنی اس جگہ بالاتفاق فریقین مراد نہین ناچار قید ومنیہ کی بڑھائی اب بھی وہی آش کاسے مین رہے
کہ علمائے دین بالاتفاق نئے امور کو جو صاف صریح قرآن وحدیث مین مذکور نہین اور زمانۂ نبوت مین
بہیئت کذائی وصورت مخصوصہ موجود بلکہ عصر صحابہ وتابعین مین بھی مروج ومعمول نہ تھے حسنہ وسیئہ
کیطرف منقسم سمجھتے ہین اور آپ لوگ بھی اون امور کو جنکا زمانۂ صحابہ وتابعین مین رواج ہوا گو
اس خصوصیت کے ساتھ قول وفعل حضرت رسالت وکتاب اللہ سے ثابت نہون اور مجتہدات
ائمہ اربعہ کو اچھا جانتے ہین ولہذا بدلالت حدیث علیکم بسنتی الخ وغیرہا معمولات صحابہ وتابعین و
استنباط مجتہدین کو باوجود اعتراف اس امر کے کہ محدثات امور سے ہین حقیقت محدثات سے
خارج اور ملحق بسنت ٹھہرایا اس تقریر پر آپ کے نزدیک محدث حقیقۃً وہ امر قرار پایا جسکا وجود
کتاب وسنت مین اصلا نہو نہ باعتبار اصل کے نہ بہیئت کذائی اور جسکی اصل شرع سے پائی جائے
وہ محدث سے خارج اور اپنی اصل کے حکم مین ہے اور یہ آپکے خصم کو مضر نہین بلکہ مفید ہے ہمارے
نزدیک بھی اس جگہ محدث سے وہی باتین مراد ہین جو بعینہ وبہیئت کذائی شرع سے ثابت نہین
نہ کسی اصل اور قاعدۂ شرعیہ کے تحت مین داخل اور یہی امور مفہوم محدث کے افراد کاملہ ہین اور اسی تحقیق پر
حمل شر کا محدثات امور پر اور حمل بدعت وضلالت کا کل محدثات پر بلاتکلف صحیح ہے اور معمولات
صحابہ وتابعین خواہ مجتہدات ائمہ مجتہدین ومستحسنات علمائے متقدمین ومتاخرین کو محدث کہکر
حکم سنت مین داخل کرنا اور باوجود اسکے حقیقت محدثات سے خارج ٹھہرانا جیسا کہ مولف رسالہ نے

واضح مقدمہ مذکورہ سے واقع ہوا اور اس قسم کے تصرفات و تاویلات کی حاجت نہیں اور جب
معنی محدث کہ اس جگہ مراد ہیں ظاہر ہوئے تو بدعت کو بمعنی مخالف و مزاحم سنت لینے سے کلام
بلاغت نظام حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والسلام کا کل محدث بدعۃ وکل بدعۃ
ضلالۃ ظاہر پر محمول رہیگا اور جس غرض کے واسطے اس نے شعور نے مسافت بعیدہ قطع کی
اور تقسیم اجماعی غلط ٹھہرائی تفسیرات علما ناقص و بیکار سمجھ کر بدعت کی نئی تفسیر بنائی احادیث و
آثار و اقوال علمائے نامدار بمحل نقل کیے بہت پیچ پچار کی ٹھہرائی کسی طرح لفظ کل تاویل سے
سالم اور حدیث مذکور شکل اول سے منتج رہے بعنایت الٰہی ہماری تقریر سے بدون ان خرابیوں کے
حاصل ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
اور اس تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ تقسیم بدعت ہرگز تاویل و تصرف خواہ عدم انتاج حدیث مسطور کو
مستلزم نہیں کہ حدیث میں بدعت بمعنی اول ہے اور محدث کے جو معنی یہاں مراد ہیں اونکا بھی
یہی مآل ہے محقق دہلوی شرح صراط المستقیم میں حدیث مذکور کے تحت میں لکھتے ہیں ہر چہ محدث
و بدعت کہ مخالف سنت و مغیر آن باشد گمراہی است اور ملا علی قاری تماوین از ہار سے نقل
کرتے ہیں کل بدعۃ ای سیئۃ ضلالۃ لقولہ علیہ السلام من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ پس ساری واویلا اس دانشمند کی ایک لیے اصل بات پر
مبنی ہے اور جسقدر محنت و عرق ریزی کہ اس مبحث میں کی فضول لا یعنی ہے علاوہ ازین
بعض افعال پر بدعت کا اطلاق اور اسکے ساتھ اونکا استحسان صحابہ کرام سے ثابت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو بدعت کہا ہے اور اسکی مدحت کی نعمت البدعۃ ھذہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز چاشت کو بدعت کہکر اوسکی خوبی و فضیلت کی تصریح فرمائی ابو امامہ
باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو محدث فرما کر اوسکی مداومت اور نہ چھوڑنے پر تاکید کی اور احادیث سے

بھی تقسیم کا پتا ثابت اور علمائے دین کا قرناً فقرناً اور سیر اتفاق رہا ہے تو وجہ استنکاف کی
تقسیم سے کیا ہے اور اسقدر واویلا اور شور وغوغا سراسر بیجا ہے کیا کل بمعنی اکثر نہیں آتا ہے

یا احادیث کا شکل اول پر ہونا ضروری ٹھہرا ہے پھر لکھتے ہیں اما محدثاتیکہ در قرون ثلثہ بلا نکیر

مروج شدند بدلالت دیگر احادیث در حقیقت از محدثات امور نیستند بلکہ ملحق بہدی رسول اللہ صلعم اند

اقول بعد اعتراف اسکے کہ وہ امور محدثات سے ہیں مجرد الحاق بسنت اونھیں حقیقت محدثات سے
خارج نہیں کر سکتا اور حکم سنت میں ہونے سے حقیقۃً سنت ہونا اونکا ثابت نہیں ہوتا خدا جانے
آپ حقیقت کس شیٔ کو سمجھتے ہیں البتہ باعتبار ہمارے معنی کے معمولات صحابہ و تابعین بلکہ رواج
عام ہر قرن اسلام اور بدعات واجبہ و مستحبہ و مباحہ سب مفہوم محدث سے خارج ہیں دوسری

حدیثوں سے استشہاد کی ضرورت نہیں پھر لکھتے ہیں و از حدیث سابق مستفاد ست کہ

آنچہ از محدثات امور نیست داخل کتاب اللہ وہدی رسول اللہ است و الحاق سنت بسنت منافی
نبود الخ **اقول** دیکھو حدیث نقل کرکے ایسی جھوٹ بات لکھنا اور اوس سے حدیث سے مستفاد
قرار دینا کیسی بیباکی ہے ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد حدیث میں اس

مضمون مخترع اور طبعزاد ڈھکوسلے کا کہاں پتا ہے شاید آپ یہ سمجھے کہ جب اس مقدمہ کو کہ آنچہ از

امور دینیہ ثابت از کتاب وہدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیست از محدثات امور ست بزور
زبان حدیث سے ثابت ٹھہرا ہی دیا ہے تو لامحالہ اوسکا عکس بھی ثابت قرار دیا جائیگا اور یہ بھی
یاد نہ رہا کہ بفرض تسلیم کلیت اصل موجبہ کا عکس جزئیہ ہی نکلتا ہے سوا اسکے کوئی ذات شریف سے
دریافت کرے کہ مباحات سنت ہدیٰ ہیں یا شر الامور سے پھر حدیث خیر امتی قرنی الخ ذکر کرکے
سیرت تابعین کو شر الامور سے خارج اور سنت ہدیٰ میں داخل کرتے ہیں اور ہمنے رسالہ اصول الرشاد
میں بوجوہ ثابت کیا ہے کہ استدلال وہابیہ کا اس باب میں محض بیجا ہے البتہ خیریت سیرت و

معمولات تابعین بدلالت آیت سراپا ہدایت ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین الایۃ
اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم الخ اور اثر ابن مسعود ما راٰہ المسلمون الخ
سے ثابت تو یہ دلائل ہر قرن اسلام کے خیریت سیرت و عادت و معمولات پر دلالت کرتے ہیں
اور نیز آیت سراپا بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور کریمہ وکذلک جعلنکم
امۃ وسطا الایۃ اور احادیث صحیحہ سے کل امت کی خیریت ثابت اور جو امور کہ قرون ثلثہ میں
تھے لیکن عموما شرع کے تحت میں مندرج یا کسی اصل شرع سے مستفاد یا مقصود شرعی کے موافق
یا اوسکی تحصیل میں معین و مفید ہیں اونکی خوبی خواہ اباحت بھی بدلائل و قواعد شرع سے بخوبی ظاہر انہیں
معمولات قرن تابعین کی خیریت پر اسدرجہ اصرار اور ادن امور پر بدعت کا صریح خلاف انصاف اور ہزار
اعتساف ہے جسطرح معمولات صحابہ و تابعین بدلالت بعض احادیث اور مجتہدات ائمہ اربعہ باعتبار
اپنی اصل و سند کے سنت سے ملحق ہو سکتے ہیں اسی طرح یہ امور بھی بدلالت آیات و احادیث و قواعد
شرع شریف واجب خواہ مستحب خواہ مباح ہیں بعض آیات و احادیث پر نظر اور بعض سے اغماض
شیوہ اہل بدعت و اہوا کا ہے کہ ہمیشہ سے حق میں افتؤمنون ببعض الکتب و
تکفرون ببعض وارد ہے سمجھ لیا ہے پھر تحریر کرتے ہیں وجوہ دلالۃ اول پر خیریت کے جموع و
اسماے جموع الخ حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ اضافت اصحابی اور قرنی میں بقاعدہ اصول عموم و
استغراق کو مفید ہے تو خیریت و نجات قول و فعل کل الصحابہ و اہل قرن یا اکثر سے اگر بعض آخر
سکوت کریں اور انکار و اعتراض کے ساتھ پیش نہ آئیں متعلق ہوتی ہے اسیکو خلق و سیرت قوم
کہتے ہیں اور یہی مضمون حدیث رزین سے مستفاد ہے **اقول** یہ صورت تعامل کی ہے اور
قرون اسلام کا حکم اس میں برابر کہ تعامل ہر زمانے کا حجت شرعی اور معتبر ہے بخلاف
قرن صحابہ کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک قول و فعل ہر صحابی کا حجت ہے

اور ترک احتجاج بعض اقوال خواہ افعال سے بوجہ معارض قوی حجت ہونا اوسکا باطل نہین کرتا
کما لا یخفی اور جماہیر ائمہ سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ ہر واحد صحابہ کرام سے عادل اور افراد امت سے
مرتبہ مین فائق اور وہ سب خیر و بہتر ہین اور حوالہ اصول کا بھی بے اصل ہے مسلم کہ جموع اضافت کے
ساتھ مفید استغراق ہین لیکن استغراق جمع بتصریح علمائے اصول مجموع افراد کے حکم مین ہین نہ بلکہ
کل واحد من الافراد کے معنی مین ہے مطول وغیرہ کتب مین دیکھ لیجیے باوجود اسکے واسطے اتباع قول
صحابہ کے اتفاق اکثر خواہ کل کے شرط لگانا اور ایک دو صحابی کے قول کو اعتبار و اعتداد کے لیے
کافی نہ ٹھہرانا جنون ہے ظاہر اس نظر سے کہ بہت اقوال و افعال صحابہ کرام میان اسمعیل صاحب وغیرہ
اسلاف مستدل کے طور پر شرک و بدعت ہین و اعجب یہ ہے کہ اس قید کو اختیار اور اتباع صحابہ کیلیے
اجماع یا اتفاق وہ بھی سکوت یا یقین کے ساتھ اعتبار کیا ہے ملا صاحب کی حمایت بمقابلہ اصحاب حضرت رسالت
شعبہ رفض کا ہے ایک اور لطیفہ سنیے کہ ذات شریف خود اسی رسالہ کے خطبے مین لکھتے ہین بایہم
اقتدیتم اہتدیتم سبحان اللہ حمایت میان اسمعیل صاحب وغیرہ کا یہ جوش ہے کہ اپنا لکھا
اور مسلم مقدمہ بھی فراموش ہے پھر لکھا اما مسائل قیاسیہ الخ یعنی مسائل قیاسیہ و اجماعیہ مجتہدین باعتبار
اپنی اصل و سند کے کتاب اللہ یا ہدی رسول اللہ سے ملحق ہین **اقول** اکابر و اصول مولف رسالہ تو ہر جگہ
عدم فعل شارع بلکہ مجرد عدم نقل کو قرون ثلثہ سے مدار بدعت و حرمت و ضلالت ٹھہراتے ہین
اور خود مولف بھی دوسری جگہ بعض مسائل قیاسیہ مجتہدین کو بتصریح بدعت و ضلالت مین شمار
کرتے ہین خدا جانے اس جگہ مجتہدین امت پر کیا نظر عنایت ہے خیر حضرت صبح کا بھولا شام کو گھر آوے
تو اسے بھولا نہین کہتے مگر یہ تو فرمائیے کہ باعتبار اصل و سند کے سنت سے ملحق ہونا اقوال مجتہدین
کیلیے مخصوص ہے یا جسکے لیے اصل و سند پائی جائے سنت سے ملحق ہے دوسری شق مین مجلس میلاد
اور فاتحہ و سوم وغیرہا امور ہر وجہ اپنی اصل و سند کے اعتبار سے محدثات امور و بدعت سیئہ سے

خارج اور پہلی صورت مین وجہ تخصیص وہی ہے جو آپ نے بعد مین بیان فرمائی کہ فلان چیز فلان
چیز کی اصل ہے یہ مجتہدین امت کے سوا دوسرونکو معلوم نہین ہو سکتا ہے اسکا جواب تفصیلے
رسالہ اصول الرشاد مین لکھا ہے اور آپکے مقصود کو اس تقریر سے بخوبی باطل کر دیا ہے کیا بلا ہے کبھی
آپ لوگ دائرہ اجتہاد کو اسقدر وسعت دیتے ہین کہ ہر کس و ناکس کو قرآن و حدیث سے استخراج و استنباط
کی اجازت دیتے ہین یہانتک کہ ہر جاہل عامی کتاب و سنت سے جو بات جس طرح سمجھ لے اوسی پر
عمل کرنا اور تقلید امام چھوڑ دینا واجب ہوگا۔ اور سوقت تقلید چھوڑیگا وعید شدید اتخذوا احبارہم
ورہبانہم اربابا من دون اللہ مین داخل ہوگا اور اس حرکت ناشایستہ کا عمل بالحدیث
نام رکھتے ہین تمام ہمت مولانا سے قوم کی تنویر العینین اور شرح تقویۃ الایمان مین اسی طرف
مصروف اور کبھی استدلال بدلالۃ النص و علت منصوصہ و عموم آیات و احادیث وغیرہا امور کو بھی
مجتہد مطلق سے خاص ٹھہراتے ہین اس اضطراب و ناانصافی کی کیا حد ہے استدلال بدلالۃ النص
بعلت منصوصہ اور اجرای حکم کلی جزئیات پر اور استخراج جزئیات بدلالت مساوات اور استناد بعموم
احادیث و آیات اور فہم احکام صریحہ عبارۃ النص و اشارۃ النص سے اور تحصیل نتایج مقدمات منصوصہ
اور بدیہیات شرعیہ سے برعایت قیاس اقترانی و استثنائی مخصوص مجتہدین نہین علمای مقلدین مین
قرنا فقرنا بلانکیر جاری ہے بلکہ استنباط اصول مجتہد سے یا مطابق اصول مجتہد کے دلائل شرعیہ سے
جن احکام مین مجتہد سے نص نہین اوسواسطے تائید مجتہد کے شایع اور رائج کیا شرح وقایہ و ہدایہ و فتح القدیر
وغیرہا کتب متداولہ مشہورہ کبھی ان صاحبونکی نظر سے نہین گزرین یا اونکے استنباط و استدلال
مجتہدین سے بعینہ ثابت کر سکتے ہین کاش یہ حضرات اسی بات پر قائم ہو جائین تو تقویۃ الایمان کے
عقائد و احکام سے کہ بے محل آیت و حدیث کے تحت مین لکھدیے ہین اور ان صاحبونکے اکثر چلن و سلوک
اور تصرفات سے جنکے ثبوت کا کتاب و سنت سے غلط دعوی کرتے ہین بلا وقت نجات ملے اور جو ابین

صرف یہ بات کہ مصنف تقویۃ الایمان اور نیز اپنے لیے منصب اجتہاد ثابت کرو ورنہ آیت و حدیث
سے ثبوت کا دعوی اور سب تقریر تمھاری اور تمھارے پیشوا کی محض فضول و لایعنی ہے کفایت
کرے حرمت و کراہت استحبابات و جائزات کی طرح احکام شرعیہ ہیں اور امور متنازع فیہا کی حرمت و
کراہت نہ قرآن و حدیث میں مصرح نہ تصریح اوسکی کسی مجتہد سے منقول باوجود اسکے خود قرآن و
حدیث کا حوالہ دینا اور دوسروں کو اوسی امر سے روکنا وہی بات ہے کہ ع ہم تو کہیں جو جی سو ہے تم
نہ کہو جو ہے سو ہے اسی طرح یہ حضرات آپ تو فرضی علما اور خیالی کتابوں سے بھی سند لاتے ہیں باک
نہیں رکھتے اور جب اس طرف سے علمائے محققین اور کتب معتبرہ کا (جیسے صدہا جگہ خود سند لاتے ہیں
اور اپنے مطلب کے وقت انھیں علمائے محققین و ائمہ دین اور اسی قسم کے الفاظ تعظیم سے یاد
کرتے ہیں) حوالہ دیا جاتا ہے تو یوں گول بجاتے ہیں کہ ان کتابوں اور علما سے استناد بیکار ہے
ثبوت قرآن و حدیث سے چاہیے بلکہ اون حضرات ائمہ و علما کی طرح طرح سے توہین کرتے ہیں
یہانتک کہ نوبت تا بہ تکفیر پہنچاتے ہیں مصنف کلمۃ الحق نے چند ورق علماء سوء دنیا کی برائیوں
اور نکوہش میں سیاہ کیے اور حضرات ائمہ سابقین و علمائے راسخین کہ اس مجلس متبرک کو مستحسن
سمجھتے اور مستحب کہتے اونکے مصداق قرار دیے اسقدر بھی لحاظ نہ فرمایا کہ خود آپکے استاد
مفتی صدر الدین خانصاحب نے (جنھیں خود اسی رسالے میں سند العلماء فی العالمین کا
خطاب عنایت کیا ہے اور اونسے تلمذ و تعلم پر بڑا ناز فرمایا ہے) استحباب مجلس میں رسالہ لکھا ہے
اور مولانا رفیع الدین خان صاحب مرادآبادی سے (جنکی کوشش و حسن سعی سے اس محفل نے
نے ملک ہندوستان میں زیادہ رواج پایا اور بیان مولد اقدس میں اونھوں نے ایک رسالہ زبان
فارسی تحریر فرمایا) استناد کیا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہ مولانا محمد اسمعیل
دہلوی کے جد امجد و شیخ المشایخ و استاد الاستاد ہیں اس عمل خیر کی خوبی پر کیسے

سند معہ کے ساتھ شہادت دیتے ہین اور علامہ سخاوی اور امام سیوطی وغیرہما بہت اکابر ہین کہ
شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و میان اسمعیل و مولوی اسحق صاحب کے اساتذہ و شیوخ
حدیث سے ہین اوسے کس طرح ثابت کرتے ہین مگر ان حضرات کی عادت مستمرہ ہی کہ جس عالم امام عارف کا
قول اپنے مشرب کے خلاف ہوتا ہے اوسے ایک مردا لیجی ٹھہراتے ہین اور اپنے مولویون کو آسمان پر
چڑھاتے ہین متکلم قنوجی نے شیخ عبد الحق دہلوی و ملا علی قاری کی نسبت لکھ دیا ہر دو در سلک فقہا
منتظم نیستند اور نذیر حسین دہلوی کو اور دوسرے متکلم خود ان حضرت اور انکے آقا کو کیسے کیسے کلمات سے
یاد کرتے ہین واہ ری دیانت کہ شیخ محقق و ملا علی قاری تو زمرۂ فقہا سے خارج کیے جائین اور نذیر حسین و
بشیر الدین و امداد علی ڈپٹی کلکٹر زبدۃ الفقہا و عمدۃ المحدثین لکھے جائین اذا لم تستحی فاصنع ما شئت
حاصل اس متکلم کا یہ ہی کہ ہمین منصب اجتہاد و استنباط بھی حاصل ہے اور علما سے اگرچہ مجاہیل و
غیر معتبر ہون بلکہ کتب و رسائل مفروضین سے استناد و استشہاد پہنچتا ہے اور تم نہ آیت و حدیث سے
استنباط کی لیاقت رکھتے ہو نہ علمائے سابقین و لاحقین سے ہمارے مقابلے مین استناد کر سکتے ہو
تمھین ہمارے ساتھ مباحثہ کا کوئی طریق نہین جو ہم کہین خواہ مخواہ مان لو پھر لکھتے ہین اما تقیید امور
فی تعریف بدعت بدینیۃ الخ یعنی امور دینیہ کی قید تعریف بدعت مین اس لیے ہے کہ حدیث
صحیحین مین وارد من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اور امر دین ہی حضور سے
اختصاص رکھتا ہی **اقول** گو حدیث شریف مین امرنا ہذا سے امر دین ہی مراد ہو مگر اس طریقہ سے
ثابت کرنا حضرت ہی کا کام ہے کیا یہ بھی نہ دیکھا کہ اضافت جمع متکلم کی طرف ہی قطع نظر اس سے
حمل مطلق کا مقید پر کب جائز ہے آپ تو اپنا حنفی ہونا ظاہر کرتے ہین تو حدیث شر الامور محدثاتہا مین یہ
تقیید کس طرح اعتبار کر سکتے ہین اور جو خواہ مخواہ وہان قید امور دین کی اعتبار کرنا ہی گا تو اصل حنفی سے
مخالفت لازم آئے منظور ہے تو قید ما لیس منہ پر بھی نظر کرنا ضرور ہی کہ علی الاعلان ہمارے مدعا کی

شہادت دیتی ہو یعنی مطلق محدثات مردود نہین بلکہ جو امر دینی نہو اور دین سے کچھ علاقہ نہ رکھے نہ بخصوصہ نہ
باعث یا ماصل و سند نہ کسی عام شرعی کے تحت مین مندرج نہ کسی امر دینی مین مفید و معین نہ کسی قاعدہ
شرع سے اوسکی خوبی ثابت نہ اجازت حاصل اور ایسا امر مخالف و مزاحم سنت ہی ہوگا تو گویا ارشاد
ہوتا ہو جو شخص ہمارے دین مین کوئی امر مخالف و مزاحم امر دینی احداث کرے وہ مردود ہے صاحب
مظاہر حق کو بھی کہ عمائد فرقہ سے ہے اس مطلب کا اعتراف ہو اور لفظ ما لیس منہ مین اشارہ ہو اسکی
طرف کہ انکا انما اوس چیز کا کہ مخالف کتاب و سنت ہو ضرور نہین و کفی بہ حجۃ علے المخالفین و الحمد للہ رب العالمین
اور حدیث مسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہو رد بھی اسی مطلب پر محمول الخ
حدیث رافع بن خدیج اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم
بشیء من رأیی فانما انا بشر تو مدعائے مولف رسالہ واضح مقصد سے اصلا تعلق نہین
رکھتی اسی طرح تائید تفسیر مین جو احادیث و آثار و اقوال علمائے کبار نقل کیے ہین نہ تفسیر شریف کی
اور نہ کچھ تائید نہ کسی طرح اس بزرگوار کو مفید بلکہ بعض محض بے علاقہ بعض صریح مضر حیرت ہو کہ یہ حضرات
باین ادعائے علم و دانش مطلب فہمی سے بہرہ نہین رکھتے یا دانستہ عوام کو معاذ اللہ دہوکا دیتے ہین
کہ ہمنے اپنا دعوے اسقدر حدیثون اور کتابون سے ثابت کردیا گو خواص اس حرکت پر ہنستے ہین۔ صاحبو
کیا آیت حدیث یا کسی صحابی تابعی مجتہد عالم کا قول صرف نقل کردینا کافی ہوتا ہو اگرچہ محض بیمحل اگرچہ
بیعلاقہ بالکل اگرچہ صراحۃ مخالف حضرات ذرا خوف خدا کیجیے دعوے کا ثابت ہونا چاہیے نمائش کے
واسطے آیتین حدیثین بے محل لکھدینا اور امر دین مین عیاری اور دھوکا بازی کرنا شیوہ اہل اہوا ہے
یہ تو فرمایئے حدیث حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ بخاری و مسلم سے آپنے نقل کی
تفسیر شریف کی کیا تائید ہوئی اوسکا حاصل تو صرف اسقدر ہے کہ ایک قوم غیر سنت کے ساتھ
استنان کریگی تو مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمانا پورا ہوا بعض بیباکون نے انبیا اولیا کی

جناب مین طرح طرح کی گستاخی خدا اور رسول کے کلام مین تصرف معنوی غلط حوالے دینا بلکہ
فریبون سے عوام کو بہکانا اپنا عقیدہ و مذہب سالہا چھپانا اور اسکے برخلاف تحریر و تقریر کرنا
نئے عقیدے اور نئے مسئلے جنکا دین مین وجود نہین نہ اس صدی سے پہلے کسی نے کتابون مین
دیکھے سنے تھے گڑھنا مسلمانون کو مشرک سنیون کو بدعتی ٹھہرانا ظاہر یہ معتزلہ خوارج کے عقیدے
اختیار کرنا اور وہی آیتین حدیثین جو یہ بد مذہب دلیل لائے ثبوت مین لانا باوجود اسکے اپنے فرقے کو
اہلسنت وجماعت کہنا اور اسی قسم کی حرکتون اور امر دین مین بیباکیون کی عادت کی ہے
اور ان بدعات شنیعہ و اعمال قبیحہ کا کہ صریح مخالف سنت خلاف شریعت ہین نام اتباع سنت رکھا ہے
اور حدیث مسلم مین کہ حواریون اور اصحاب انبیا کے بعد ایسے ناخلف ہوتے ہے کہ جو کہتے مگر نے
اور جو کرتے اوسکے ساتھ حکم نہ کیے جاتے بعد اتمام تقریب اولا فعل بے امر کی مذمت نہین ورنہ سب
مباحات ممنوع ہوجائین ہان فعل برخلاف امر کی مذمت ہے اور یہ علین ہمارا مدعا اور تمھین کچھ مفید نہین
ثانیا امر سے صریح مراد تو محدثات قرن تابعین و استنباطات مجتہدین بھی مذموم ٹھہراتے ہے اور ضمنی
و استنباط کو عام تو امور نزاعیہ بھی مامور بہا ہین ہان اپنی خبر لیجیے
کہ مولوی سے اتباع سنت کا دعوی اور اعمال جو اوپر بیان ہوئے یہ اعمال کہ کار دین مین آپ صاحبون نے داخل
کیے کس امر شرعی کے مطابق ہین اگر ہون تو پیش کیجیے ورنہ اس تشنیع مین داخل ہونے کا اقرار فرمایے
احادیث کا کہ مولف غایۃ الکلام نے تائید تفسیر مخترع مین ذکر کین یہ حال تھا اب آثار کی کیفیت
ملاحظہ کیجیے **اولا** مستدل کے نزدیک نجات و خیریت صرف سیرت صحابہ کے ساتھ اور اوسکے نزدیک
عبارت ہی اجماع یا اتفاق اکثر سے باوجود سکوت باقی اشخاص کے) مخصوص ہے ایک صحابی کے
انکار سے بدون اثبات اجماع یا اتفاق اکثر انکار پر استناد اپنے قرار داد کے خلاف ہے کیا وہ
قاعدہ جسے ایک دو ورق پہلے بنایا تھا نسیاً منسیا ہوگیا ہان اپنے اسلاف کی حمایت

اور احکام تقویۃ الایمان کی رعایت ملحوظ تھی اور یہان تفسیر تخریج کی تائید اور رد مذم بدعت کی تکثیر
منظور ہے اسنا قلم اپنا مذہب جس جگہ جو چاہا لکھ دیا کسیکا کیا اجارہ ہی ثانیا فاعلین ان افعال کے
جن پر بعض صحابہ سے انکار نقل کرتے ہین صحابی تھے یا تابعی پہلی صورت مین تو قول انکار کرنے
والے کا مصنف کے طور پر سیرت صحابہ ہرگز نہین ہو سکتا کہ اتفاق اکثر مع سکوت الباقین نپایا
گیا قطع نظر اس سے اون انکار کرنے والے صاحب کو صحابی فاعل پر کیا ترجیح ہے کہ
صرف اونکے سمجھنے سے انھین عیاذاً باللہ مرتکب بدعت و ضلالت کہا جائے اور دوسری
شق مین بھی مولف کے طور پر فعل صحابی و تابعی ایک حکم مین ہے کہ بحالت انفراد دونون غیر
معتبر اور بعد اجماع و اتفاق دونون ملحق بسنت علاوہ ازین فعل التابعی مجتہد کا گو بعض صحابہ کرام سے
انکار ثابت یا من حیث الدلیل وہی جانب قوی ہو بدعت و ضلالت نہین ہو سکتا اختلافات
صحابہ مسئلہ مجتہد فیہا مین ایک جانب کو ضلالت و گمراہی سمجھنا کھلی تقلید روافض وغیرہم
مبطلین کی ہے شرح مقاصد مین بعد ذکر اشعریہ ماتریدیہ کے لکھا ہے المحققون من الفریقین
لاینسب احدھما الآخر الی البدعۃ و الضلالۃ لخلاف المبطلین حتی
ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضاً بدعۃ و ضلالۃ کالقول بحل
متروک التسمیۃ عمداً الخ اور حدیث بخاری سے کہ باوجود ارشاد ہدایت بنیاد
لایصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ الخ یعنی کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر
بنی قریظہ مین بعض صحابہ نے یہ سمجھکر کہ مقصود جناب تعجیل کے ساتھ پہنچنا ہے نہ حقیقت کلام
راہ مین نماز عصر پڑھ لی اور حضور نے کچھ عتاب و انکار نفرمایا بخوبی ثابت کہ مجتہد پر بوجہ
مخالفت ظاہر نصوص طعن و تشنیع کی گنجایش نہین ایک دو صحابی کے فعل سے اوسے
مبتدع اور گمراہ ٹھہرانا کیسے جائز ہوگا ثالثاً آثار مستندہ مولف مین جن افعال پر بعض صحابہ سے

کمال نمبر ۴

نکیر نقل کی بعض مجتہدین نے اونکے جواز خواہ استحباب کی تصریح فرمائی مثلاً تثویب کو امام

ابو یوسف رحمہ اللہ نے امرائے عصر کے لیے جائز رکھا اور امام محمد نے مطلقاً اور رکعتین فجر کے بعد

اضطجاع جسکی ممانعت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہین امام شافعی اور بہت صحابہ

تابعین اوسے مندوب و سنت کہتے ہین اور پیشوائے ملت نجدیہ ابن حزم ظاہری فرض

ٹھہراتا ہے کیا بلا ہے کہ ان حضرات کو سخن پروری مین اپنے مقتدایان مذہب کا بھی خیال

نہین رہتا ہے بتکلف اونھین بھی گمراہ و مبتدع ٹھہرایا جاتا ہے اور قنوت کو جس کا بدعت ہونا

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا امام مالک و امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سنت فرماتے ہین

اسیطرح اکثر مسائل مذکورہ مین ائمہ مجتہدین سے تصریح موجود اور یہ بات ثابت ہو چکی

کہ مسئلہ مجتہد فیہا مین ایک جانب کو بدعت و ضلالت ٹھہرانا محض بیجا ہے بلکہ بطور مولف

یہ افعال سنت مین داخل ہین تو اونھین بدعت ٹھہرانا بطور مولف ہدی کو ضلالت کہنا ہے

افسوس کہ یہ بزرگوار اپنے اصول و طرق مخترعہ بھی یاد نہین رکھتے آپ وضع کرتے ہین اور خود عمل

نہین کرتے اب انصاف کرین کہ یقولون ما لا یفعلون کا کہ حدیث مسلم مین آ گیا انکو ن مصداق ایسے

رابعاً عصر صحابہ کرام مین اطلاق بدعت ایسے امور پر کہ جنکی تحت مین نصوص شرع سے

خوبی خواہ جواز اونکا ثابت ہوتا ہے ولہذا بعض افعال کو بدعت کہتے اور بدعت

حسنہ کا ارادہ کرتے اور کبھی باوجود اطلاق بدعت اونکے حسن و خوبی کی تصریح بھی

فرما دیتے یا بعض حضرات اقتصاد فی العمل پسند کرتے اور حقوق نفس کی رعایت اور

نشاط فی العبادۃ کی تحصیل خواہ تعلیم و بیان جواز و غیرہ امور ملحوظ رکھتے یا رخصت پر عمل

کرتے اور کبھی کسی امر کو اوس وقت امر دین مین مخل پاتے یا کوئی اصل شرعی جواز و استحسان کی

خیال مین نہ آتی تو فضول و لایعنی سمجھکر ترک کرتے یا اوس وقت ضرورت خواہ بھلائی اوس فعل مین

نہ سمجھتے یا فرصت نہوتی اوس سے بہتر کام مین مشغول ہوتے یا آسانی و تسہیل پر نظر فرماتے
یا باین خیال کہ لوگ نوعہدان اسلام اس فعل کو واجب نہ سمجھ لین یا درواست کو دشواری مین
ڈالدین یا کسی شی کی تعظیم مین افراط کرکے حد پرستش کو پہنچادین اور بوجہ قرب عہد کے زمانہ
کفر سے پھر اوسی عقیدے کی طرف میل کر جائین فعل جائز یا مستحب کے التزام پر تشدد و نکیر
فرماتے عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے اگر قطع شجرہ ثابت ہوجائے اور نیز ممانعت نبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے مقام مین نماز پڑھنے سے اور حجر اسود سے فرمانا کہ تو ایک پتھر ہے
اگر نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم استلام نفرماتے مین بھی نفرماتا سب اسی نظر سے ہے ورنہ
تبرک مشاہد انبیا سے بتصریح کتاب و سنت ثابت اور نیز یہی وجوہ باعث اختلاف ہین
کہ ایسے امر کو مناسب وقت یا منفعت دینی پر مشتمل سمجھا یا اب وہ حرج شرعی مرتفع ہوگیا
یا راستا نپایا گیا مستحب اور جائز کہا بلکہ خود کسی وقت ایک امر سے انکار فرمایا اور دوسرے
وقت خود کیا یا جائز بتایا جیسے مسئلہ زیارت مین ابن عمر و ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے
انکار و عمل دونون ثابت اگر ممانعت صحابہ نسبت افعال کہ اسی قاعدے پر مبنی ہوتی
کہ یہ افعال عصر نبوت مین نتھے نہ ہمارے زمانے مین رائج و معمول بہا ہوگئے تو بدعت و ضلالت ہین
اور یہ قاعدہ شرع مین مصرح و معلوم اہل شرع ہوتا تو متروکات صحابہ کا عصر تابعین مین رواج
نہو سکتا کوئی مجتہد اوسکے خلاف حکم دیسکتا جسکا ضلالت و گمراہی ہونا شرع سے
ثابت ہوگیا اوسمین اجتہاد کو کیا دخل بالجملہ ترک و انکار صحابہ ان وجوہ اور انکی امثال پر ہے
بعض غنیۃ الطالبین و غنیۃ المتملی وغیرہما کتب مستندہ مؤلفہ مین بھی مصرح و مبنی ہے
تو بلا دریافت حقیقت حال وجہ انکار انہین پیش کرنا محض نافہمی و مغالطہ دہی ہے
اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ مجتہدات ائمہ حکم سنت مین ہین ایسے افعال کو گمراہی و ضلالت

ٹھہرانا اختلافات صحابہ مین ایک جانب کو بدعت سیئہ اور قائلین کو مبتدع و گمراہ کہنا
شعبۂ رفض اور بڑی گستاخی ہے خاصا سب سے زیادہ جرأت و بیباکی متکلم قنوجی کی
یہ ہے کہ بعض آثار و اقوال مین لفظ بدعت کے ساتھ اوس فعل کی خوبی بھی بتصریح مذکور ہے ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول درباب نماز چاشت نقل کیا انہا بدعۃ اور کچھ خبر نہین کہ اطلاق
بدعت کے ساتھ حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسکی مدح فرمائی مجاہد ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہین بدعۃ ونعمت البدعۃ غنیۃ الطالبین مین بروایت
ابن المبارک اسقدر زیادہ ہے وانہا لمن احسن ما احدثہ الناس
اور یہ بھی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وارد ہوا ما ابتدع المسلمون افضل
من صلوٰۃ الضحےٰ تو ارشاد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ مین تقسیم بدعت کی
کھلی دلیل ہے مگر کو مفید ٹھہرانا اور بے تکلف مباحثہ علما مین پیش کرنا ذات شریف ہی کا
کام ہے اور صرف لفظ انہا بدعۃ نقل کرنا اور ان تصریحات کو ہضم کر جانا اوس پر یہ کیسی
چالاکی و جرأت ہے ایسے لوگ اگر نماز فرض سے منکر ہو بیٹھین اور لا تقربوا الصلوٰۃ کا
قرآن سے نقل کرکے وانتم سکاریٰ اوڑا دین کچھ عجب نہین اور سنیے خود قول حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ درباب جمع مصحف قلت لعمر کیف تفعل
شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھو واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ
صدری لذٰلک ورأیت فی ذٰلک الذی رای عمر اور قول
زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی باب مین قلت یعنی لابی بکر کیف تفعلون
شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو

واللہ خیر فلم یزل ابوبکر یراجعنی الخ بخاری شریف سے نقل کرتے ہیں
سبحان اللہ حضرت ابوبکر و زید بن ثابت رضی اللہ تعالے عنہما کے پہلے کلام سے تو استدلال
ہوتا ہے اور اس طرف اصلا نظر نہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے قول سے
رائے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف رجوع فرمائی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو
انھیں الفاظ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمائے تھے ترغیب دی اور انکی ترغیب و اصرار کے بعد
یہ شبہہ حضرت زید کی طبیعت سے بھی رفع ہوا یہانتک کہ قرآن جمع کیا اور سب صحابہ نے اتفاق فرمایا
وہابی صاحبو خدا را انصاف اس حدیث شریف کا مضمون ہمارے تمہارے مباحثہ پر مو بمو بلا کمی و
زیادت منطبق ہے بڑی دوڑ تمہاری مسائل متنازع فیہا میں یہی ہے کہ یہ افعال زمانہ رسالت خواہ
قرون ثلثہ میں نہ پائے گئے اور ہم بعینہ وہی جواب دیتے ہیں جو حضرت عمر نے حضرت صدیق اکبر کو
صدیق اکبر نے حضرت زید بن ثابت کو دیا کہ یہ کام اچھا ہی گو اگلے زمانے میں واقع نہوا اور حضرت
صدیق اکبر اور زید بن ثابت نے اس جواب کو کافی وافی سمجھکر شبہہ سے رجوع فرمائی اور سب
صحابہ نے بالاتفاق جمع مصحف باوجود ترک حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ پسند کیا تو یہ بحث
عصر صحابہ میں بخوبی طے ہولی اور اس شبہہ کی بے اصلی پر صحابہ نے اجماع کر لیا کیا یہ جواب جس پر اتفاق و
اجماع صحابہ منعقد ہوا اس شبہہ کے دفع میں کفایت نہیں کرتا سچ ہے تعصب عقل و حیا کھو دیتا ہے
اور ہوائے نفس بصیرت کو اندھا کرتی ہے کہ حق بات نظر ہی نہیں آتی ومن لم یجعل اللہ لہ نورا
فما لہ من نور اب روایات فقہ کی کہ مؤلف نے مفید مدعا و مؤید تفسیر قرار دیں کیفیت سنیے
حاصل استدلال یہ کہ فقہا نے بعض امور کو بدیں جہت کہ قرون ثلثہ سے منقول نہوئے بدعت و
مکروہ فرمایا اولا مؤلف کے نزدیک بھی اسقدر سے کراہت ثابت نہیں ہوتی خود اسی

رسالہ میں لکھا ہے ہرچند عدم ماثوریت یا عدم منقولیت عملے از قرون ثلثہ موجب بدعیہ بودن

آن نیست لیکن عدم ماثوریت یا عدم منقولیت آن از مجتہدین البتہ موجب سیئہ بودن آن ہست
تو روایات مستندہ مؤلف کے بھی خلاف ہین اور اس قاعدہ مسلمۂ مولف سے منقوض اور پچھلے
فقرے کے رد مین بعض بیانات ہمارے رسالہ اصول الرشاد کے کفایت کرتے ہین **ثانیاً**
ابھی بیان ہوا کہ یہ شبہہ زمانۂ صحابہ مین طے ہوگیا اور یہ بات ٹھہر گئی کہ امر خیر کا زمانۂ سابق مین
نہونا اوسکی خیریت وخوبی مین کچھ خلل نہین ڈالتا اور صحابہ نے برخلاف اس شبہہ کے عمل کرکے قرآن کے
جمع ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی تو اسکی بے اصلی پر اتفاق ہولیا بایں ہمہ اگر کسی فقیہ کو یہ شبہہ
عارض ہو تو برخلاف قول وفعل صحابۂ کرام کب قابل التفات ہے غضب تو یہی ہے کہ حضرات اگر
ایک بات کسی کتاب مین مفید مطلب اپنے زعم کر لیتے ہین اوسکے مقابلے مین تمام شرع سے منہ
پھیر لیتے ہین نہ خدا سے خوف نہ رسول سے شرماتے ہین نہ صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا ارشاد
کچھ خیال مین لاتے ہین **ثالثاً** انھین اقوال فقہا مین کہ مفید مطلب ومؤید تفسیر تخریج سمجھے گئے
اکثر اقوال مین صرف عدم نقل پر حضرت رسالت وصحابۂ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے
کفایت کی اور یہ تو نہایت ظاہر کہ فقہا سو جگہ عدم نقل پر جناب رسالت سے اقتصار فرماتے
ہین اور اوسے وجہ ممانعت وکراہت کی ٹھہراتے ہین اور یہ صریح مخالف مقصود مستدل ہے
کہ اس تقدیر پر معمولات زمانہ تابعین بلکہ عصر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین بھی بدعت ومکروہ
ٹھہرینگے پھر ان اقوال پریشان کو مفید مدعا ومؤید تفسیر سمجھنا اور اس طمطراق کے ساتھ مباحثۂ
علما مین ذکر کرنا نافہمی نہین تو کیا ہے **رابعاً** یہی فقہا اور انکے امثال بلکہ انسے امثل اور اکثر
کبراے مؤلف اور اونکے مستندین صدہا امور خیر کو جنکا وجود قرون ثلثہ مین نتھا مجتہدین ملت نے
تصریح فرمائی مستحسن اور بعض کو واجب کہتے ہین یہانتک کہ صاحب عین العلم بطور قاعدۂ
کلیہ فرماتے ہین والاسراء بالمساعدة فيما لم ينه عنه وصار معتادا

[illegible]

۴؎ کہ مخالف کو ان عبارات کے مقابل اپنے اوس مسلک مردود کے پیش کرنیکا کوئی حق نہین ولکن الوهابية قوم يجهلون ۱۲ حضرت عالم اہل سنت مدظلہ ابن سیدنا المصنف العلام قدس سرہ

بعد عصرهم حسن وان كان بدعة یعنی موافقت کے ساتھ قوم کو خوش کرنا
اپنے فعل میں جسکی ممانعت شرع سے نہوئی اور اونکے زمانے کے بعد اوسکی عادت ہو گئی
گو وہ فعل بدعت ہو اچھا ہے اور فتح القدیر کے آداب زیارت بابرکت میں لکھا ہے وکل ما کان
ادخل فی الاجلال کان حسنا یعنی جو بات نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم میں
زیادہ دخل رکھتی ہو اچھی ہے وفی **البحر الرائق** ذکر الخلفاء
الراشدین مستحسن بذلك جری التوارث وبذكر العمين وفی
الدر المختار سند بذكر الخلفاء الراشدين والعمين **وفيه**
ايضا التسليم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة
سبعمائة واحدى وثمانين فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم
الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فی الكل الا المغرب ثم
فيها مرتين وهو بدعة حسنة **وايضا فيه** فی مسئلة المصافحة
بعد العصر قولهم انه بدعة ای حسنة مباحة كما افاده
النووی فی اذكاره وغيره فی غيره الخ **وفيه ايضا** و
التلفظ عند الارادة بها مستحب هو المختار وقيل سنة
يعنی احبه السلف او سنة علمائنا اذ لم ينقل عن المصطفى و
الصحابة والتابعين بل قيل بدعة **قال الطحطاوی**
لكنها حسنة على المعتمد لا سيئة **وفی الدر المختار**
ايضا وجاز تحلية المصحف لما فيه من تعظيمه الخ
وايضا فيه وعلى هذا لا باس بكتابة اسامی السور

وعند الخطب والعلامات فهي بدعة حسنة الخصوص باستحسان
علامات الحمرة وتحسين الكتابة في **الاحياء** ايضا وفي
الدر المختار ايضا ولا باس به عقيب العيد لان المسلمين توارثوه
فوجب اتباعهم وعليه البلخيون ولا يمنع العامة من التكبير
في الاسواق في الايام العشر وبه ناخذ بحر مجتبى وغيره **قال**
الطحطاوي في فصل الجمعة سئل العلامة محمد البرهمتوشي
عن حكم الترقية فقال انها بدعة حسنة استحسنها المسلمون
وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ما راه المسلمون حسنا فهو عند
الله حسن الخ **قال القاري** في شرح الاربعين في صلاة الرغائب
فصلاة مائة ركعة باي طريق لا يكون من البدع المذمومة مع
ما ورد عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان ما راه المسلمون
الخ وفي **شرح الطحاوي** الافضل ان يشتغل بقلبه
بالنية ولسانه بالذكر ويده بالرفع في **المنية** والمستحب في
النية ان ينوي بالقلب ويتكلم باللسان وهذا هو المختار قال الزاهدي
وصححه في **المجتبى** وفي **الهداية والكافي والتبيين**
انه يحسن لاجتماع عزيمته وفي **الاختيار** معزيا الى محمد
بن الحسن انه سنة وهكذا في **المحيط والبدائع** الى ان قال
بعد نقل خلافه ونحوه في **شرح المنية** انه لم ينقل عن الائمة
الاربعة ايضا فتحصل من هذا انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة

وقد استفاض ظهور العمل بذلك فی کثیر من الاعصار فی عامة
الامصار فلعل القائل بالسنیة اراد بها الطریقة الحسنة لا
طریقة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وفی **الغنیة** بعد نقل انها
لم تنقل عن القرون الثلثة لکن عدم النقل لکونه بدعة لا
ینافی کونه حسنا القصد اجتماع العزیمة علی ما اشار الیه
فی الهدایة وصرح به فی التجنیس وفی **شرح المشکوٰة**
لعلی القاری ان الاکثرین علی ان الجمع بینهما مستحب
لتسهیل تعقل معنی النیة واستحضارها الخ وفی **المواهب**
اللدنیة والذی استمر علیه اصحابنا استحبابا ب
النطق بها وفی **شرح الوقایة** واستحسن المتأخرون التثویب
فی الصلوات کلها وفی **الدر المختار** ثوب بین الاذان
والاقامة للکل بما تعارفوه الا فی المغرب **قال الباقانی** فی مسئلة
التعریف لو اجتمعوا لشرف ذلک الیوم ای عرفة لسماع الوعظ
بلا وقوف وکشف راس جاز بلا کراهة اتفاقا وفی **الجامع الصغیر**
شرح الظهیری ویکره التعشیر والنقط والمشایخ لم
یروا به باسا لان العجم لا یمکن لهم التلاوة الا بالنقط واما کتابة
اسامی السور وعد الای ونحوهما فهی بدعة حسنة وقال ابن **الائمة**
المکی رح القراءة علی القبر بدعة حسنة فی **شرح الوقایة للاعلام**
استحسن المتأخرون العمامة وفی **الهندیة** تحت قوله والصلوٰة

وباس بکتابة اسامی السور وعدد الآی وهو وان کان احداثا فهو بدعة
حسنة وکم من شئ کان احداثا هو بدعة حسنة وکم من شئ یختلف
باختلاف الزمان والمکان وفی فتاوی قاضی خان لا بأس
فی الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان بالجماعة واستحسنه
المتأخرون ولا یمنع من ذلک الی غیر ذلک من المسائل دیکھو
ان کتب کثیرہ میں ان جماعات فقہائے کرام نے خطبوں میں خلفائے راشدین و عمین مکرمین کا
ذکر شریف اذان کے بعد مؤذن کا باآواز بلند نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر عرض صلاۃ وتسلیم
نماز عصر کے بعد مصافحہ زبان سے نماز کی نیت مصحف پر سونا چڑھانا قرآن عظیم میں سورتوں کے
نام آیتوں کا شمار وقف وغیرہ کے علامات لکھنا نماز عید کے بعد تکبیر کہنا عام آدمیوں کا
بازاروں میں باآواز عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیریں کہتے پھرنا خطبہ امام روز جمعہ منبر پر جاتے مؤذن کا
آیۂ کریمہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی اور حدیث انصات پڑھنا
رجب کی پہلی شب جمعہ میں سو رکعت نماز رغائب ادا کرنا نمازوں کے لیے اذان بعد اذان
کہنا روز عرفہ تشبہ حجاج کے لیے مسلمانوں کا جمع ہو کر جنگل کو جانا قرآن عظیم میں ہر دس آیت پر
علامت لکھنا نقطے اور اعراب لگانا قبر پر حافظ کو تلاوت کے لیے بٹھانا میت کا [illegible]
ماہ مبارک رمضان میں وقت ختم قرآن جمع ہو کر دعا مانگنا وغیرہ ذلک امور کثیرہ کو نو پیدا
مان کر حکم جواز و استحباب دیا تسلیم بعد الاذان میں تصریح فرمائی کہ وہ ۷۸۱ھ میں عشائے
دو شنبہ پھر اذان جمعہ پھر ۷۹۱ھ میں بجز مغرب سب اذانوں پھر اذان مغرب میں بھی حادث ہوئی استقد
تو پید ہے مگر بدعت حسنہ ہے یہاں سنت نیت کو فرمایا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صحابہ و تابعین
حتی کہ ائمہ اربعہ میں بھی کسی سے منقول نہیں با ایں ہمہ مستحب ہے حسنہ ہے سنت علما ہے نام سوئے

شما ر آیات لکھنے کو فرمایا اگرچہ پیدا ہوئی مگر بدعت حسنہ ہی کہ بہت نو پیدا چیزین حسن ہوتی ہین اور بہت احکام اختلاف زمان و مکان سے مختلف ہو جاتے ہین اگر مجرد عدم نقل موجب کراہت ہوتا تو ان احکام و بیانات کی کیا گنجائش تھی کیا وہ بھی آپ لوگونکی طرح معاذ اللہ یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمرون مین داخل تھے حقیقۃ الامر یہ ہو کہ عدم نقل کسی فعل کا قرون ثلثہ خواہ حضرت رسالت و صحابہ سے عدم وقوع کو مستلزم نہین کما قال فی فتح القدیر وبالجملۃ عدم النقل لا ینفی الوجود بلکہ اوس سے عدم وجدان نقل ہی مراد ہوتا ہے کہ استقراء تام کا دعوی نقل کی نسبت بھی دشوار کام ہو کسیکا یہ کہدینا کہ یہ فعل قرون ثلثہ مین تھا مقام تحقیق مین محال ہو گیا یہ گوار اسقدر بھی نہین سمجھتے کہ ایسے کلام احکام کے مبنی نہین ہو سکتے اور جب کلام فقہا کا یہ حال ہے تو مخالفین کو ایسے بڑے دعوی کی کیا مجال ہے بخاری شریف مین وارد ہوا کسی نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نماز چاشت پڑھتے تھے فرمایا لا اخالہ دیکھو ایسے صحابی جلیل الشان باعظمت متتبع و متفحص سنت تو عدم وقوع و ترک پر جزم نکر سکے اور یہ حضرات بابن بضاعت مزجات جس امر کی نسبت چاہتے ہین بے تکلف عدم وقوع و عدم نقل کا دعوی کر دیتے ہین قطع نظر اس سے مجرد ترک و عدم وقوع دلیل کراہت نہین کہ ترک لیے دوسری جہت سے بھی ہوتا ہے البتہ اجتناب جناب و اصحاب و احتراز قصدی کسی فعل سے اوسکی کراہت پر دلالت کرتا ہے بشرطیکہ کوئی اصل شرعی خوبی و اجازت پر دال اور کراہت کے سوا کوئی امر ترک پر باعث اور فعل کا مانع نفس الامر مین متحقق اور عمل بالرخصۃ و تعلیم جواز و رعایت حقوق نفس و خلق و غیرہا امور مذکورہ سابقہ کا احتمال ہو تو بدون تحقیق و تفتیش ان امور کی صرف کسیکے کہدینے خواہ الکجد ہے سے فعل متروک کو مکروہ ٹھہرانا سراسر خلاف تحقیق ہے اور جس حالت مین اون افعال کی جن کی

فائدہ جلیلہ اقول باللہ التوفیق [illegible]

[illegible] مین داخل کرلو اس مین اتباع [illegible] فی اللغۃ القصد و فی الشرع کما فی التلویح قصد الطاعۃ والتقرب الی اللہ تعالی فی ایجاد الفعل [illegible]

کراہت کلام بعض فقہا میں مصرح کیفیت ہے تو تفریعات مخالفین وقیاسات مانعین
کس شمار میں ہیں خصوصاً جن افعال کا استحباب خواہ جواز اصل شرعی سے ثابت اور تخصیص
مکروہات فقہا پر قیاس کرنا نری دانائی ہے بالجملہ مدار کار اجتناب واحتراز قصدی پر ہے نہ مجرد ترک
خواہ عدم نقل و عدم وجدان نقل پر البتہ اس اجتناب واحتراز کو بعض فقہا نے ترک خواہ عدم فعل
عدم نقل وغیرہا سے مسامحۃً تعبیر کیا اور محققین نے بھی وہی تعبیر برقرار رکھی جس طرح تمثیل عرضی کی
تحکیک وتقسیم کے ساتھ فن میزان میں شائع ہو گئی بعض نے اسی کو حقیقۃً یہی سمجھکر احکام
بنا کیے کہ محققین نے رد کر دیے لطف تو یہ ہے کہ متکلمین مخالفین بھی اس امر پر متنبہ ہو کر کہیں
جگہ وجود مقتضی و عدم موانع کی قید ملحوظ رکھتے ہیں اور دوسرے مقام پر بھول جاتے ہیں
کاش ہر جگہ ملحوظ رکھتے تو اکثر مواد نزاع طے ہو جاتے اور وجہ اضطراب واختلاف اقوال کی ظاہر
ہوتی کہ جس نے فعل کے لیے کوئی اصل شرعی اور ترک جناب واصحاب کے لیے خارج سے
کوئی باعث خواہ اوس وقت فعل کے لیے مانع پایا فعل کو بحسب مقتضائے اصل خواہ بنظر مصالح دینیہ
جائز یا مستحب یا واجب فرمایا اور جسے کوئی دلیل ہاتھ نہ آئی اور وہاں ترک کو اجتناب واحتراز
قصدی سمجھا یا مطلق ترک واجتناب قصدی میں فرق نہ کیا کراہت کا حکم دیا اور یہاں سے
ظاہر ہوا کہ ایسی جگہ کثرت مانعین کے ساتھ بھی حق بجانب مجوز و مبیح ہے کہ حکم اوس کا
دلیل کے ہاتھ آنے اور حکم مانع دلیل نہ پانے اور انعدام اصل پر مبنی ہے بلکہ حقیقۃً اختلاف ہی
نہیں کہ اگر مانع دلیل مجوز پاتا اوسکے ساتھ اتفاق کرتا تو یہ بیان مخالفین کہ در صورت اختلاف
احتیاط ترک میں ہے ایسی جگہ نری مغالطہ دہی ہے یہ صرف اوسی مقام میں مسلم ہے کہ طرفین
دلائل پیش کریں اور دلیل مجوز دلیل مانع سے قوی نہو اور ایک وجہ اختلاف کی ارتفاع علت حکم
یا حدوث اقتضائے مصلحت ہی اور اختلاف زمان اسی سے عبارت ہے یہ بھی قاعدہ

سنت و مخالفین کے کہ مورد اختلاف میں خواہ مخواہ جانب منع کو ترجیح ہے مخالف و منافی ہے
باقی رہا یہ امر کہ مصنف غایۃ الکلام نے اسی مقدمہ میں جو وجہ قسمت قائلین تقسیم کے
نزدیک بدعت لغوی یا معنی شرعی قریب یعنی المحدث بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ
وسلم کو ٹھہرایا ہے اور اپنی تفسیر کے مفاد کو سب کے نزدیک بدعت مذمومہ قرار دیکر یہ دعوے
کیا ہے کہ قائلین تقسیم بھی بدعت حسنہ و سیئہ کو کہتے ہیں جو کسی دلیل شرعی سے ثابت ہو اور منکرین
تقسیم اسے سنت میں داخل کرتے ہیں تو نزاع تقسیم و عدم تقسیم میں محض لفظی ہے
اور جو محدثات کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں بالاجماع حسن و خوبی سے خالی ہے **اقول**
وباللہ استعین معنی تخریج مصنف میں۔ بیشک ثابت ہے اگر عدم تصریح غیر عبادات زیادات مخصوصہ کے
ساتھ مراد تو یہ معنی بالاصالۃ خواہ ضمن معنی عام میں قطعًا منقسم کرتا کہ تصریح صدہا امور کی
نسبت کہ کتاب و سنت میں بخصوصہا مصرح نہیں جواز و استحباب کا حکم کرتے ہیں اور
جو عدم ثبوت سے عام مراد ہے تو ہر چند یہ معنی قابل قسمت نہیں لیکن اس تقدیر پر امور متنازع فیہا
مفہوم بدعت سے خارج اور انکے جواز و استحباب کا اعتراف واجب اور یہ سب عرق ریزی
جانفشانی کہ معنی لغوی کو منقسم اور معنی شرعی کو غیر منقسم ٹھہراتے ہیں بیکار و ضائع
ہو گئی فتبصر اور عبارت تفتازانی و ابن حجر مکی و ملا علی قاری کہ مصنف نے تفسیر بدعت مذموم میں
نقل کیں انکا بھی مآل و مرجع اسی طرف ہے کہ جو حادث کسی دلیل شرعی سے اصلا ثابت نہو
بدعت مذمومہ ہے دیکھو ابن حجر مکی و ملا علی قاری خاص عمل مولد کو باوجود انعدام التصریح مستحب
کہتے ہیں تو وہ کس طرح امر غیر مصرح کو عمومًا بدعت سیئہ کہتے ملا علی قاری و ابن حجر مکی
رحمہم اللہ تعالی کا قول کون سمجھے جناب مصنف کو اپنی بھی خبر نہیں خود عدم ثبوت و عدم نقل کو
منشا ہے معیار و مدار کراہت و گمراہی نہیں ٹھہراتے بلکہ صاف اقرار کرتے ہیں کہ صرف

اسقدر سے کراہت اور بدعت ضلالت ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ
جسکی اصل کتاب و سنت سے ثابت کتاب یا سنت سے ملحق اور اصل کا ثبوت مصنف کے
طور پر دو طریق سے ہوتا ہے یا اوسکا اعتبار شرع سے عام طور پر ظاہر ہو جائے جسطرح آنحضرت
قرن صحابہ رضی اللہ عنہم و رواج قرن تابعین یا وہ جزئی کسی اصل شرعی سے ثابت ہو جیسے تخریجات
مجتہدین سو کل امور متنازع فیہا ایسے ہی ہیں اور اونکے لیے دونوں یا ایک طریق
اصل شرعی موجود ہے جیسے رسالہ اصول الرشاد میں بیان کیا ہے کہ مآل صریح اس انہدام
اصل کا مخالفت و مزاحمت کی طرف ہے تو اس تقدیر پر یعنی دوم شرعی کا عدم انقسام
ثابت ہوا جو ہم لوگوں کو بھی مسلم اور اب بیشک نزاع لفظی آپ کی طرف سے قائم ہوئی اسیطرح
تفسیر بدعت سے کہ نواب صدیق حسن خان بہادر اپنے رسالے میں اختیار کرتے ہیں (بدعت آنست
کہ بعد قرون ثلثہ مشہود لہا بوجود آمدہ و اصلش از کتاب و سنت معلوم نشدہ و مستند نش
بہ ثبوت نہ پیوستہ چہ ظاہر چہ خفی چہ ملفوظ چہ مستنبط) اور اوسی رسالے میں جو چیزیں بالاجمال
ماذونات شرعیہ میں داخل اور بمقاصد شرع کے موافق اور اونکے معین ہیں گو خصوصیت اونکی
بالتصریح شرع سے ثابت اور صحابہ کرام سے ماثور نہو مانند تعمیر منارہ مسجد و تصنیف کتب و نظم
دلائل وغیرہا اور بحوالہ فتح الباری و شرح اربعین معین بن صفی و شرح ملا علی قاری و نفع المبین
حاجی رفیع الدین خان مرادآبادی وغیرہ ہر اوس چیز کو جسکے لیے شرع سے اصل ہے مفہوم
بدعت شرعی سے خارج ٹھہراتے ہیں اور خود تفسیر بدعت میں نقل کرتے ہیں [والمراد بہا
ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع سمی فی عرف الشرع بدعۃ وما
کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ فالبدعۃ فی عرف الشرع مذمومۃ
بخلاف اللغۃ] ہمارا مدعا ثابت ہو بحث کہ مورد تقسیم بدعت لغوی ہے نہ بدعت شرعی

ہماری مقابلے اور اس مناظرہ میں محض لاطائل و فضول ہی بالجملہ یہ دونوں متکلم مانعین
ہماری طرح امور متنازعہ کی حسن و قباحت کے معترف ہو گئے اور سوا اسکے کہ اصل کا دریافت
کرنا اور ایسے حوادث و وقائع میں کتاب و سنت سے استناد مجتہدین کے سوا اور سے ونکو بھی
پہنچتا ہے یا نہیں کچھ نزاع نہ رہی سو یہ امر بھی ہمارے رسالہ اصول الرشاد میں بخوبی طے ہو لیا ہی
اور اس مقدمہ میں بھی بالاجمال بیان کیا ہے قطع نظر اس سے یہ دوسری بحث ہے مقصود
کلام مقام سے اجنبی اور بلا ریب لایعنی ایک اور لطیفہ سنیے جو تعریفیں علما سے نقل کیں اونمیں
تحدید زمانی کا اصلا پتا نہیں اور نہ فی الواقع تحدید زمانی اور وجود و خواہ عدم فعل کسی زمانے میں
اسمیں دخل رکھتا ہی بلکہ اخذ اوسکا تعریف میں خلل کرتا ہے ولہذا التعریف ذات تعریف کی
مانع نہ رہی اور مذہب رفض و خروج و قدر وغیرہا کہ اوسی زمانے میں پیدا ہوئے بدعت سے خارج ہو گئے
کیا نواب صاحب بہادر ان باطل فرقوں کو اہل اہوا و بدعت سے نہیں سمجھتے ایک اور تماشا ہے
یہ فرق باطلہ تو باعتبار تعریف کے بدعتی نہ ٹھہرے اور فرقہ وہابیہ ضرور بدعتی قرار پایا جسکا وجود
قرون ثلثہ میں تھا نہ اونکی عقائد کتاب سنت میں مصرح نہ کوئی سند ظاہر خفی لفظا مستنبط
اونکے لیے شرع سے ثابت ہو سکا آخر حضرات وہابیہ کے نزدیک اور اکی اصل و سند مخصوص
مجتہدین ہی اور بانیان مذہب سے لیکر ابتک ان صاحبوں کے لیے مرتبہ اجتہاد کسی دلیل سے
کہیں ثابت نہوا اس تعریف کا کیا کہنا ہے کہ معرف کا گھر ڈھاتی ہے مخالف کو مدد پہنچاتی ہے
ثانیا نواب صاحب حافظ ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری کو صرف بدعت لغوی کی تقسیم اور
بدعت شرعی کو علی العموم ضلالت ہونیکا قائل بتاتے ہیں اور کچھ خبر نہیں کہ یہ دونوں فاضل اجل
کس شد و مد کے ساتھ ہو لکو مستحسن فرماتے ہیں تو اگر کسی ایسے معنی شرعی کو جس سے مسائل
متنازع فیہا خارج رہیں گو بدعت سیئہ و ضلالت فرماویں نواب صاحب کو کیا مفید اونمیں کیا ضرر ہے

اور مولوی رفیع الدین خان مرادآبادی نے تو خاص بیان مولد میں ایک رسالہ زبان فارسی لکھا ہے
اور ملک کشمیر میں اس عمل مقدس نے اونکی وجہ سے زیادہ رواج پایا ہے **تتمہ** **الثالث** ملا علی قاری
فرماتے ہیں اصل البدعة ما احدث علی غیر مثال سابق ویطلق علی ما
یقابل السنة ای ما لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه
وسلم ثم ینقسم الی الاحکام الخمسة کذا ذکرہ الحافظ السیوطی
دیکھو معنی شرعی بالتصریح بیان کرکے اوسکی تقسیم کی باوجود اسکے اونھیں تقسیم بدعت
لغوی کا قائل ٹھہرانا کس درجہ خوش فہمی ہے اور ما لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالی
علیہ وسلم کو بدعت لغوی ٹھہرانا اور بدیع السموٰت والارض ورهبانیة ابتدعوها
سے آنکھ بند کر لینا اوس سے زیادہ عجیب پھر دوسرے وقت اوسی معنے کو قریب معنی لغوی
کہتے ہیں اضطراب بیان کی کچھ حد ہے اور جب کیفیت رسالہ کلمة الحق و مقدمہ غایة الکلام
ظاہر ہو گئی تو سب تقریر ایضاح الحق میان اسمٰعیل دہلوی کی بھی بعنایت الٰہی رفع ہوئی کہ اصل
انکی وہی ہے بلکہ مصنف غایة نے اوس مضمون کے ساتھ کسیقدر تلمیع اور رنگ آمیزی
زیادہ کی ہے اور کل تقریرین حضرات وہابیہ کی کہ آجتک اسبابمیں سُنی دیکھی ہیں بالکل ہو بہو انھیں تقریرون سے
ماخوذ ہیں اور جس عامی نے انکے سوا کچھ اپنی طرف سے کہا ہے اصلا قابل التفات علما نہیں پس یہ مقدمہ واسطے
تحقیق بدعت اور ابطال جملہ خرافات و ہذیانات وہابیہ کے کافی ہے اور انکے ابطال سے بعنایت الٰہی نصف
وہابیت باطل ہوتی ہے بلکہ نصف سے زیادہ کہ معانی مختر عہ بدعت پر مبنی ہے ولنا الان ان اطنبنا
الکلام فهذا المقام ولله الحمد والمنة علی ما هدانا الی حقیقة المرام
والصلوٰة والسلام علی نبینا واٰله واصحابه هداة الانام

باب اول اثبات مجلس ملائکہ بالنص میں	

باب اول

ہمنے رسالۂ اصول الرشاد کے قاعدۂ دوم مین عقلاً و نقلاً طرح ثابت کردیا ہو کہ مجموع
امور مستحسنہ کا مستحسن ہوتا ہو کہ جس طرح مجموع اسود اسود کا اسود اور ابیض ابیض کا ابیض ہی
رہتا ہے اسی طرح یہ امر حسن کے اجتماع سے کوئی حکم منافی حکم آحاد کے پیدا نہین ہوتا
بلکہ حسن اوسکا حسن ہر واحد سے زیادہ ہوجاتا ہے جیسے بالون کی رسی ہر بال سے زیادہ قوت
رکھتی ہے اور بڑی جماعت کی خبر باوجود ظنیت آحاد کے مفید یقین ہوجاتی ہے اب صرف یہ
امر قابل لحاظ ہے کہ محفل مولد کیسے امور پر مشتمل ہے اور حکم اونکا کیا ہے سو حقیقت اوسکی
یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہوکر بخلوص عقیدت و محبت حضرت رسالت علیہ الصلاۃ
والتحیۃ ولادت اقدس کی خوشی یا اوس نعمت عظمے اعظم نعم الٰہیہ کے شکر مین ذکر شریف کے لیئے مجلس
منعقد کرین اور حالات ولادت باسعادت و رضاعت و کیفیت نزول وحی و حصول مرتبۂ
رسالت و احوال معراج و ہجرت و ارہاصات و معجزات و اخلاق و عادات آنحضرت صلے
اللہ تعالے علیہ وسلم اور حضور کی بڑائی اور عظمت کہ خدا عز و جل نے عنایت فرمائی اور حضور کی
تعظیم و توقیر کی تاکید اور وہ خاص معاملات و فضائل و کمالات جنسے حضرت احدیت جل جلالہ نے
اپنے حبیب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے
حالات و واقعات احادیث و آثار صحابہ و کتب معتبرہ سے مجمع مین بیان کیے جائین اور
اثنائے بیان مین کتاب خوان و واعظ اور درود پڑہتا جائے اور سامعین و حاضرین بھی درود
پڑھین بعد ازان ماحضر تقسیم کرین یہ سب امور مستحسن و مندوب ہین اور انکی خوبی دلائل قاطعہ
براہین ساطعہ سے ثابت

پہلی دلیل

پہلی دلیل کلام ربانی و آیات قرآنی سے ماخوذ و مستفاد
قال اللہ تعالے الجواد لقد من اللہ علے المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم
یتلوا علیہم ایتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل

لفی ضلل مبین ○ بیشک اللہ عزوجل نے احسان کیا ایمان والون پر کہ بھیجا اون مین
رسول اونھین مین سے کہ پڑھتا ہے اون پر اوسکی آیتین اور پاک کرتا ہے اونھین اور سکھاتا ہے
کتاب و حکمت اگرچہ اس سے پہلے کھلی گمراہی مین تھے اور ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنک
الا رحمۃ للعلمین اور نہ بھیجا ہمنے تمھین مگر رحمت سارے جہان کے لیے اور فرماتا ہے
فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من
حولک یعنی خدا کی کیسی بڑی مہربانی ہے تو اونکے لیے نرم ہوا اور جو درشت خو سخت دل
ہوتا تو وہ تیرے گرد سے پریشان ہو جاتے اور ارشاد ہوا وما کان اللہ لیعذبھم
وانت فیھم یعنی اللہ تعالی اونپر عذاب نکریگا جب تک تو اونمین ہے اور ارشاد ہوتا ہے
لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین
رؤف رحیم حاصل یہ کہ بتحقیق تمھارے پاس ایک رسول آیا جسپر تمھارا مشقت مین پڑنا
ناگوار ہے تمھاری بھلائی پر حریص ہے مسلمانون پر مہربان ہے مہربان اور فرماتا ہے
یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم
الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم
یعنی وہ نبی اونھین اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور برے کام سے منع کرتا ہے اور پاک چیزین اونکے
لیے حلال اور ناپاک چیزین اونپر حرام فرماتا اور اوسنے اونکے بوجھ اور طوق کہ اونپر تھے اوتارتا ہے
ان آیات اور انکے امثال سے آفتاب نیمروز کیطرح ظاہر کہ وجود باجود حضور پرنور سید عالم
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا بہت بڑی نعمت اور ہمارے حق مین سراسر رحمت ہے
اور کون نعمت اس سے زیادہ ہوگی کہ انکے سبب کفر و شرک سے بچے دین حق و صراط مستقیم
واقف ہوئے بہشت ہاتھ آئی دوزخ سے نجات پائی اجماع ہمارا حجت ہوا ہمرتبہ ہمارا

اگلی امتون سے بڑھگیا بیشمار فضیلتین بے انتہا خوبیان اور دین مین برکتین شریعت مین
آسانیان ہمارے لیے خاص ہوئین کہ اگلی امتون کو نہ ملین یہانتک کہ نعمت الٰہی ہم پر تمام
ہوئی اور ہمارے دین مین کسیطرح کی تنگی نرہی اور ہر نعمت کا تذکرہ و تحدیث بحکم [۱] و اما
بنعمۃ ربک فحدث ماموربہ تو شکل اول سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ولادت باسعادت کا
ذکر اور مسلمانون کو اوسکا بیان سنانا ماموربہ ہے اور امر اس جگہ لا اقل ندب و استحباب کے
لیے ہے تو ذکر ولادت باسعادت کا استحباب خدا کی کتاب سے بشکل بدیہی الانتاج ثابت ہوا
اور جو بالفعین باوجود تصریح تفسیر مدارک وغیرہ کے و الضحٰی [۲] انہا تعم جمیع نعم اللہ اسجگہ
عموم و کلیت کبرے مین کلام کرینگے اور نعمت کو خاص مذکورات مین منحصر ٹھہراوینگے تاہم ہمارے
مدعا مین کچھ حرج لازم نہ آئیگا کہ تحدیث مذکورات انھین اذکار شریفہ سے ہے کہ مجلس
مولد مین بیان ہوتی ہین اور ما حضر محتاجون کو دینا تصدق اور اغنیا کو ہدیہ ہے پہلی امر کی خوبی
قرآن مجید کی اکثر آیات مین صریح وارد اور دوسرا بمقتضائے تہادوا [۳] تحابوا [۴] اور بحکم تجربہ
باعث موافقت اور موافقت عقلا اور منطوق رحماء بینہم وغیرہا آیات محمود تو اوسکی
شکل سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ہدیہ دینا تحصیل موافقت ہی اور تحصیل موافقت مقبول و مندوب
تو ہدیہ دینا مقبول و مندوب ہے ہو المطلوب اور درود و سلام کا مطلوب و ماموربہ ہونا
تو نص قاطع سے ثابت اور اوسکے حسن و خوبی پر اجماع امت ہے اور ان عمدہ اور مستحب
کامون کے لیے جمع ہونا اور جمع کرنا خیر کیطرف جانا اور غیر کی طرف بلانا ہے بلکہ تحدیث
تنہائی مین متصور نہین اور جسقدر اجتماع زیادہ تحدیث زیادہ اور اجتماع تداعی اور تعیین یوم و وقت سے
ہوتا ہی تو تداعی اور اسیطرح تعیین وغیرہ تکمیل ماموربہ مین داخل رہتے ہین تو وہ بھی تحدیث
کیطرح مستحب اور مندوب ہین کہ وسائل حسن و قبح مین مقاصد کے تابع ہوتے ہین اور

ف ۱ دوسری آیت مین ارشاد ہوا و ذکرہم بایام اللہ ۲ اور انھین یاد دلا خدا کے دن اور اللہ کے دنون مین عظیم تر روز ولادت اقدس کا ہے جسکے صدقہ مین سب دن بیچ ہین تو اس دن کا بیان اور ذکر کرنا بنص قرآن ماموربہ ہی یہ دوسری مستقل دلیل کلام جلیل سے ہے ف ۲ عالم اہلسنت و امت غیر منصور یعنی ملا بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہا کفر

باقی بر صفحہ آئندہ

تجربۂ کامل شاہد عادل کہ بہت لوگ جنکو اکثر اوقات معاصی و فضولیات میں ضائع و برباد
ہوتے ہیں مجلس مولد میں حاضر ہوکر درود و سلام کی کثرت کرتے ہیں تو مجلس کرنا اور اس نیت سے
لوگوں کو بلانا بالبداہۃ خیر کیطرف دعوت اور شر سے روکنا ہے جسکی تاکید و ترغیب کلام
الٰہی میں جا بجا ہے اور کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین حضور کا
تمام عالم کے لیے رحمت الٰہی ہونا مصرح دوسری آیت سراپا بشارت میں فرماتا ہے قل
بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا یعنی اے نبی اونسے فرمادو کہ اللہ کے
فضل اور اسکی رحمت ہی پر خوشی کریں ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ بالبداہۃ حاصل
کہ وجود باجود حضرت رسالت [illegible] اس بڑی نعمت پر خوشی کرنا مطلوب شارع اور لا اقل
مستحسن اور اچھا ہے سوا اسکے تذکر نعمت عقلاً مستلزم سرور و فرحت ہے اور مولوی اسحٰق صاحب کو بھی
خاص بحث نہیں اس امر کا اعتراف ہے مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں زیرا کہ در مولد شریف ذکر ولادت
حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ست و آن موجب سرور است و عقل و نقل حاکم کہ
الشیء اذا ثبت ثبت بجمیع لوازمہ بالجملہ گویا یہ فرحت وقت ذکر ولادت امور طبعیہ اہل
اسلام سے ہے جس میں قصد و اختیار کو دخل باقی نہ رہا اور تخصیص ماہ ربیع الاول اس مجلس کے ساتھ اصل
مولد میں دخل نہیں رکھتی نہ اہل مولد کو اس کا التزام بلکہ ہر مہینے میں مجالس ہوتی ہیں البتہ ماہ مبارک
اس عمل مبارک سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے سو اسقدر قرآن سے ثابت ہو سکتا ہے کریمہ شہر
رمضان الذی انزل فیہ القرآن الآیۃ میں ماہ رمضان کی ظرفیت روزوں کے لیے
نزول قرآن پر حرف فا کے ساتھ مرتب فرمائی اور نیز قاعدہ مسلمہ ہے کہ صلہ موصول میں معنی
تعلیل مفہوم ہوتے ہیں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں تصریح فرماتے ہیں کہ
قولہ تعالیٰ انزل فیہ القرآن علت تخصیص کا بیان ہے یعنی نزول قرآن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲
[illegible]
باقی بر صفحہ آئندہ

ماہِ رمضان میں اس ماہ مبارک کو روزہ کے ساتھ خاص کرنے کے لیے حکمت سے
روزہ و نزول قرآن میں مناسبت بیان کر کے لکھتے ہیں جب یہ مہینا قرآن کے نزول سے
مختص ہوا تو اوسکا اختصاص روزے کے ساتھ مقتضائے حکمت ہے عبارتہ ہکذا
انہ تعالی لما خص ہذا الشہر بہذہ العبادۃ بین العلۃ لہذا
التخصیص وذلک ہو ان اللہ سبحنہ خصہ باعظم آیات الربوبیۃ
وہو انہ انزل فیہ القرآن فلا یبعد تخصیصہ بنوع عظیم من
آیات العبودیۃ وہو الصوم ومما یحقق ذلک ان الانوار الصمدیۃ
الی ان قال فثبت ان بین الصوم وبین نزول القرآن مناسبۃ عظیمۃ
فلما کان ہذا الشہر مختصا بنزول القرآن وجب ان یکون مختصا
بالصوم پس آیت سے باشارۃ النص ثابت کہ نزول قرآن موجب تعیین و تخصیص
رمضان ہے اور یہ علت ماہ ربیع الاول میں بھی موجود کہ ماہ ولادت حضرت رسالت
ہے تو اسے بھی کسی اچھے کام کے ساتھ جو نعمت ولادت سے مناسب ہو خاص کرنا لائق و
مناسب ہے اور مناسب تر اس سے ذکر ولادت باسعادت اور اوس پر سرور و فرحت ہے
اور قیام مولد بغرض تعظیم و توقیر عمل میں لاتے ہیں اور ہر تعظیم و توقیر حضور بنص قرآن مستحب و
مندوب صغری اس قیاس کا بدیہی ہے ہر بچہ بھی جانتا ہے کہ یہ فعل تعظیمی ہے اور بقصد
تعظیم ہی کیا جاتا ہے اور اسی غرض کے لیے حرمین شریفین و دیگر بلاد دار الاسلام میں
رائج و معمول ہوا اور علمائے اہل سنت و فضلائے ملت نے پسند و قبول کیا ہے اور
کبری اسوجہ سے کہ آیت سراسر ہدایت عزروہ و نصروہ و کریمہ لتؤمنوا
باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ وغیرہا آیات کہ تعظیم و توقیر حضور کا اثبات پر

(۱) ابو یعلی و ابن عساکر نے بسند جید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ابن عساکر کی حدیث میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے تھادوا تحابوا ہدیہ دو آپس میں محبت بڑھے گی اور امام ... ام حکیم بنت وداع رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھادوا فان الہدیۃ تضعف الحب ہدیہ دو کہ ہدیہ محبت کو دونا کرتا ہے

دلالت کرتی ہین کسی ہیئت و وقت کے ساتھ مخصوص نہین ہین تو مفاد آیات عام رہیگا
اور ہر فعل تعظیمی کہ بغرض تعظیم نبوی عمل مین آئے اوسکا فرد اور اوسکے تحت و حکم مین داخل
ہوکر بحالت عدم مزاحمت و مخالفت شرع شریف مستحب و مستحسن ٹھہریگا و سیجیٔ
لھذا الوجہ زیادۃ تحقیق و مزید تفصیل واللہ یھدی من یشاء
الی سواء السبیل دوسری دلیل صرف مضامین احادیث سے مرکب
ماخوذ ہے اخرج البخاری رحمہ اللہ تعالے فی صحیحہ عن عائشۃ رضی اللہ
تعالے عنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم یضع
لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول
اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم او ینافح ویقول رسول اللہ
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ان اللہ تعالے یؤید حسان بروح
القدس ما نافح او فاخر عن رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
یعنی حضور والا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ کے لیے مسجد نبوی مین منبر رکھتے
وہ اوسپر کھڑے ہوکر حضور کی جانب سے مفاخرت و مدافعت کرتے اور حضور فرماتے
بیشک اللہ تعالے حسان کی مدد جبریل سے فرماتا ہے جبتک وہ رسول خدا صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کیطرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا ہے اس صحیح حدیث مین خود
حضور کا اپنے ذکر جمیل کے لیے مجلس کرنا اور حسان رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے منبر رکھنا
اور اونکا سر منبر کھڑے ہوکر حضور کے محامد و مناقب بیان کرنا اور دشمنونکو حضور کیطرف سے
جواب دینا اور شعرائے کفار کے طعن حضور سے دفع کرنا اور خود بدولت کا اوس مجلس مین
تشریف رکھنا اور قصائد حسان کا سننا اور خوش ہونا اور اونھین خدا کی عنایت اور

جبریل امین کی تائید و اعانت کے ساتھ بشارت دینا بتصریح مذکور اور تشکیک مانعین کہ
جب راوی نے شک کیا تو بیان محامد و فضائل کب ثابت ہوا قطع نظر اس سے کہ
مافخت و مخاصمت حضور کی جانب سے مدحت کو متضمن خود بنظر واقع مدفوع کہ
بعض اشعار انکے دونوں امر یعنی مباہات و مفاخرت اور مرافعت و مخاصمت
مشتمل اور بعض صرف نعت میں ہیں کما قال ؎ هجوت محمدا برا تقیا؛
رسول الله شيمته الوفاء؛ وقال الله قد ارسلت عبدا؛
يقول الحق ليس به خفاء؛ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما میں جسکو ترمذی و دارمی نے روایت کیا جلس ناس من اصحاب رسول الله
صلے الله تعالے عليه وسلم فخرج حتى اذا دنا منهم سمعهم
يتذاكرون قال بعضهم ان الله اتخذ ابراهيم خليلا الخ
صحابہ کرام کا مجلس میں جمع ہو کر انبیائے کرام کے فضائل ذکر کرنا اور حضور والا کا
مجلس صحابہ میں اپنے محامد جلیلہ و فضائل فخیمہ بیان فرمانا کس تصریح سے موجود اور اس
مضمون کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ ہمارے فضائل و محامد پر تو نظر کرو انبیائے سابقین کا
ذکر تے ہو خوب ہے مگر ہمارا ذکر اقدس سب سے اولیٰ ہے کہ ہم سب میں سید الاذکار ہیں غافل نہ ہو
اور اجتماع بتقریب ولیمہ و عیدین و دعوت مسلمانان قرون ثلثہ میں رائج اور شرع شریف سے
ثابت ہے اور مجالس واسطے درس و تذکرہ علم کے خود حضور سے ثابت اور قرون ثلثہ و
بعد ہم میں مزید رائج و معمول بہ ہے بلکہ تذکرہ علم کے لیے حلقہ بھی آیا ہے کما فی
البخاری اما احدهما فرای فرجة في الحلقة فجلس فيها اور خود حضور کا
مجمع و مجلس اصحاب میں منبر پر ذات والا کی فضیلت و خوبی اور اپنے نسب کی [illegible] اور

بقیہ ۱ حاشیہ صفحہ ۴۴
پیش کیا ہے اور خصین میں
کہ سرور دو عالم بحیثیت حجرہ
ایک دلیل قطعی آیۂ کریمہ ہے
ارشاد ہوئی ہے دوسری
دلیل عقلی ہے اور مجلس کا
اسی آیت پر عمل کرتی ہے
مستقل دلیل اشارہ علم
مبارک کی قرار دیکہ کہ جس میں
قرآن رحمت الٰہی پر خوشی
منانے کا حکم دیتا اور مصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
خود رحمت الٰہی بتا رہی ہے
اور انکی ولادت پاک کی
خوشی منانا شادی ہے
مطلوب ہے اور انکی مجلس
میلاد مبارک اسی مجلس کی
کا مذہب ۱۲ حضرت عالم
اہلسنت ابن الفضل العلام
قدس سرہ

مین بیان کرنا حضرت عباس بن عبد المطلب کی حدیث مین بروایت ترمذی وارد او[illegible]

روایات معتبرہ واحادیث معتمدہ اس امر کی شاہد کہ حضور نے اپنے فضائل وکمالات جلیلہ

مین اور بدون اسکے اجمالاً اور تفصیلاً بیان فرمائے اور قصیدہ بانت سعاد کا کہ نعت شریف ہے

مجلس اقدس مین پڑھا جانا اور خود بدولت کا ایک شعر مین دو جگہ اصلاح فرمانا اور صاحب قصیدہ

کعب بن زہیر کا قصور معاف کرنا اور چادر مبارک انعام دینا بھی ثابت ہی صحیح مین خصوصاً

منبر پر حضور کے اوصاف حمیدہ ومناقب جلیلہ وفضائل وکمالات ومحامد ومقامات کا ذکر

مجلس فرح رسالت مین ہوگیا ہے [illegible] جو امر کہ سنت اور صحابہ کے لیے ثواب و

[illegible] تمہارے حق مین کس وجہ سے العیاذ باللہ بدعت وگناہ وضلالت ٹھہرا ہے

الخیرات مین ہے روی عن بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم

اجمعین انہ قال ما من مجلس یصلی فیہ علی محمد صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم الا قامت منہ رائحۃ طیبۃ حتی تبلغ عنان السماء

فتقول الملئکۃ ہذا مجلس صلی فیہ علی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف اور ابوبکر بن ابی داؤد

المصاحف مین حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہین قال کان مجاہد وعبدۃ بن ابی لبابۃ

یکتبون المصاحف فلما کان الیوم الذی ارادوا ان یختموا ارسلوا

الی سلمۃ بن کہیل فقالوا انا کنا نعرض المصاحف فاردنا ان نختم الیوم

فاحببنا ان تشہد فانہ کان یقال اذا ختم القرآن نزلت الرحمۃ عندہ

[illegible] شاید کوئی نادان قواعد واصول شرع سے جاہل اور اطلاق وعموم کے احکام سے

[illegible] عذر کرے کہ ان احادیث سے انعقاد مجالس شریف کے لیے ثابت لیکن کلام

ف ل — ترجمہ نہین کوئی مجلس [illegible] محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم [illegible] یعنی حضرت عبدۃ بن ابی لبابہ [illegible] شاگرد امام مجاہد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے [illegible] قرآن مجید [illegible] رحمت الہی نزول فرماتی ہے اللہم ارزقنا آمین ۱۲

ذکر ولادت مین ہے تو اوسکی وہی دوری صفر اشکنی کے لیے حدیث مشکوۃ بروایت احمد بغوی

کہ نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین سأخبرکم باول امری دعوۃ ابرھیم

وبشارۃ عیسے ورویا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لہا نور

اضاء لہا منہ قصور الشام اور قول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ولدت من

نکاح لا من سفاح اور بہت احادیث واخبار ہین جنمین ذکر ولادت اور اوسوقت کے

واقعات وغرائب حالات تصریح مذکور کتب احادیث مین مسطور ہین ترمذی نے جامع مین

ایک باب بعنوان ماجاء فی میلاد النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وضع کیا او

ایک کتاب خاص شمائل شریفہ مین لکھی اور حدیث کی اکثر کتابونمین معراج ومعجزات وبدء وحی

فضائل سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات اور حضور کے اخلاق وعادات

اکثر حالات کے لیے ابواب جداگانہ موضوع اور احوال رضاعت وہجرت وغیرہا بھی

کتب فن مین اجمالا وتفصیلا ہر طرح مذکور ہین بلکہ جو حالات وواقعات کہ خاص مجلس مولد مین

پڑھے جاتے ہین خود حضرت رسالت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور

صحابہ کرام نے تابعین کو پہنچائے اور قرناً فقرناً مجامع ومجالس تحدیث مین بیان ہوتی رہی

یہانتک کہ مورخین ومحدثین نے اپنی کتابون مین درج کیے تو ان خاص اذکار شریفہ کا

سننا سنانا اور مجالس ومجامع مین بیان ہونا اور اونکے لیے مجلس منعقد کرنا خود سید

المرسلین وصحابہ وتابعین بلکہ قرون مابعد سے بھی بخوبی ثابت ہے اصل روایات وموضوع

قصص وحکایات کا بیان کرنا اور سننا ہم کب جائز رکھتے ہین اور جب خیریت ذکر ولادت

جو اذکار شریفہ کہ اس مجلس مین پڑھے جاتے ہین سنت وعمل عامہ معتقدایان ملت سے

ثابت ہولی اور بنظر ارشاد بایت بنیا ولیبلغ الشاہد الغائب انکا پڑھنا سنانا

مامور بہ کے حکم مین ہی تو لوگونکو اوسکے لیے بلانا خیر کی طرف دعوت ہے جسکی خوبی و استحسان پر
آیات و احادیث بکثرت ناطق اور جس حالت مین سُننا اذکار شریفہ کا مسنون اور مسلمانونکے
حق مین نافع ہے تو اونھین اطلاع دینا اور بلانا بھلائی کی طرف دلالت اور اونکی خیر خواہی و
نصیحت جسکی تاکید احادیث صحیحہ مین موجود و متحقق اور جسقدر زیادہ مسلمان بلائے جائینگے
اوسیقدر خیر خواہی و دعوت الی الخیر زیادہ ہوگی تو تداعی مین اہتمام بھی بہتر ہے اور مجلس
ذکر کی خوبی شرع سے ثابت اور اجتماع ختم قرآن مجید کے وقت عالمگیری مین بھی بحوالہ ینابیع
مستحب لکھا ہے اسی وجہ سے وقت و مکان معین کرتے ہین کہ اوسے زیادتی مجمع مین مداخلت ہے
اور بخاری شریف کی حدیث مین وارد کہ حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ نے بدرخواست ایک
عورت کے عورتون کو تعلیم و تحدیث کے واسطے ایکدن اور مکان مقرر کیا اور اونھین اوس دن
اوس مکان مین جمع ہونیکا حکم دیا کہ وہ حسب الارشاد جمع ہوئین اور حضور نے اونھین دین کی
باتین سُنائین عبارت اوسکی یہ ہے جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ذھب الرجال بحدیثک
فاجعل لنا من نفسک یوما نأتیک فیہ تعلمنا مما علمک اللہ فقال
اجتمعن فی یوم کذا وکذا فی مکان کذا وکذا فاجتمعن فاتاھن
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فعلمھن مما علمہ اللہ اور نیز
بخاری شریف مین ابو وائل سے روایت ہے قال کان عبد اللہ یذکر الناس
فی کل خمیس اصل اجتماع کی شرع مین تقریب ضیافت ولیمہ اور عیدین واسطے مسرور ہوا
وا الغض اللہ کے اور تذکیر و تذاکرہ و سماع حدیث بھی اور احادیث صحیحہ کا نبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور اسکی تاکید مین عموماً و اطلاقاً سے سابق وارد و باستحسان

۵ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ وعظ و نصیحت خلق کیلیے پنجشنبہ کا دن مقرر فرمایا تھا ہر پنجشنبہ کو وعظ فرماتے

قیام کے لیے کہ توقیر مخصوص و فرط تعظیم ہے ایک عمدہ شہادت ہے اور شیرینی وغیرہ محتاجوں کو تقسیم کرنا تصدق ہے جسکی ترغیب و تاکید بہت احادیث صحیحہ میں وارد اور اغنیا کو دینا ہدیہ یا ضیافت ہے اور یہ دونوں امر اور ضیافت کے واسطے بلانا اور جانا سب سنت سے ثابت ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سئل عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے روزہ دوشنبہ کی وجہ و علت دریافت کیگئی فرمایا اوس دن میں پیدا ہوا اور مجھپر وحی اوتری اور یہ علت منصوصہ ماہ ربیع الاول میں بھی موجود اور اعتبار دوسری وجہ کا بعض روایات میں منافی اس وجہ کی نہیں اور ہم مجلس ذکر شریف کو روزہ پر قیاس نہیں کرتے بلکہ طرق شکر شرع میں متعدد اور ہر ایک کا موجب اور مستحسن اور حدیث شریف سے یہ امر کہ ماہ ربیع الاول باینوجہ کہ ماہ ولادت و ظہور رسالت حضرت خاتم النبوۃ ہے تکثیر حسنات و اہتمام عبادات کے واسطے سزاوار ہے ظاہر و تخصیص اوسکی فعل مولد کے ساتھ کہ اوسکے شرف سے مناسبت تامہ رکھتا ہے نہایت مناسب و بجا ہے اس حدیث اور دیگر احادیث صحیحہ سے ثابت کہ وقوع امور شریفہ اور خاص ولادت انبیا سے زمانے کو ایک فضل و شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ شرف اوسی جزو زمان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اوسکے امثال و نظائر میں کہ بعد ایک دن یا ایک ہفتے یا ایک سال کے آتے ہیں دائر و سائر رہتا ہے اور ہر ایک کام او سوقت اور اوسکے نظائر میں زیادہ فائدہ بخشتا ہے خود جناب رسالت مآب علیہ الصلاۃ والسلام نے جمعہ کو بوجہ ولادت آدم علیہ السلام کثرت صلاۃ کے ساتھ مخصوص کیا اور تکثیر درود کا حکم دیا تو روز و ماہ ولادت سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم درود و صدقہ وغیرہا عبادات کے واسطے احق و اولی ہے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے

اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی قال قدم رسول اللہ
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم المدینۃ فوجد الیہود یصومون یوم
عاشوراء فسئلوا عن ذلک فقالوا ھذا الیوم الذی اظہر
اللہ فیہ موسی وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما لہ
فقال النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نحن اولی بموسی منکم فامر بصومہ
یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ
بروز عاشورا روزہ رکھتے ہین سبب اسکا دریافت کیا گیا تو اونھون نے کہا یہ وہ
دن ہے جسمین اللہ تعالی نے موسے اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا تو ہم تعظیما
اوسدن کا روزہ رکھتے ہین حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہم بہ نسبت
تمہارے موسے سے زیادہ نزدیک ہین پھر مسلمانون کو اوسدن کے روزے کا حکم دیا اور
دوسری روایت مین ہے ھذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسے و
قومہ واغرق فرعون وقومہ فصامہ موسی شکرا فنحن نصومہ
فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فنحن احق واولی
بموسی منکم فصامہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وامر بصیامہ
یعنی یہود نے کہا یہ عظمت والا دن ہے اللہ نے اسمین موسے اور اونکی قوم کو نجات
دی اور فرعون اور اوسکی قوم کو غرق کیا تو موسی علیہ السلام نے اسدن شکر کا روزہ رکھا
ولہذا ہم اسمین روزہ رکھتے ہین نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہم بہ نسبت تمہارے
موسی کے زیادہ حقدار و قریب تر ہین پھر حضور نے خود اسدن روزہ رکھا اور
مسلمانون کو اوسکے روزے کا حکم دیا اور تیسری روایت مین ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ

عنہ سے آیا کان یوم عاشوراء یوما تعظمہ الیہود و تتخذہ عیدا دیکھو
یہود صرف اسوجہ سے کہ وہ دن اونکے پیغمبر علیہ السلام کے غلبے اور دشمنان دین کے ہلاک کا ہے
اوسکی تعظیم کرتے اور اوسکے امثال و نظائر مین یعنی جب سال بھر بعد عاشورے کا دن آتا
سرور و خوشی عمل مین لاتے اور اداے شکر الٰہی کے لیے روزہ رکھتے اور حضرت موسی
علیہ السلام نے بھی اوسے شکر نعمت کے ساتھ کہ اوسدن حاصل ہوئی خاص کیا اور ہمارے
مولی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اوسکے امثال و نظائر کو باآنکہ روز وصول
نعمت سے تقریباً ڈیڑھ دو ہزار برس کا فاصلہ ہو گیا تھا بدون تجدد نعمت اداے شکر روزہ کے
واسطے پسند فرمایا اور سنت موسویہ کو کہ اسجگہ عمل صوم و اداے شکر بروز وصول نعمت تھی
اپنی شریعت بیضا مین قائم و برقرار رکھا تو امثال و نظائر ماہ و روز ولادت کو کہ سب سے
بڑی نعمت ہے اعادہ سرور و تحدیث و تذکرہ احوال ولادت باسعادت کے ساتھ کہ
بموجب حدیث التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر جسے امام بغوی نے
حدیث طویل مین اپنی سند کے ساتھ نعمان بن البشیر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا
انحاے شکر سے ہے اور بہ نسبت دیگر اقسام شکر کے اوس نعمت سے زیادہ مناسب ہے
مخصوص کرنا بطریق دلالۃ النص اولی و انسب ہے اور نسخ فرضیت صوم عاشورا
خصوصاً بحالت بقائے استحباب اور اسیطرح ارشاد جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم بنظر مخالفت یہود کہ سال آئندہ زندہ رہونگا تو نوین کا روزہ اوسکے ساتھ
ملاؤنگا جیسے صدیق حسن خان بہادر نے بڑے طمطراق سے ذکر کیا ہے اور اس بنا پر قیاس
امام ابن حجر کو مع الفارق و فاسد اور مقیس علیہ سے غیر مطابق قرار دیا ہے ہماری مضر نہین
بلکہ معترض اور اونکے ہم مذہبون کی ایک بڑی اصل کو بس یہ مدعا مسائل متفرع

کرتے ہین اور باوجود مخالفت کے نفس حقیقت وصفات مین اکثر افعال کو اوسنے
مناسبت سے بحکم مشابہت کفار حرام ومکروہ کہدیتے ہین صاف باطل کرتا ہی کہ یہی
فعل بعینہ اوسی وضع وہیئت و وقت وکیفیت کے ساتھ بتجرد انضمام فعل آخر سے کہ
اوسکی جنس سے تھا حد مشابہت وکراہت سے خارج اور شرع مین مستحب ومندوب قرار
پایا نواب صاحب بہادر فارق کی تقریر تو کر دین اور منسوخیت فرضیت صوم عاشورا کی
خصوصًا باوجود بقا ئے استحباب اصل فعل نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کہ بنظر وصول نعمت
بدون حصول نعمت متجددہ نظائر یوم وصول نعمت مین اوسکے شکر کا روزہ رکھا معاذ اللہ
باطل وساقط الاعتبار نہین کرتی شاید نواب صاحب بہادر نے احکام الٰہیہ افعال
نبویہ کو اپنے افعال پر قیاس اور تقلید شیعہ مدبر کو تسلیم کیا ہی اسی طرح یہ اعتراض میان
امیر حسن سہسوانی وغیرہ کا کہ صوم نبوی بنظر وصول النعمت کے نتھا بلکہ جناب نے باتباع
موسی علیہ السلام روزہ رکھا کمال عقل ودانش وحدیث فہمی پر دلالت کرتا ہے علامہ
عینی شرح صحیح بخاری مین امام طحاوی سے نقل کرتے ہین کہ اس حدیث کو روایت کرکے
فرماتے ہین ان رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم انما صامہ
شکرا للہ عز وجل فی اظہارہ موسی علیہ السلام علی فرعون
فذلک علی الاختیار دون الفرض الخ اور نیز حضرت موسی علیہ السلام نے اون
برسون مین بھی روزہ رکھا تھا یا نہین پہلی شق مین ان حضرات کے طور پر فعل موسی سے
مطابقت نہوئی کہ جو فعل امثال ونظائر مین واقع ہوتا ہے اوسکے ساتھ کہ خاص روز
وصول نعمت مین ہو باوجود اتحاد جنس کے ان صاحبون کے نزدیک احکام مین مخالفت
مغایرت لیتا ہی پھر اتباع کیسا اور امثال ونظائر مین روزہ رکھنے سے سنت موسوی کب

ادا ہوئی اور پہلی صورت مین جب موسے علیہ السلام نے اور بر سو نمین بدون تجدد نعمت شکر اوسکا روزہ عاشورا کے ساتھ ادا کیا اور ہمارے حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اوس سنت پر عمل فرمایا تو تخصیص روز نعمت ادای شکر کے لیے بدون تجدد اوس نعمت کے دو پیغمبرون کے فعل سے ثابت ہوئی اور استدلال امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کا مع شی زائد تمام ہوا سبحان اللہ باین بضاعت و لیاقت امام پر اعتراض کرنا اور مضایق علمیہ مین دخل دینا انھین حضرات سے بن پڑتا ہی بالجملہ تخصیص ماہ ربیع الاول اعادہ سرور و فرحت و تکثیر حسنات و ادای شکر نعمت ولادت کے ساتھ بدلالت حدیث ثابت اور تذکرہ ولادت کا دیگر اقسام شکر سے اصل نعمت کے ساتھ اولی و مناسب ہونا ایک کھلی بات ہی کہ سلامت عقل کے ساتھ کوئی اوسمین دم نہین مار سکتا ہی یا وجود اسکے اور بھی اصل شرع کی حاجت ہی تو سنیے حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ رمضان مین کہ ماہ نزول قرآن ہی قرآن عظیم کا دور کرتے اور تراویح مین ختم اوسکا سنت مستمرہ ہی اور اجتماع بھی فرحت کے لیے شرع ہوا بغرض ادای شکر نعمت آیا ہے بلکہ شیخ رحمہ اللہ تعالی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین پس وضع

کردند شکر نعمت ہر طاعت را عیدے از جنس وے تا سبب مزید آن گردد بحکم لئن شکرتم لازیدنکم واز کوۃ ہرگاہ او را کے آن را وقتے معین نبود و اجتماعی بر ادای آن اتفاق نیفتاد

واقع نشد شکر تمام آن را عیدے مناسب آن کذا قالوا اور قرات سورۂ فاتحہ و اخلاص و معوذتین وغیرہا آیات قرآن بھی جسے پنجآیت کہتے ہین اگرچہ اصل ہولد سے علاوہ باشہر حدیث ابو داود قد سمعتک یا بلال وانت تقرء من ہذہ السورۃ ومن ہذہ السورۃ قال کلام طیب یجمعہ اللہ بعضہ الی بعض فقال

النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کلکم قد اصاب سے مستحب مستحسن

حاصل اس حدیث کا یہ ہی کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ متفرق آیتین مختلف سورتونکی
ملاکر پڑھتے تھے حضور نے فرمایا ای بلال مین نے تجھے اس سورت اور اس سورت سے پڑھتے
سُنا عرض کی پاک کلام ہی کہ خدا بعض کو بعض سے جمع کرتا ہی حضور نے تصویب کی اور
اس جواب کو پسند فرمایا اور یہی حدیث اس مقدمہ کے اثبات مین کہ دو اچھی چیزین جمع
کرنے سے اونکی خوبی زائل نہین ہوتی بلکہ اچھی چیزون کا مجموعہ بھی اچھا ہی ہوتا ہے
کافی ووافی ہے اور جب بعنایت الٰہی جملہ امور کہ مجلس جنکو متضمن یا کچھ بھی علاقہ رکھتی ہے
صحیح حدیثون سے ایسے طریق کے ساتھ کہ بقاعدہ مناظرہ کسیکو مجال بحث نہین ثابت
ہوگئی اور ہیئت مجموعی کذائی کا استحسان حدیث ابوداود سے کہ ابھی بیان ہوئی تجلی
ظاہر ہوا اب مانع منصف کو جو خدا اور رسول سے کام رکھتا ہی اور دل سے قرآن وحدیث کو
مانتا ہے تسلیم قبول کے سوا کیا چارہ ہے اور منکر متعصب کے لیے ہٹ دھرمی
اور نفسانیت کے اقرار اور سنت نبویہ واحادیث صحیحہ سے اعراض اور کھلے انکار کے سوا
اور کیا باقی رہا تیسری دلیل بخاری ومسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت کرتے ہین قال رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم لا یؤمن
احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین حضور
اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین تم مین کوئی مسلمان نہین ہوتا جب تک مین اوسے
اوسکے مان باپ اور اولاد اور سب لوگون سے زیادہ پیارا نہون اور بیہقی وابوالشیخ ودیلمی کی
روایت بلکہ خود صحیح بخاری مین یہ مضمون نفس کی نسبت بھی وارد ہوا یعنی جب تک نبی
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ رکھے مومن نہین ہوتا بالجملہ ایمان بدون

کمال محبت آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کامل نہیں ہوتا اور محبت ذکر محبوب کی کثرت کو
مقتضی من احب شیئاً اکثر من ذکرہ دلائل الخیرات میں ارباب صفا و وفا کی
علامت خود بارشاد اقدس حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ یہ نقل کی ہے
ایثار محبتے علے کل محبوب واشتغال الباطن بذکری بعد ذکر اللہ
میری محبت کو ہر محبت پر ترجیح دینا اور یاد خدا کے بعد دل میری یاد میں مشغول رہنا اور دوسری
روایت میں وارد ہوا من ذکری والاکثار من الصلاۃ علی ہمیشہ میری یاد میں
رہنا اور بکثرت مجھپر درود بھیجنا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تو ذکر ولادت باسعادت و معراج و ہجرت
نزول وحی و حصول مرتبۂ رسالت و نبوت اور حضور کے ارہاصات و معجزات و خصائص و کمالات
اخلاق و عادات و حسن صورت و سیرت و فضائل و عظمت بیان کرنا اور ان اذکار شریفہ و محامد
جلیلہ کو کمال رغبت و شوق کے ساتھ بکثرت و باربار سننا سنانا اور ایسی مجلس میں
بطلب و بلا طلب حاضر ہونا اور اوس سے دل کا سرور جگر کی ٹھنڈک جان کا آرام آنکھوں کا
نور حاصل کرنا سب کمال ایمان و محبت سرور دو جہان صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا مقتضی ہے
اور اعراض و انکار اور دوسرون کو ممانعت ضعف ایمان و مرض قلب کی علامت بلکہ شقاوت
ازلی کا ثمرہ ہے ہر ذی عقل جانتا ہی کہ محب صادق اپنے محبوب کو ہر طرح ہر حال مین یاد کرتا ہی
اور جسقدر اوسکی خوبیان اور محامد دوسرون کی زبان سے سنتا ہے خوش ہوتا ہے اور
اوسکی کثرت ہر چیز سے زیادہ عزیز جانتا ہے ہزار حیلے سے یاد محبوب اور اوسکے ذکر سننے
اور کرنے مین مصروف اور ہر طرح تکثیر و تکرار مین مشغوف رہتا ہی اور جس سے دلمین کچھ
کدورت یا سوء عقیدت ہوتی ہے خواہ مخواہ اوسکی مدح و ستائش ناگوار اور اوسکے
ذکر سے پرہیز اور شاہد عداوت کرنے اور سننے سے انکار رکھتا ہی اور یہی چاہتا ہی کسی حیلے

اور مدح سیرت سے یہ تذکرہ کان تک نہ پہنچے اور کوئی اوسکی مدح و ثنا انکے سے ظاہر ہو انھین زمانہ کی
کبھی یہی کیفیت ہے اور مناسب حال اونکے اس آیت کریمہ کی تلاوت ہے مشتغل
ہو تو ابغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور اور نیز جو لوگ طریقہ محبت کے
اور اس کوچے سے آشنا ہیں خوب واقف ہیں کہ ذکر دوست بالخصوص ہجر و فراق میں
آتش شوق و سوز دل کو بھڑکاتا ہے اور محبت کو دوچند کرتا ہے اور اس مادہ میں شوق و محبت
کی تکمیل عین ایمان کی تکمیل ہے کیا عجب ایسی مجالس میں حاضر ہونے والے بار بار محبوب کا
ذکر سننے سے حقیقت ایمان حاصل ہو اور بحکم المرء مع من احب اور من احبنی کان معی فی الجنۃ
سرور انبیا کی حضوری جنت میں نصیب ہو کہ تمام دنیا و مافیہا اوسکے مقابلے میں
پر پشہ سے زیادہ خوار و ذلیل ہے اور جس حالت میں کمال محبت حضور شرعاً محبوب ہے
اور دوست تلازم مقتضی کثرت ذکر و تعظیم محبوب کو ہے اور شیء اپنے مقتضی و لوازم کے
ساتھ ہی پائی جاتی ہے تو کمال محبت کی طلب سے کثرت ذکر و تعظیم حضور کی طلب
جسکے لیے یہ مجلس منعقد ہوتی ہے اور اوسپر متحقق ہے لازم آتی ہے اور یہ اس مجلس مبارک کی
شروعیت و مقبولیت کی مستقل دلیل ہے جو کسی دلیل پر مبنی ہے اور حقیقت مجلس ذکر خدا ہے
اور مجلس ذکر خدا مہبط ملائکہ و مورد رحمت الٰہی و موجب رضائے مولی تقدس و تعالی
تو مجلس مولد مہبط ملائکہ و مورد رحمت و موجب رضائے خدا ہے صغری اس قیاس کا
تو کبری حدیث سے ثابت وجہ اول کوئی مسلمان صحیح العقیدہ ان احوال شریفہ و محامد جلیلہ کو
جو مولد میں مذکور ہوتے ہیں اونکو بیان کرنے اور سننے کے لیے محفل کرتے ہیں حضرت
رسول کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے فعل خلق سے نہیں جانتا بلکہ طریق بیان
کبھی یہی ہوتا ہے کہ پروردگار عالم جل و علا نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو

اس طرح پیدا کیا اس جہان اور اوس جہان مین یہ مرتبہ دیا اور یہ طریقہ ذکر الٰہی اور اسکی
بڑائی بیان کرنے کا قرآن مجید مین جابجا ملحوظ رہا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی
وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ سبحن الذی اسری بعبدہٖ
من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی پاکی ہے اوسے جو لیگیا اپنے بندے کو
رات مین حرمت والی مسجد سے پرلے کنارے کی مسجد تک تبارک الذی نزل الفرقان
علی عبدہٖ لیکون للعلمین نذیرا برکت والا ہے وہ جسنے اتارا قرآن
اپنے بندے پر کہ سارے جہان کو ڈر سُنانے والا ہو الحمد للہ الذی انزل
الکتب علی عبدہٖ ولم یجعل لہ عوجا سب خوبیان اللہ کو جسنے قرآن
اوتارا اپنے بندے پر اور اوسمین کچھ بھی کجی نرکھی الی غیر ذلک من الآیات اور مجلس مولد
خواہ کچھ اور نام رکھنے سے حقیقت مسمے کی نہین بدلتی نہ اوسکے حسن و خوبی کو جس کو
قرآن و حدیث ناطق یہ تسمیہ کچھ منافی نہ سرور ولادت کا ملحوظ ہونا اوسے مجلس ذکر الٰہی سے
خارج کرتا ہے کہ یہ طریق بھی مقصود و مراد سے خارج نہین اگر ہم کسی خوشی مین فقیرون کو
صدقہ دین یا واہب حقیقی کے شکر مین کوئی کام نیک بجالائین تو تصدق وغیرہ افعال کے
ثمرات ثواب سے محروم رہینگے یا فاعل ٹھہر کر ثواب پائینگے اور جو عید کی خوشی مین کہ
مسنون ہے ناچ کی مجلس یا شراب و کباب کا جلسہ کرے تو وہ سرور عید کا عامل اور اس
نظر سے فعل مسنون کا فاعل قرار پائیگا یا مرتکب کبائر اور احکام افعال مذکورہ کا مستوجب
رہینگے سوا اسکے اذان سے اعلام نماز اور نماز سے نہایت تذلل و امتثال حکم مقصود ہوتا ہے
باوجود اسکے وہ ذکر سے خارج نہین ہو سکتے امام فخر رازی واذکروا اللہ عند المشعر
الحرام کی تفسیر مین تصریح فرماتے ہین والصلٰوۃ تسمے ذکرا قال اللہ تعالے

اقم الصلوۃ لذکری اور صاحب تحفۃ الاخیار ترجمۂ مشارق الانوار کہ عمائد متقدمین
انہین عصر سے ہو بذیل حدیث مسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملٰئکۃ
صاف اعتراف کیا کہ قرآن و حدیث پڑھنا وعظ و نصیحت و کلمہ و درود یہ سب ذکر مین داخل ہین
حالانکہ افعال مذکورہ نفس ذکر الٰہی کے علاوہ مقاصد رکھتے ہین ہان ذکر الٰہی کو تضمن خواہ
استلزام ضرور ہے اسی لئے انھین داخل کر دیا بلکہ اسی لیے علما تصریح فرماتے ہین کہ ہر طاعت
ذکر الٰہی ہو سو یہ امر ما نحن فیہ مین بھی بداہۃً متحقق اور بعض اشخاص کا بعض اوقات اس تضمن و
استلزام پر متنبہ نہونا جس طرح تلاوت قرآن و قراءت حدیث و سماع وعظ و سائر طاعات کی
حسن مین مخل نہین ہوتا یونہین حسن مولد مین حرج نہین کرتا یہانتک کہ بعض حاضرین کا اغراض
دنیوی کے لیے مجالس ذکر مین شریک ہونا مجلس کی خوبی زائل نہین کر سکتا بلکہ وہ لوگ بھی
گو کمال ثواب اعلیٰ ثمرات ذکر خدا و رسول سے بے نصیب ہین برکات مجلس سے محروم مطلق
نہین رہتے رحمت کہ ذاکرین پر اترتی ہے انھین بھی اپنے دامن کرم مین لے لیتی ہے
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے امام بخاری و مسلم نے حدیث طویل مین ذکر کیا ہے
فیقول ملک من الملٰئکۃ فیہم فلان لیس منہم انما جاء لحاجۃ قال
ہم الجلساء لا یشقی بہم جلیسہم اس باب مین کافی ہے وجہ دوم ذکر رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حیث ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا ریب ذکر الٰہی
کے حکم مین ہے اور جو مجلس کہ اسی نظر سے اوسکے لیے منعقد ہو مجلس ذکر خدا ہے کہ محبت و طاعت
تعظیم و بیعت و تصدیق و عقیدت یا معاذ اللہ ایذا و عداوت و توہین و مخالفت و تکذیب و
براءت بالجملہ امور مختصہ الوہیت و عبدیت کے سوا ہر معاملہ خاصان خدا خصوصاً حضور والا کی
اس حیثیت اور اسکے امثال کے ساتھ بشہادت قرآن و حدیث بعینہٖ جناب احدیت و حضرت

۵ یعنی جب ملائکہ مجلس ذکر مین شریک ہو کر رب عز وجل کے حضور حاضر ہوتے اور اہل مجلس کا حال عرض کرتے ہین رب عز وجل فرماتا ہے گواہ رہو مین نے ان سب کو بخش دیا اسپر کوئی فرشتہ عرض کرتا ہے فلان ان مین کا نہ تھا وہ تو اپنے کسی کام کو آیا تھا فرماتا ہے ... ہم الجلساء لا یشقی بہم جلیسہم یہ وہ ہین جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہین رہتا مین نے اسے بھی بخش دیا ۱۲

عزت عزجلالہ کے ساتھ ہوتا ہے پروردگار عالم جابجا قرآن مجید میں اپنے معاملات حضور کی طرف
اور حضور کے معاملے اپنی جانب نسبت فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون
اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اے محبوب بیشک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے
بیعت کرتے ہیں یہ تمھارا ہاتھ انکے ہاتھوں پر نہیں اللہ کا ہاتھ اونکے ہاتھوں پر ہے
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے بیشک اللہ کی
اطاعت کرتا ہے فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی تم نے اونھیں قتل نکیا لیکن اللہ نے قتل کیا اور وہ کنکریاں جب
اے محبوب تم نے اون کافروں پر پھینکیں تم نے نہ پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکیں اور
اذا دعوا الی اللہ ورسولہ اور ان کنتن تردن اللہ ورسولہ اور قل
الانفال للہ والرسول اور ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اور ما
افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی
اور کذبوا اللہ ورسولہ اور ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ اور انما
جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ اور ینصرون اللہ ورسولہ اور اذا
نصحوا للہ ورسولہ اور اذا قضی اللہ ورسولہ امرا اور لا تخونوا اللہ و
الرسول اور من یشاقق اللہ ورسولہ اور لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ
اور واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ اور یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ
ورسولہ اذا دعاکم لما یحییکم اور یخادعون اللہ والذین امنوا
اور فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون دیکھو حضرت
رسالت و دیگر خاصان بارگاہ احدیت کے معاملات باری عزوجل نے کیونکر بعینہ اپنے

ٹھہرا لئے بلکہ انھین بہت وہ ہین کہ حقیقۃً حضرت عزت کے ساتھ ممکن ہی نہین مثل بیعت و
حسنہ و نفعیت و ایذا و محاربت و مدد و نصیحت و فریب دہی و غیرہا وہ سب بھی اپنی ذات پاک
کیطرف نسبت فرمائے بلکہ بعض کی حضرت رسالت اور حضور کے یارون سے نفی فرماکر خاص
اپنے ہی قرار دیے اسیطرح کریمہ الا ان اغنٰہم اللہ ورسولہ من فضلہ
اور لا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ اور سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ
وغیرہا مین اپنے افعال حضور کیطرف نسبت فرمائے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حضرت صدیقہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہین اظننت ان یحیف اللہ علیک و
رسولہ حالانکہ معاملہ حضور اور عائشہ صدیقہ کا ہے اور یہ بھی حدیث صحیح مسلم مین وارد لئن
کنت اغضبتہم لقد اغضبت ربک یعنی اگر تو نے سلمان و صہیب و بلال کو
ناخوش کیا اور غصہ دلایا تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا اور اوسے غضب مین لایا اور ترمذی
کی حدیث مین صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی نسبت وارد ہوا من اذاہم فقد اذانی
ومن اذانی فقد اذی اللہ جو انھین ایذا دیگا مجھے ایذا دیگا اور جو مجھے ایذا دیگا
خدا کو ایذا دیگا اور احمد و ترمذی کی حدیث مین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت آیا لا یحب
علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن علی کو کوئی منافق دوست نہ رکھیگا اور کوئی مسلمان
اوس سے بغض نہ کریگا اور بخاری و مسلم کی حدیث مین وارد ہوا اٰیۃ الایمان حب
الانصار وایۃ النفاق بغض الانصار دوستی انصار کی ایمان کی نشانی
اور بغض انسے نفاق کی علامت ہے اور یہ اوسی حضور تعین ہو کہ محبت مولیٰ علی اور انصار سے
محبت خدا ورسول اور عداوت و دشمنی ان خاصان خدا سے جناب باری اور اوسکے رسول سے
دشمنی و عداوت ہے اور حدیث صحیح بخاری شریف مین جناب باری عزوجل سے ہے ولی

یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتے احببتہ فاذا احببتہ
کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا یعنی میرا بندہ نوافل کے ساتھ مجھ سے قریب
ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون اور جب مین اوسے دوست
رکھتا ہون تو مین اوسکا وہ کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور اوسکی وہ آنکھ
ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا وہ ہاتھ ہوجاتا ہون جس سے وہ کام کرتا ہے
اور اوسکا وہ پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے یہ حدیث جمیل اس مدعا مین نص
جلیل ہے اسی طرح شواہد اس مطلب کے قرآن وحدیث مین بکثرت ہین اور ترمذی کی حدیث مین
بروایت جابر مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی نسبت وارد سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
فرماتے ہین ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ مین نے اوس سے سرگوشی نکی بلکہ اللہ نے کی
تفسیر آیات الاحکام مین ہے یرید ان ید الرسول التی تعلو ایدی المبایعین
ہی ید اللہ واللہ منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام وانما المعنی
تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من غیر تفاوت
بینہما کقولہ تعالے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ظاہر کہ
ذکر ولادت باسعادت وغیرہا احوال حضرت رسالت اور انعقاد مجالس اون اذکار شریفہ
اور بیان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ جناب خاتم النبوۃ علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کے لیے
اس نظر سے ہرگز نہین کہ حضور حضرت عبداللہ کے فرزند اور حضرت عبدالمطلب کے پوتے ہین
بلکہ خاص وعام اسی نظر سے کہ حضور رسول خدا و محبوب کبریا ہین عمل مین لاتے ہین اور تعلق
قصد کا ذکر حضرت رسالت سے بعد لحاظ اس حیثیت کے مجلس ذکر آلہی ہونے مین کچھ

حرج نہین کرتا لاجرم بحیثیت رسالت ومحبوبیت حضرت عزت ذکر حضور اور اس مجلس مبارک کا
تو ذکر الٰہی ومجلس ذکر الٰہی کے فضائل صادق آتے ہین وجہ سوم کبھی خلق کے ساتھ کوئی
معاملہ صرف اس وجہ سے کہ حکم خدا وموجب رضاے مولیٰ ہی خدا کی طرف نسبت کیا جاتا ہی
اور وہ معاملہ بعینہ اللہ عزوجل کے ساتھ قرار پاتا ہے وہ خود فرماتا ہے من ذا الذی
یقرض اللہ قرضا حسنا حالانکہ قرض مخلوق کو دیا جاتا ہے صحیح مسلم شریف مین
ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ہی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اللہ عزوجل
روز قیامت فرمائیگا یا ابن ادم مرضت فلم تعدنی ای فرزند آدم مین بیمار ہوا
تو میری عیادت کو نہ آیا عرض کریگا ای رب میرے مین تیری عیادت کو کیونکر آتا تو تو رب العلمین ہے
فرمائیگا تجھے معلوم نہوا تھا کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوا تو اوسے پوچھنے نگیا تو نے نجانا کہ اوسے
پوچھنے جاتا تو مجھے اوسکے پاس پاتا یا ابن ادم استطعمتک فلم تطعمنی
ای ابن آدم مین نے تجھسے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا ندیا عرض کریگا ای رب میرے مین
تجھے کیونکر کھانا دیتا تو تو رب العلمین ہے فرمائیگا تو نے نجانا کہ میرے فلان بندے نے
تجھسے کھانا مانگا تو نے ندیا تو نے نجانا کہ دیتا تو اوسے میرے پاس پاتا یا ابن ادم استسقیتک
فلم تسقنی ای آدم کے بیٹے مین نے تجھسے پانی مانگا تو نے نہ پلایا عرض کریگا ای رب میرے
مین تجھے کیونکر پلاتا تو تو رب العلمین ہی فرمائیگا تجھسے میرے فلان بندے نے پانی مانگا تو نے
نہ پلایا اگر تو اوسے پلاتا تو میرے پاس پاتا اس سے بڑھکر سند جلیل کیا ہوگی اللہ اللہ جب
ایک بندے کی بیمار پرسی کرنا اوسے کھانا دینا پانی پلانا افعال رضائے الٰہی ہونے کے
سبب یون تعبیر کیے گئے حالانکہ رب العلمین ان باتون سے پاک ہے تو سید العباد وسید المحبوبین
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا ذکر کیونکر ذکر الٰہی نہوگا لاجرم ذکر ولادت شریف کہ خدا کی رضا

اور اوسکی خوشنودی ہی کے لیے کرتے ہین اور حضرت رسالت کی تعظیم و توقیر و اظہار عقیدت و
صدق محبت اور نعمت ولادت کی شکر گذاری کہ سب مطلوب خدائے قدیر ہین ملحوظ رکھتے ہین
قطعًا اس نظر سے بھی ذکر الٰہی تقدس و تعالی ہے اور مجالس بعینہ مجالس ذکر خدا ہین و تحفہ چہارم
تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار سے منقول ہوا کہ قرآن و حدیث پڑھنا لوگون کو وعظ و نصیحت
کرنا اور درود کا پڑھنا یہ سب ذکر مین داخل ہے اور ایسی مجلس اون فضائل کو جو حدیث مسلم
و یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملئکۃ وغیرہا مین مذکور مشتمل اور
خدا کا نام پاک تو ہزارون بار اس مجلس مین لیا جاتا ہے تو اوسکے مجلس ذکر الٰہی ہونے مین
تردد و تامل کیا ہی و تحفہ پنجم تحقیق التفسیر کبیر سے پایا ہو کہ شکر بالاطلاق ذکر صحیح ہے اور مجلس
شکر الٰہی کی ہے بمقابلہ نعمت ولادت باسعادت اس نظر سے بھی یاد سے مجلس ذکر الٰہی کہنا
بجا ہے و تحفہ ششم ذکر کے طرق محدود و متعین نہین ہین بلکہ اوسکی کثرت مطلوب ہے واذکروا
اللہ کثیرا اور ایک طریقہ اوسکے طریقون سے یہ ہے کہ ذکر فضائل محامد و محاسن خدا کے
ضمن مین ہو خود پروردگار عالم نے اپنی مدح و ذکر کو قرآن مین کبھی بذکر مدحت حضور کے ضمن کیا
جس کا بیان کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و کریمہ سبحن الذی اسری
وغیرہا آیات سے گذر گیا ان آیات مین خدا کا ذکر اور اوسکی تعریف ہین اور طرق ذکر مین مدحت کو
کیا دخل ہے و لہذا طرق اربعہ صوفیہ کرام نے بہت طرق احداث فرمائے کہ بعض اون مین سے شاہ
ولی اللہ صاحب نے بھی قول الجمیل مین بیان کیے اور مجدد الطائفہ اسمعیل نے بھی صراط المستقیم
مین مقرر و قائم رکھے بلکہ اور بڑھائے تو ہم بھی اگر یہی طریق جو قرآن مین بھی پایا جاتا ہے
یعنی ذکر الٰہی و ذکر رسول ایک مضمون مین کرین تو کیا حرج ہے بغوی نے ابن عباس سے
تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا مین ذکر کیا

يفرض الله على عباده فريضة الا جعل لها حدا معلوما ثم عذر
اهلها في حال العذر غير الذكر فانه لم يجعل له حدا ينتهي اليه ولم يعذر
احدا في تركه الا مغلوبا على عقله وامرهم به في الاحوال كلها كما قال الله تعالى
فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم وقال الله تعالى اذكروا الله ذكرا
كثيرا بالليل والنهار في البر والبحر والصحة والسقم في السر والعلانية ۞
وجہ ہفتم امام نووی امام قاضی عیاض سے نقل کرتے ہین ذکر آلہی دو قسم سے ہے ذکر قلب و
ذکر لسان اور ذکر قلب بھی دو قسم سے ہے تفکر و تدبر عظمت و جلال الٰہی و جبروت و ملکوت و آیات ارض و
سماوات مین اور اسے اعظم وانفع اقسام ذکر لکھتے ہین اور ظاہر ہے بابرکات سرور کائنات اعظم آیات
الٰہی ہے جسکے حالات و صفات مین فکر کرنے سے کمال عظمت و جلال حضرت عزت ظاہر ہوتا ہے
اور ارہاصات و معجزات و غرائب واقعات و عجائب حالات کہ وقت ولادت باسعادت اور
اسکے اول و آخر ظہور مین آئے پڑھنے اور سُننے سے یاد لینے توجہ نہایت قدرت و کمال حکمت
و قدوسیت جناب احدیت سمجھی جاتی ہے ولہذا پروردگار تقدس و تعالیٰ نے حضور کے کمالات
و عجائب واقعات کو اپنی پاکی و عظمت کا بیان ٹھہرایا ہے اور اپنی قدوسیت و طہارت کو اونسے
ثابت کیا ہے کما قال تعالیٰ سبحٰن الذی اسری وجہ ہشتم قاضی ابو الفضل عیاض
یحصبی رحمہ اللہ تعالیٰ شفا مین ابن عطا سے نقل کرتے ہین کہ وہ کریمہ ورفعنا لک ذکرک کو
اس طرح تفسیر کرتے ہین جعلت تمام الایمان بذکری معک حاصل یہ کہ
رب عزوجل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کسیکا ایمان تمام نہین ہوتا
جبتک تمھین میرے ساتھ ذکر نکرے نفس کلمہ ہی مین دیکھیے ہزار بار لا الہ الا اللہ
کہے اور اسکی تصدیق کرے بدون محمد رسول اللہ کے ذکر کے کچھ کام نہین آتا دوسری

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے
کوئی فرض اپنے بندوں پر ایسا
نہیں کیا جسکی ایک حد مقرر نہ فرمائی
ہو پھر بحالت عذر اوس سے
معاف نہ رکھا ہو سوا ذکر کے
کہ اسکی کوئی حد معین نہ فرمائی
جسپر ختم ہو نہ کسیکو اوسکے
ترک مین معذور رکھا مگر جسکی
عقل مغلوب ہوجائے اور
بندوں کو ہر حال مین ذکر کا
حکم دیا فرماتا ہے اللہ کو یاد
کرو کھڑے اور بیٹھے اور
لیٹے اور فرماتا ہے اللہ کی
یاد بکثرت کرو رات مین
اور دن مین خشکی مین اور
تری مین تندرستی مین اور
بیماری مین تنہائی اور
مجلس مین والحمد
للہ رب العالمین
۱۲

تفسیر اونھین سے نقل فرماتے ہین ۔ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی
یعنی اے محبوب مین نے تجھے اپنا ذکر کیا ہے تو جو تیرا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کرتے ہین کہ لا یذکرک احد بالرسالۃ الا ذکرنی بالربوبیۃ کوئی تجھین
رسالت کے ساتھ ذکر نکریگا مگر مجھے ربوبیت کے ساتھ ذکر کریگا دیکھو ان تفسیرات کے طور پر
آیت قرآن سے ثابت ہوا کہ ذکر حضرت رسالت ذکر خدا ہے اسلیے جو آب اصل دلیل سے ٹھہر گیا
ثبوت لیجیے امام مسلم ابوہریرہ و ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہین قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم
الملئکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ وذکرہم اللہ فیمن
عندہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین کوئی قوم نہین بیٹھتی کہ خدا کو یاد کرے
مگر فرشتے اونھین گھیر لیتے ہین اور رحمت اونھین ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ اونپر نازل
ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اوس جماعت مین جو اوسکے پاس ہے اونکا ذکر کرتا ہے اور صحیحین کی
حدیث مین مرفوعاً وارد یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ
اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ
فی ملاء خیر منہم ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مین اپنے بندے کے اوس گمان کے پاس ہون
جو میرے ساتھ رکھتا ہے اور اوسکے ساتھ ہون جب مجھے یاد کرتا ہے تو اگر مجھے اپنے جی مین یاد
کرتا ہے مین اکیلا اوسے یاد کرتا ہون یعنی پوشیدہ ثواب دیتا ہون کذا قالوا اور جو اپنے
لوگون کی جماعت مین میرا ذکر کرتا ہے تو مین اوسسے بہتر جماعت مین اوسکا ذکر کرتا ہون اور
قرآن مجید مین بھی ارشاد ہوتا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد
کرون اور دوسری جگہ فرماتا ہے فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام وقال عز وجل

[حاشیہ:] ف: یہ حدیث امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و [illegible] ... حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ [illegible] اور احمد نے بسند صحیح انس بن مالک اور [illegible] طبرانی و بزار نے بسند جید اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس [illegible] اور طبرانی نے بسند حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی [illegible] ... فی الرفیق الاعلیٰ [illegible]

فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا دیکھو
ان روایتون مین ذکر مجامع مین بالتصریح طلب فرمایا ہے اور مجالس ذکر مین حاضر ہونیکی بھی
تحریص و ترغیب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بتصریح تمام ثابت اخرج الترمذی
عن انس قال قال رسول اللہ تعالے علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ
فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم فرماتے ہین جب تم بہشت کے مرغزارون کی طرف گزرو تو اونمین چرو صحابہ نے
عرض کی جنت کے مرغزار کیا ہین فرمایا ذکر کے حلقے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث مین ہے
کہ فرشتے ایسی مجالس کو تلاش کرتے پھرتے ہین جب اونھین پاتے ہین تو زمین سے آسمان کا
جوف اونسے بھر جاتا ہے اسقدر ہجوم کرتے ہین یہ حدیث طویل و جمیل بہت جانفزا ہے
جسکے آخر مین تمام اہل مجلس کی مغفرت کا مژدہ دیا ہے یہانتک کہ وہ بھی جو اپنے کسی کام کو آیا تھا
انمین بیٹھ گیا تھا وللہ الحمد احمد و ابو یعلی و ابن حبان و بیہقی وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین سیعلم اہل الجمع من اہل الکرم
اب جانے جاتے ہین سب جمع شدہ لوگ کہ کرم والے کون ہین کسی نے عرض کی یا رسول اللہ
وہ کرم والے کون ہین فرمایا اہل مجالس الذکر مجلس ذکر والے امام احمد بسند حسن حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی قلت یا رسول اللہ ما غنیمۃ مجالس
الذکر قال غنیمۃ مجالس الذکر الجنۃ مین نے عرض کی یا رسول اللہ مجالس ذکر کی غنیمت
کیا ہے فرمایا جنت طبرانی بسند صالح حضرت عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا رحمن کے دہنے ہاتھ پر اور اوسکے دونون ہاتھ دہنے ہین
کچھ لوگ ہونگے جنکے چہرون کا نور نگاہون کو خیرہ کریگا اونکی مجلس و قرب بارگاہ پر شہید

غبطہ کرینگے عرض کی گئی یا رسول اللہ وہ کون ہین فرمایا متفرق قبیلون کے جمع ہونیوالے
کہ ذکر الٰہی کے لیے اکھٹے ہوتے ہین نیز بسند حسن ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی
رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اللہ تعالی روز قیامت کچھ لوگ اوٹھائیگا نورانی
چہرے موتی کے منبر پر بیٹھے لوگ اونپر رشک لیجائینگے وہ نبی ہونگے نہ شہید ایک اعرابی نے
عرض کی ہمین اونکا وصف بتائیے کہ ہم اونکو پہچانین فرمایا وہ اللہ کے لیے باہم دوستی رکھنے
والے ہین مختلف قبیلون مختلف شہرون سے ذکر الٰہی پر جمع ہو کر یاد خدا کرتے ہین احیاء العلوم مین
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول آسمان والے یعنی فرشتے اہل زمین کے گھر جنمین خدا تعالی کا
ذکر کیا جاتا ہے یون دیکھتے ہین جیسے تم ستارونکو اور انعقاد مجلس ذکر و شکر کے لیے صحابہ کرام سے اور حضور کا
پسند فرمانا اور اونھین بشارت دینا حدیث مسلم سے ثابت ہے اور ایسی مجلس مین لوگونکا بلانا اور اس
دولت مین مسلمان بھائیونکو شریک کرنا اولاً امر بالمعروف و دعوت الی الخیر اور اونکی خیر خواہی ہے جسکی نصیحت
ثانیاً تکثیر ذکر بنص قرآن مطلوب اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اور اوسکی تقلیل بتصریح کتاب اللہ
نفاق کی علامت لا یذکرون اللہ الا قلیلا اور تداعی اور اوسمین اہتمام کثرت و دفع قلت مین
دخل تام رکھتا ہے ثالثاً خود حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایسی مجلس مین حاضر ہونیکی تحریص و
ترغیب فرمائی جسکی بعض احادیث ابھی گزرین رابعاً صحیح بخاری کی حدیث مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین ان للہ ملئکۃ یطوفون فی الطرق
یلتمسون اہل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم
بتحقیق اللہ عزوجل کے لیے کچھ فرشتے ہین کہ راہون مین گشت لگاتے ہین اہل ذکر کو تلاش کرتے
جب کسی قوم کو ذکر خدا کرتے پاتے ہین آپس مین ایک دوسرے کو پکارتے ہین اپنی حاجت کی طرف
آؤ دیکھو ایسی مجالس کی تلاش اور ایک کا دوسرے کو خبر کرنا اور بلانا حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ

نقل ما لا تکرہ سے نقل فرماتے ہیں جناب امام غزالی احیاء العلوم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ناقل کہ
بازار کو گئے اور لوگوں سے کہا میں تمھیں یہاں دیکھتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی میراث
مسجد میں تقسیم ہوتی ہے لوگ یہ سنکر بازار چھوڑ مسجد کو گئے نہ وہاں کچھ میراث دیکھی نہ کوئی شی تقسیم ہوتی
پائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا ہمنے وہاں کچھ نہ پایا فرمایا تم نے کچھ دیکھا کہا ہاں ایک قوم خدا کا ذکر اور
تلاوت قرآن کرتی نظر آئی فرمایا یہی تو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی میراث ہے کہ وہاں تقسیم ہوتی تھی
یہ مجالس ذکر جسے لوگوں کو اطلاع دینا اور اجتماع میں سعی و اہتمام کرنا نہیں تو کیا ہے خدا جانے منکرین
مولد کو کیا ہوا ہے جو ایسی مجلس کو کہ ذکر خدا و رسول پر مشتمل اور فوائد دین و آخرت کو متضمن ہے منع کرتے ہیں
اور جناب رسالت سے شرماتے ہیں نہ اوس قہار سے ڈرتے ہیں سبحان اللہ فرشتے تو ایسی مجلسوں کو ڈھونڈھتے
پھریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اونھیں بہشت کے مرغزار کہیں اور انمیں حاضر ہونے کی ترغیب
فرمائیں اور صحابہ کرام لوگوں کو اونمیں شریک اور جمع کرنے کے لیے ایسا اہتمام بلیغ عمل میں لائیں اور
یہ لوگ طرح طرح سے کلام کریں نہ آپ جائیں نہ اوروں کو جانے دیں

پانچویں دلیل

ہم دلیل اول میں قرآن عظیم سے تصریح ثابت کر چکے کہ وجود باجود پر نور حضرت رسالت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم اور اوس جناب کی ولادت باسعادت ہمارے حق میں بڑی نعمت ہے اور خلق آدم کو پروردگار
جل و علا نے نعمتوں میں شمار کیا خلق الانسان من صلصال کالفخار و خلق
الجان من مارج من نار فبای آلاء ربکما تکذبان تو حضور کی پیدائش و
ولادت کے کہ باعث تخلیق آدم و عالم ہے عمدہ نعمت ہونے میں کیا شک ہے اور مولوی اسحق
صاحب کو بھی مائۃ مسائل میں اوسکے اعظم النعم ہونیکا اعتراف ہے تو شکر اس نعمت کا ہم پر واجب اور
دوسری دلیل میں بحوالہ حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما جسے امام بغوی نے معالم التنزیل
میں تحت قولہ عز و جل واما بنعمۃ ربک فحدث ذکر کیا مذکور ہوا کہ تحدیث و تذکر نعمت

۵۵
ایک حدیث ان [illegible]
مناسب یہی [illegible] شیخ
کتاب التوسع اور ابن عساکر
تاریخ میں [illegible] بن عطا سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] خلیفۃ اللہ الیہ
یوم القیامۃ [illegible]
[illegible] تمام خلق
[illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] ولہ
[illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
منہ

۴ اور میں اوسے دوست رکھتا ہوں اور جب تو میرے بندے کو دیکھے کہ میری یاد نہیں کرتا تو میں نے ا
اس سے محروم کیا ہے اور میں اوسے دشمن رکھتا ہوں والعیاذ باللہ حضرت عالم اہلسنت دام ظلہم ا

شکر ہے اور اوسکا ترک ناشکری ہے اور بیضاوی اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں وان التحدث بہا شکرہا
بحکم احادیث و تصریح ائمہ تفسیر آیۂ کریمہ میں ایک طریقہ شکر کا تعلیم فرمایا گیا ہے ہم اوسی طریقے سے
بامتثال حکم الٰہی شکر جناب الٰہی کا ولادت باسعادت وغیرہا احوال شریفہ حضرت رسالت پر عمل میں
لاتے ہیں کہ اس مجلس مبارک میں جو اذکار پڑھے جاتے ہیں وہ سب خداوند تعالیٰ کے احسانات ہیں
جو ہم پر ہوئے مانند ولادت و رسالت و ہجرت وغیرہا کہ تحدیث انعامات الٰہیہ عین شکر الٰہی ہے اور
اختیار کرنا ربیع الاول کو اس عمل کے واسطے اگرچہ اصل بحث سے خارج ہے لیکن حدیث روزۂ عاشورا
دوسری دلیل میں ثابت کر دیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت موسے علیہ السلام
و بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون کے ہلاک پر اس نعمت کے شکر میں بوجہ تجدد اوس نعمت کے روز عاشورا کو اور
عاشورا سے سیکڑوں برس کے فاصلے پر واقع تھا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم کیا
تو شکر نعمت ولادت ماہ و روز ولادت باسعادت میں اگرچہ تجدد اوس نعمت کا نہیں ادا کرنا نہایت
مناسب و بجا ہے بلکہ یہاں اثر اوس نعمت کا کہ ہدایت وغیرہا امور سے عبارت ہے بحمد اللہ ہمارے حق میں
باقی و متجدد ہے اور جبکہ ماہ ولادت مذکر اس نعمت کا ہے تو اہل ایمان و محبان حضور سرور محبوبان صلے
اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اونمیں سرور و فرحت اور ذکر حضور کی طرف رغبت طبعًا ہو جاتی ہے گو حضرات وہابیہ
اس دولت و عمدہ نعمت سے محروم مطلق ہوں حصول نعمت پر اظہار سرور و فرحت مستحبات و جملہ قربات سے ہے
محقق دہلوی ترجمۂ مشکوٰۃ میں ذیل حدیث ان امراۃ قالت انی نذرت ان اضرب علیٰ
راسک بالدف قال اوفی بنذرک لکھتے ہیں ولیکن آنحضرت آنرا بنظر تصحیح دید کہ اظہار
فرح و سرور است بقدوم پیغمبر خدا سالمًا غانمًا و مظفرًا و منصورًا از جملۂ قربات داشتہ امر بوفا نذر کردہ
علامہ ابن حجر فرماتے ہیں یستحب لنا ایضا اظہار الشکر بمولدہ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذلک من القربات

واظہار المسرات اور اس کلام سے ظاہر کہ اجتماع والطعام واظہار فرحت و سرور بھی
ایک طریقہ شکر نعمت کا ہے بالجملہ مجلس مبارک بوجوہ شکر نعمت ہے اور اب جسقدر فضائل شکر
آیات واحادیث میں وارد بحمد اللہ تعالیٰ ان سب کی اس میں جامعیت ہے ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۝ چھٹی دلیل
امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت قولہ تعالیٰ واذکروا اللہ عند المشعر الحرام
فرماتے ہیں و سابعہا ان یکون المراد بالاول ہو ذکر اسمائہ تعالیٰ وصفاتہ
الحسنیٰ والمراد بالذکر الثانی الاشتغال بشکر نعمائہ والشکر مشتمل
ایضا علی الذکر فصح ان یسمی الشکر ذکرا والدلیل علی ان الذکر
الثانی ہو الشکر انہ علقہ بالہدایۃ فقال کما ہداکم والذکر المرتب
علی النعمۃ لیس الا الشکر انتہی امام اجل کے کلام میں تصریح ہے کہ شکر ذکر پر مشتمل اور
اطلاق ذکر کا شکر پر صحیح ہے اور ذکر قلبی شکر کی کسی قسم سے بقلب ہو خواہ بزبان یا بجوارح بالبداہت
منفک نہیں ہو سکتا تو اب ہم کہتے ہیں کہ عمل مولد نعمت ولادت پر شکر ہے اور شکر متضمن ومستلزم ذکر
بلکہ خود ذکر ہے اور ذکر الٰہی جس طریق سے اور جس طرح پایا جائے سوا اس صورت کے کہ شرع منع کرے
مستحسن ومشروع ہے بلکہ اس دلیل کی تقریر میں اسقدر کافی کہ یہ عمل شکر ہے اور شکر بلا حجر و حظر
مطلقاً مشروع تو یہ بھی مشروع ہے کبریٰ اہل اسلام بلکہ تمام اہل عقل کے نزدیک بدیہی اور
صغریٰ اسوجہ سے کہ انعام منعم پر اوسکی مدح وثنا کرنا شکر لسانی اور بندگان خدا خصوصاً فقرا کے
ساتھ مواسات اور رضائے الٰہی کے لیے صدقہ وخیرات شکر جوارح ہے اور نعمت پر خوش ہونا
اور اوسے منعم حقیقی جل جلالہ کی نعمت ورحمت سمجھنا شکر قلبی ہے کہ مجلس مبارک ان امور کو
بداہۃ مشتمل قطع نظر اس سے کہ حصول نعمت پر سرور مقتضائے طبع وامر جبلی ہے شرع شریف میں بھی

العلم بل ھم فی شک منہا بل ھم منہا عمون ۱۲ حضرت عالم اہل سنت دام فیوضہم

وارد ہوا اور اوسکا اظہار اور سامان مہیا کرنا اور اوسمین اہتمام بجا لانا اور صحیح ہونا احکام عیدین سے ثابت

اور بخاری شریف مین امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ان رجلا من
الیہود قال لہ یا امیر المؤمنین آیۃ فی کتابکم تقرؤنہا لو انہا علینا
معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال ای آیۃ قال الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دینا قال عمر قد عرفنا ذلک الیوم والمکان الذی نزلت فیہ علی النبی صلی
اللہ تعالے علیہ وسلم وہو قائم بعرفۃ یوم جمعۃ اھ اور خیر الجاری مین
جواب عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے یہ لکھے ہین یعنی قد اتخذنا ذلک الیوم عیدا
پس مانعین کا اعتراض کہ وہان نعمت متجدد ہوتی ہے تو قیاس مع الفارق ہو اونکے امام ثانی
مولوی اسحق صاحب دہلوی پر وارد ہے کہ اونھون نے سرور واجتماع وفرحت مولد کو عیدین پر
قیاس کیا ہے اور نیز دلیل دوم مین بخوبی ثابت ہو کہ عذر تجدد غیر مقبول ہے اور سرور و شکر نعمت
بدلائل حدیث عاشورا امثال ونظائر ایام وصول نعمت مین بلا تجدد نعمت شرع مین معمول ہے
علاوہ ایہان نعمت نزول آیت ہی اوسمین تجدد کو کیا مداخلت ہے امام علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین
وعندی ان ہذہ الروایۃ اکتفی فیہا بالاشارۃ والا فروایۃ اسحق بن قبیصۃ
قد نصت علی المراد ولفظہ یوم جمعۃ یوم عرفۃ وکلاہما بحمد اللہ لنا
عید وللطبرانی وہما لنا عید فظہر ان الجواب تضمن انہم اتخذوا
ذلک الیوم عیدا وہو یوم الجمعۃ واتخذوا یوم عرفۃ عیدا لانہ لیلۃ العید
اور امام قسطلانی قولہ لاتخذنا ذلک الیوم عیدا کی شرح مین لکھتے ہین نعظمہ
فی کل سنۃ ونسر فیہ لعظم ما حصل فیہ من کمال الدین امام نووی فرماتے ہین

فقد اجتمع فی ذلک الیوم فضیلتان وشرفان ومعلوم تعظیمنا
لکل منهما فاذا اجتمعا ازداد التعظیم فقد اتخذنا ذلک الیوم عیدا
وعظمنا مکانہ حاصل یہ کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی نے
عرض کیا کہ اگر یہ آیت الیوم اکملت لکم الخ یہود پر نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول کو
عید ٹھہراتے ہر سال اوس دن کی تعظیم اور اوس میں اظہار فرحت و سرور تعظیم کرتے امیر المؤمنین نے
فرمایا کہ ہمنے کیا ایسا نکیا یہ آیت عرفہ میں بروز جمعہ نازل ہوئی اور وہ دونوں ہمارے دین متین میں
عید ہیں دیکھو حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود کے اس بیان کو کہ حصول نعمت پر خوشی و سرور
درکار ہے روز حصول ہر سال اوس خوشی و فرحت کے اظہار اور عید ٹھہرانے کے لیے سزاوار ہے تسلیم فرماکر
جواب دیا کہ روز عرفہ و جمعہ ہمارے مذہب میں عید و تعظیم کے لیے مقرر ہیں اور جو اظہار کہ مسرت و تعظیم
شرع شریف میں اجتماع مسلمین کے ساتھ ہوتی ہے اور شکر الٰہی کے واسطے جلسہ اور نعمت کا شکر
مجمع میں ادا کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ثابت اور حدیث میں اس فعل کی ستائش
اور نہایت مدحت وارد کہ خدا تعالیٰ ایسے مجلس والوں کے ساتھ فرشتوں سے مباہات و مفاخرت
کرتا ہے صحیح مسلم میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من اصحابہ فقال ما اجلسکم ھھنا قالوا
جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ھدانا للاسلام ومن بہ علینا قال
آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا الا ذلک قال
اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم ولکنہ اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ
عزوجل یباھی بکم الملئکۃ یعنی حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ دوستانہ
اپنے یاروں کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا یہ کاہے کی مجلس ہے خوشی کی اس بات کی کہ

[illegible]

خدا کا ذکر کرین اور اوسکی اس نعمت پر کہ ہمین اسلام کی ہدایت فرمائی اور اوسکے ساتھ ہمپر
احسان کیا شکر بجالائین فرمایا تمھین خدا کی قسم کیا صرف اسی کام کی مجلس کی ہے عرض کی
خدا کی قسم صرف اسی کام کی مجلس کی ہے فرمایا خبردار ہو مین نے تمھین تہمت ٹھہرا کر تم سے قسم
نلی بلکہ ہوا یہ کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالی تمھاری ساتھ فرشتون سے
مباہات و مفاخرت فرماتا ہے سبحن اللہ اس پاک مجلس کا اور جو لوگ ایسی مجلس منعقد
کرین اور اوسمین خدا تعالے کا ذکر کرین اور راہ مستقیم و طریق قویم اسلام کی ہدایت پانے
اور جنکی بدولت یہ دولت ہاتھ آئی اونکی ولادت با سعادت و رسالت و ارہاصات معجزات
وغیرہا کمالات پر کہ اس ملت کی ترقی و رونق عظیم کے باعث ہوئے شکر الہی بجا لائین اور
منعم حقیقی کے یہ احسانات یاد کرین اور مسلمانون کو یاد دلائین اونکا جناب باری مین یہ مرتبہ ہے
کہ اونسے اپنے فرشتون کے ساتھ مفاخرت فرماتا ہے گو کور باطن خفاش طینت انکار کرین
اور اوسکے فضل و خوبی کو کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہے نہ دیکھین ساتوین دلیل
ابوالقاسم ترغیب مین روایت کرتے ہین خدا کے سیاح فرشتے جب ذکر کے حلقون یعنی
ذاکرین کی مجلسون پر گزرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو جب دعا کرتے ہین آمین کہتے ہین
جب درود بھیجتے ہین یہ بھی اونکے ساتھ درود پڑھتے ہین جب مجلس تمام ہوتی ہے ایک فرشتہ
دوسرے سے کہتا ہے انھین خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے ام المومنین عائشہ صدیقہ
فرماتی ہین اپنی مجلسونکو نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے
ذکر سے زینت دو اور دلائل الخیرات شریف مین فرمایا بعض صحابہ کرام رضی اللہ
تعالی عنہم سے مروی ہوا جس مجلس مین محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود پڑھی جاتی ہے
اوس سے ایک پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے یہانتک کہ آسمان تک پہنچتی فرشتے کہتے ہین

ساتوین دلیل

یہ وہ مجلس ہے جسمین رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود پڑھی گئی اور اکثر احادیث صحیحہ
درود کے فضائل وفوائد وثواب جزیل واجر جمیل کے بیان مین مطلق وارد ہین تو وہ فضائل وفوائد
کسی خاص صورت کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ درود خوان کو عام اس سے کہ تنہائی مین پڑھے
یا مجامع ومجالس مین اور مصلی شخص واحد ہو یا سب اہل مجلس اور مجلس مین درود کے ساتھ اور
امور خیر بھی جمع کیے جائین یا صرف درود خوانی کرین اور مجلس اسی امر کے لیے منعقد ہو یا دوسرے
کار خیر کے لیے یا اسکے ساتھ دوسرا امر بھی مقصود ہو سب صورتوں مین حاصل ہین تو مجلس مولد مجلس درود
خوانی کے فوائد وثمرات پر مشتمل اور اسکا بانی اوس شخص کے حکم مین جو لوگون کو درود پڑھنے کیلیے
جمع اور اس عمدہ کام کی طرف متوجہ کرے داخل ہے اور کتاب خوان وحاضرین کہ ہزارون سیکڑون
بار مجلس مین درود پڑھتے ہین اوس ثواب واجر وفضائل وثمرات وبرکات کے جو مصلی کیلیے
صحیح حدیثون مین موعود ہین قطعاً مستحق اور اس کا ثبوت کہ ذکر ولادت باسعادت وغیرہا احوال
حضرت رسالت یا تقسیم طعام وشیرینی خواہ تلاوت قرآن وغیرہا امور کا درود کے ساتھ جمع ہونا
اوسکے ثواب وبرکات کو زائل اور مصلی کو اون فوائد وفضائل سے محروم کرتا ہے ذمہ مانعین ہے
ودونہ خرط القتاد **آٹھوین دلیل** دارمی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے
روایت کرتے ہین ان رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم مر بمجلسین
فی مسجدہ فقال کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہ
اما ھؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاھم وان شاء
منعھم واما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ او العلم ویعلمون الجاھل
فھم افضل وانما بعثت معلما فجلس فیھم اس حدیث مین تصریح ہے
کہ مجلس تعلیم وتعلم کی بادس مجلس سے جسکے لوگ خدا کو پکارین اور اوسکی طرف رغبت کرین

افضل ہے جناب رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ نے دونونکو بہتر سمجھکر اس سے افضل فرمایا اور آنکے تشریف رکھی اور انھین لوگونسے اپنی ذات پاک کو قرار دیا و نعم ما قیل ؎ رقیبا نرا ازین معنی خبر نیست ؛ کہ سلطان جہان با ماست امشب اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نقل کرتے ہیں تذا کر العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیاء ھا یعنی رات مین ایک ساعت علم کا باہم درس و مذاکرہ تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے اور مراد علم سے علم دین ہے اور قرآن و حدیث کا پڑھنا سننا اور اوسکے معانی و مطالب کی تفصیل و تحقیق اور جو امور اوس سے ثابت ہون اونکا بیان و وعظ و تذکیر اور مسائل دینیہ اور وہ اذکار کہ راہ دین مین نافع اور مسلمانونکو نیک کامونکی طرف رغبت دلائین اور جو امور عقائد کی تصحیح اور اونکے احکام و مضبوطی خصوصا اعتقاد الوہیت و نبوت مین کام آئین اور مجلس مولد امور مذکورہ سے اکثر بالخصوص پہلے اور پچھلے امر کہ سب سے اعلے و افضل ہے مشتمل ہے تو وہ مجلس تذاکرہ علم دین ہے اور ایسی مجالس کا انعقاد او اونمین حاضر ہونا بلکہ طلب علم کے لیے دُور دُور سفر کرنا عصر صحابہ سے الی یومنا ہذا ماثور و معمول اور ان امور کی فضیلت و ترغیب مین احادیث صحیحہ بکثرت وافرہ وارد اور اوسکے لیے مکان و وقت معین کرکے پہلے سے اطلاع دینا اور جمع ہونیکا حکم فرمانا دوسری دلیل مین بخاری شریف کی حدیث سے تصریح گزرا تو اب مجلس مولد اور اوسکے متعلقات مین کونسے امر کا اثبات قرآن و حدیث سے باقی رہگیا **تیسری دلیل** خود خالق کائنات عز جلالہ نے قصۂ ولادت مریم و عیسے و یحیے و پیدائش آدم علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام قرآن مجید مین بیان فرمایا اور حضرت موسے علیہ السلام کے تو ولادت و رضاعت و نکاح و معجزات و ہجرت اور کوہ طور پر خدا سے ہمکلامی اور رسالت و نبوت کا حاصل ہونا پھر فرعون کے پاس جانا اور دیگر حالات و غرائب واقعات کی تفصیل اپنے کلام پاک مین جابجا بار بار تکرار ذکر فرمائی اب جو شخص ان آیات کی تفسیر اور ان واقعات کی تفصیل سے مجمع

تیسری دلیل

مساجد میں بیان کرے اور پہلے سے کہدے کہ آج ان آیات کا وعظ ہوگا اور ایک دو شعر کرا دس و عظ میں
بلائے اور لوگوں کے جمع کرنے میں کوشش کیجائے تو ایسی مجلس کو بدعت و ضلالت کہینگے یا مجلس آیات
وعظ و نصیحت سبحان اللہ ذکر ولادت انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والتسلیم تو عبادت و ہدایت ہو
اور خود پروردگار عالم قرآن مجید میں بیان فرمائے اور سید الانبیا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا ذکر ولادت
اسی ہیئت کے ساتھ العیاذ باللہ بدعت و ضلالت ٹھہرے واہ کیا ایمان و انصاف ہے ہر ذی عقل
جانتا ہے کہ مجرد تسمیہ حقیقت مسمے اور اوسکے احکام کو نہیں بدلتا گو اوسے مجلس وعظ کہیں اور اسکا
نام مجلس ولادت رکھلیں حقیقت و حکم میں فرق نہیں ہوسکتا تو اوسے مستحسن اور اسے مکروہ
کہنا نرا اعتساف ہے **دوسری دلیل** رواج و شیوع عمل مولد سے الی یومنا ہذا ملک مصر و
یمن و روم و شام و مغرب و عرب وغیرہا تمام بلاد و دار الاسلام خصوصاً حرمین مکرمین میں اہل
اسلام ہمیشہ محفلیں کرتے اور مولد پڑھتے اور سننے میں اہتمام تمام رکھتے ہیں اور ماہ مبارک
ربیع الاول میں تصدق و اطعام و تکثیر خیرات و اظہار فرحت و سرور میں سعی بلیغ عمل میں لاتے ہیں
اور اسے فوز عظیم و فضل عمیم و فوائد کثیر و فلاح دارین کا عمدہ وسیلہ تصور فرماتے ہیں
اکثر علمائے دین و فضلائے کاملین کے اقوال تیسیر شامی وغیرہا کتب مستندہ فریقین اور نیز رسائل میں
کہ رد وہابیہ میں تالیف ہوکر مطبوع ہوئے مندرج و مرقوم اس جگہ بنظر اختصار صرف چند کلمات طیبات پر
کہ مجلس مبارک کے فضائل و فوائد میں ہیں اقتصار ہوتا ہے حافظ الحدیث امام ابو الخیر سخاوی
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ویظہر علیہم من برکاتہ فضل عظیم یعنی اہل مولد پر اس
عمل کے برکات سے فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے امام حافظ استاذ القراء ابو الخیر محمد بن الجزری
فرماتے ہیں من خواصہ انہ امان فی ذلک العام و بشری عاجلۃ بنیل
البغیۃ والمرام یعنی اس مجلس شریف کے خواص سے ہے کہ وہ تمام سال کیلئے امن و امان ہے

اور حصول مقصد کے ساتھ بشارت عاجلہ امام حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں قد اثنے
علیہ الائمۃ منہم الحافظ ابو شامۃ شیخ النووی فی کتاب الباعث علی انکار
البدع والحوادث وقال ومثل ہذا الحسن یندب الیہ ویشکر فاعلہ ویثنی علیہ
اماموں نے اس مجلس مبارک کی مدح وثنا کی انھیں سے حافظ ابو شامہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے
استاذ ہیں کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث میں لکھتے ہیں ایسے افعال اچھے ہیں لوگوں کو
اونکی ترغیب دلانا چاہیے انکا فاعل مشکور و محمود ہے علامہ ابن ظفر ایک در منتظم میں لکھتے ہیں
قد عمل المحبون للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرحا بمولدہ الولائم فمن
ذلک ما عملہ بالقاہرۃ من الولائم الکبار الشیخ ابو الحسن المعروف بابن
قفل قدس سرہ شیخ شیخنا ابی عبد اللہ محمد بن النعمن وعمل ذلک قبلہ
جمال الدین العجمی الہمدانی وممن عمل ذلک علی قدر وسعہ یوسف الحجار
بمصر وقد رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہو یحرض یوسف
المذکور علی عمل ذلک یعنی میلاد مبارک کی شادی میں محبان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ولیمے کیے از انجملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاذ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کے
استاذ شیخ ابو الحسن بن قفل قدس سرہ نے کیا اور اون سے پہلے جمال الدین عجمی ہمدانی نے کیا اور یوسف
حجار نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں
انھیں اس عمل مبارک کی ترغیب و تحریص فرمائی علامہ ممدوح شیخ یوسف بن علی بن زریق شامی سے
نقل فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا دست اقدس میں ایک چھڑی ہے
مجھسے فرماتے ہیں میں تجھے ماروں گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کسلیے فرمایا حتے لا تبطل المولد
ولا السنن تاکہ تو مولد اور سنتوں کو ضائع نہ کرے یوسف فرماتے ہیں جب سے بیس برس ہوئے

آجتک میں اس عمل مبارک کو برابر کرتا ہوں اور منصور بن بشار سے نقل کرتے ہیں رأیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی المنام یقول لی قل لاوبیطلہ یعنی المولد ما علیک ممن اکل وممن لم یاکل یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اوس سے کہدے مولد کو نہ چھوڑے تجھے کچھ الزام نہیں کوئی کھائے یا نہ کھائے اور یہ بھی علامہ موصوف نے نقل کیا کہ حضور نے شیخ ابو موسی سے خواب میں فرمایا من فرح بنا فرحنا بہ جو ہماری خوشی کریگا ہم اوس سے خوش ہونگے امام[۱۱] حافظ ابن جوزی محدث رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان وادعام اهل الایمان اس فعل میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا کچھ نہیں امام[۱۲] علامہ نصیر الدین مبارک ابن الطباخ اپنے مستخط فتوے میں لکھتے ہیں یثاب فاعلہ اذا احسن القصد اچھی نیت سے اسکا کرنے والا ثواب پائیگا امام[۱۳] علامہ ظہیر الدین بن جعفر بھی ایسا ہی فرماتے ہیں امام[۱۴] جلال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک معروف مخلص کتانی لکھتے ہیں مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مبجل مکرم الی ان قال فمن المناسب اظہار السرور وانفاق المیسور واجابة[۱۵] من دعاہ رب الولیمة للحضور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا میلاد مبارک معظم ومکرم ہے تو خوشی ظاہر کرنا اور جو میسر آئے صرف میں لانا اور جسنا مجلس جسے بلائے اوسے جانا مناسب ہی علامہ حسین بن محمد یار بکری خمیس میں جملہ کلام ماضی وآتی امام ابن الجزری نقل فرماکر مقرر رکھتے ہیں کہ مجلس مبارک میلاد [illegible] منافقان ومعمول مومنان ہے حافظ[۱۶] الحدیث امام ابو شامہ امام نووی کے استاذ فرماتے ہیں فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء یشعر بمحبة النبی صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم وتعظیمہ واجلالہ فی قلبہ فاعلہ بشکر اللہ علی ما من بہ من
ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
یہ فعل باوجود اسکے کہ اوس میں فقیروں کے ساتھ سلوک ہے محبت وتعظیم واجلال حضرت رسالت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فاعل کے قلب میں اوس سے سمجھی جاتی ہے اور اس احسان الہی کے شکر پر کہ اپنے ایسے رسول کو
جسے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا پیدا کیا دلالت کرتا ہے امام علامہ صدر الدین بن عمر
شافعی رحمہما اللہ تعالی فرماتے ہیں ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار
السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انسان اپنی نیت کے
موافق اظہار سرور وفرحت مولد میں ثواب دیا جاتا ہے امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یستحب لنا
ایضا اظہار الشکر بمولدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالاجتماع واطعام
الطعام ونحو ذلک من وجوہ القربات واظہار المسرات یہ بھی ہمارے حق میں
مستحب ہے کہ ولادت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا شکر جمع کرکے کھانا کھلانے اور اسکی مثل
اور اعمال قربت واظہار سرور وفرحت سے بجالائیں امام محقق حافظ ابو زرعہ ولی الدین عراقی
فرماتے ہیں الولیمۃ واطعام الطعام یستحب فی کل وقت فکیف اذا انضم
الی ذلک السرور بظہور نور النبی فی ہذا الشہر الشریف ولا نعلم
ذلک من السلف ولا یلزم من کونہ بدعۃ کونہ مکروہا فکم من بدعۃ
مستحبۃ بل واجبۃ اذا لم ینضم بذلک مفسدۃ خوشی کی تقریب میں ولیمہ و
دعوت دینا کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اوس صورت کا کیا پوچھنا جب اسکے ساتھ ماہ
مبارک میں ظہور نور نبوت کی خوشی شامل ہو جائے یہ خاص طریقہ سلف سے معلوم نہیں ہے
اور بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں

جبکہ اونکے ساتھ کسی فساد کی آمیزش نہو امام قسطلانی مواہب مین لکھتے ہین اذا کان
الجمعة الذی خلق فیہ آدم علیہ السلام خص بالساعة لایصادفہا
عبد مسلم یسأل اللہ فیہ خیرا الا اعطاہ ایاہ فما بالک بالساعة
التی ولد فیہا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کہ روز جمعہ ولادت
آدم علیہ السلام کے سبب ایسی ساعت سے مخصوص ہوا کہ جو مسلمان اوس وقت کوئی بھلائی طلب
کرے خدا تعالیٰ اوسے دیتا ہی تو اوس ساعت کا کیا کہنا جسمین پیغمبرون کے سردار پیدا ہوے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مجمع البحار[21] مین کہ ماننے سو جگہ جسکی سند لاتے اور اوسکے
مصنف کو ہمہ محققین اجلہ فقہا و محدثین شمار کرتے ہین خاتمہ مین لکھا ہے تم
بحمد اللہ تیسیر الثلث الاخیر من مجمع بحار الانوار فی غرائب
التنزیل ولطائف الاخبار فی اللیلة الثانیة عشر من شہر السرور
والبہجة مظہر منبع الانوار والرحمة شہر ربیع الاول فانہ شہر
امرنا باظہار الحبور فیہ کل عام الخ خلاصہ یہ کہ کتاب مجمع البحار ۱۲ ربیع الاول کو
تمام ہوئی جو خوشی و شادمانی کا مہینہ اور رحمت الٰہی و انوار عالیہ کا مظہر ہے یہ وہ مہینہ ہے جسمین
ہم مسلمانون کو حکم ہے کہ ہر سال اوسمین ولادت اقدس کی شادی رچائین شرح[22]
سنن ابن ماجہ مین ہے الصواب انہ من البدع الحسنة المندوبة
اذا خلی عن المنکرات شرعا حق یہ ہے کہ مجلس مبارک بدعت حسنہ مستحبہ ہے جبکہ ممنوعات
شرعیہ سے خالی ہو مولانا[23] احمد بن محمد قشاشی مدنی کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے عالم حدیث [illegible]
استاذ الاساتذہ و شیخ المشائخ ہین شرح اثبات المولد النبی الامجد مین بھی بہت اقوال
نقل کرتے ہین اور مولانا[24] میرک محدث اوسے مستحب و مستحسن و موجب ثواب فرماتے ہین

امام حافظ ابو الخیر ابن الجزری قصۂ ابو لہب نقل کرکے کہتے ہیں فاذا کان ابو لہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فما حال المسلم الموحد من امۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم یعنی جب ابو لہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا فرحت شب میلاد نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر دوزخ میں اوس رات تخفیف عذاب کا بدلہ پائے تو کیا حال ہے اوس مسلمان موحد محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے امتی کا کہ حضور کی ولادت پر خوش ہو اور بقدر دسترس حضور کی محبت میں اپنا مال صرف کرے قسم ہے اپنی زندگی کی کہ اوسکا بدلہ خدائے کریم یہی ہے کہ اپنی فضل عمیم سے اوسے جنات نعیم میں داخل فرمائے[۴۵] اور حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی بھی[۴۶] قصۂ ابو لہب سے استناد کرکے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف صاحب مولد ثواب پاتا ہے کہ اوسمیں قدر حضرت رسالت کی تعظیم اور ولادت باسعادت پر اظہار فرح وشادمانی ہے امام قسطلانی مواہب میں امام ابن الجزری سے نقل کرتے ہیں فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد اوس شخص پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو جو ماہ مبارک ولادت اقدس کی راتوں کو عید ٹھہرائے تاکہ جسکے دل میں بیماری وعناد ہے اوسپر سخت گران گزرے ملا معین حنفی معارج اور شیخ محقق[۴۷] مولانا عبد الحق محدث دہلوی مدارج شریف میں

اس عمل مبارک کا غایت استحسان ثابت فرماتے ہین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح
فیوض الحرمین مین تحریر کرتے ہین کنت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علیہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرأیت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول
انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم
کیف کان الامر بین ھذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل
الملئکۃ الموکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورأیت
تخالط انوار الملئکۃ بانوار الرحمۃ حاصل یہ کہ مین اوس مجلس مین کہ مولد اقدس مین
بروز ولادت شریف مکہ معظمہ مین منعقد تھی حاضر تھا لوگ درود پڑھتے اور حضور اقدس صلے
اللہ تعالے علیہ وسلم کا ذکر خیر کر رہے تھے ناگاہ مین نے کچھ انوار دیکھے کہ دفعۃً بلند ہوئے
مین نہین کہتا کہ مین نے اونھین بدن کی آنکھ سے دیکھا نہ یہ کہون کہ فقط روح کی بصر سے
دیکھا خدا کو خوب معلوم ہے کہ کیا کیفیت تھی اسکی اور اوسکے میان مین نے ان انوار مین
تامل کیا تو وہ انوار اون فرشتون کی طرف سے پائے جو ایسی مجالس و مشاہد پر موکل ہین اور انوار
ملائکہ انوار رحمت الہی سے ملے ہوئے دیکھے نیز کتاب انتباہ و در ثمین وغیرہا مین اپنے والد
شیخ شاہ عبد الرحیم سے نقل کرتے ہین کنت اصنع فی ایام المولد طعاما
صلۃ بالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین
شیء اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس
فرأیتہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بین یدیہ ھذہ الحمص

متا بھی ابتدا اثنا مین ایام مولد شریف مین نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا ایک سال
بھنے ہوئے چنون کے سوا کچھ میسر نہ آیا مین نے لوگون پر وہی تقسیم کر دیے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کہ وہ چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہین اور حضور شاد و
مسرور ہین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سوا انکے بہت علمائے متقدمین و متاخرین مجلس مبارک
خود کرتے اوسمین شریک ہوتے اوسے مستحسن و مندوب و موجب برکات و منبع خیرات سمجھتے ہین
اونمین سے ہین حافظ امام ابو الفضل ابن حجر عسقلانی حافظ ابو الخطاب بن وحیہ شیخ ابوبکر حجار
شیخ ابو عبد اللہ محمد استاد امام ظفر یاب شیخ عمر بن ملا موصلی علامہ ابو الطیب محمد بن
ابراہیم مالکی حافظ ابن رجب حنبلی شیخ رکن الدین محمد بن یوسف دمشقی صاحب سیرت شامی
سید امام ابن جوزی شیخ عبد الوہاب بن سالم متقی ملا علی قاری حنفی علامہ محمد بن عبد الباقی
زرقانی شارح مواہب امام شہید جعفر برزنجی علامہ سلیمن برسوی امام سلطان یلدرم بایزید
شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری شیخ حمد اللہ بن شیخ آق شمس الدین متولی حسن بجری
متوفی ۹۹۴ھ برہان الدین محمد ناجی شیخ شمس الدین احمد بن محمد سیواسی حافظ زین الدین عراقی
سید عفیف الدین ایجی شیرازی علامہ مجد الدین فیروز آبادی شیخ محمد بن حمزہ عربی واعظ
علامہ شمس الدین دمیاطی علامہ برہان الدین ابو الصفا بن ابی الوفا شافعی والد علامہ کمال حنفی
علامہ ابوبکر فخر الدین و نقلی شیخ علامہ محمد بن عثمن امام حلبی صاحب سیرت حلبیہ علامہ ابو القاسم
محمد بن عثمن لولوی دمشقی علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بکری وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کہ مانعین عصر انمین سے اکثر حضرات سے سلسلہ تلمذ رکھتے ہین خواہ مستندین مانعین سے ہین
اور مخالفین سند لانیکے وقت اونھین نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ یاد کرتے ہین اور خود ان ساتھ
ہی ائمہ و علما پر کیا موقوف اور حصر و شمار کی کہان قدرت کہ روز شیوع سے آجتک ان تمام

قرون متطاولہ مین جماہیر اکابر شریعت و مشایخ طریقت خود مجلس کرتے یا اوسمین حاضر ہوتے اور
اوسے مستحب و مستحسن کہتے لکھتے سمجھتے رہے ہین ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور
امام ابو الخیر شمس الملۃ والدین سخاوی و امام الخیر شیخ القراء محمد محمد ابن الجزری و امام شہاب الدین احمد
بن محمد خطیب قسطلانی وغیرہم فرماتے ہین و ہذا لفظ المواہب لا زال اہل الاسلام یحتفلون
بشہر مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون
فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات
ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم
ہمیشہ اہل اسلام ماہ مبارک ربیع الاول کا اہتمام تمام رکھتے آئے اوسمین ولیمے اور اسکی
راتوں مین طرح طرح کے صدقے اور خوشی کا اظہار اور مولد شریف پڑھنے مین اہتمام کرتے رہے
اور اسکی برکتون سے اونپر فضل عمیم ظاہر ہوا کیا سلطان عادل ملک مظفر ابو سعید کوکبری کو امام عماد الدین ابن کثیر
فرماتے ہین کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل بہ احتفالا ہائلا
وکان شہما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا وطالت مدتہ فی الملک
الی ان مات وہو محاصر الفرنج بمدینۃ عکا فی سنۃ ثلثین وستمائۃ
ماہ مبارک ربیع الاول مین مولد شریف کیا کرتے اور اوسکی محفل عظیم الشان ترتیب دیتے صاحب
شہامت و شجاعت دلیر و عاقل و عالم و عادل نیک خصلت و پاکیزہ باطن تھے مدت دراز تک
سلطنت فرمائی یہانتک کہ شہر عکا مین کافران فرنگ کو محاصرہ کیے ہوئے ۶۳۰ھ مین
انتقال کیا سبط ابن الجوزی اونکی محفل مبارک کا حال لکھتے ہین کان یحضر عندہ
فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ اونکے یہان مجلس مبارک مین اکابر علماء و
مشایخ حاضر ہوتے تھے امام جلیل جلال سیوطی اونھین کی مجلس مقدس کو لکھتے ہین

حضرت عبد لا فیہ العلماء والصلحاء من غیر نکیر منہم علما و صلحا ارمین بلا انکار
حاضر ہوتے علماے متقدمین و متاخرین نے خاص اس باب مین بہت رسائل تصنیف فرمائے
از انجملہ التنویر فی مولد السراج المنیر التعریف بمولد الشریف حسن المقصد فی عمل المولد
مورد الکرام لمولد النبی علیہ السلام جامع الآثار فی مولد النبی المختار المولد الجسمانی المورد الروحانی
مورد الصادی فی مولد الہادی اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق عرف التعریف بالمولد الشریف المنتظم فی مولد النبی الاعظم
اللفظ الجمیل بمولد النبی الجلیل فتح الصمد حسبی وکفی فی مولد المصطفی النفحۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریۃ
مفتاح السرور والافکار فی مولد النبی المختار المورد الروی فی المولد النبوی اور امام حافظ ابن
جوزی محدث رحمہ اللہ تعالی نے ایک رسالہ نہایت فصیح و بلیغ لکھا ہے اور رسالہ امام سید جعفر
برزنجی کہ بلاغت و متانت مین بے نظیر ہے تمام ملک عرب مین مروج اور حرمین شریفین مین پڑھا
جاتا ہے اور اونکے نواسے علامہ سید زین العابدین نے رسالہ مذکورہ اور رسالہ معراجیہ امام
موصوف کو زبان فصیح نظم کیا ہے اور انسان العیون و سیرت شامیہ و ضوء اللامع وما ثبت بالسنۃ
و مدارج النبوۃ و مواہب لدنیہ و در منظم و مجمع البحار و فیوض الحرمین و شرح سنن ابن ماجہ وغیرہا
بہت کتب معتبرہ متداولہ مین اس عمل مبارک کو اچھا لکھا ہے اور اتفاق اہل حرمین شریفین و
مصر و روم و شام و یمن و تمام ملک عرب مغرب وغیرہا بلاد اسلام کا اوسکے استحسان و استحباب پر
اور رائج و معمول بہ ہونا اس عمل کا ممالک مذکورہ مین اور شریک ہونا اونکے خواص عوام کا
بشہادت معتمدین ایسا ظاہر ہے کہ کوئی ذی شعور جو دیانت و حیا سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو
اوسمین کلام نہین کر سکتا آج تک کسی معتبر مستند سے کہ اکابر محدثین و ائمہ مذکورین کے
مقابلے مین اوسکا کلام کچھ بھی قابل لحاظ ہو سوا تاج فاکہانی مالکی کے انکار نفس عمل مولد اصلا
ثابت نہوا بلکہ خروج وہابیہ و شیوع نجدیہ سے پہلے بلاد ہند مین بھی کسی نے اس عمل مقدس مین

کلام نکیا اون حضرت سے اینا پیر نے اوسکی مخالفت اور بدعت و ضلالت ہونے مین رسائل تصنیف کیے
اور فاطین مجوزین کے حق مین معاذ اللہ مبتدع و گمراہ و لہابیہ اور اسی قسم کے کلمات قبیحہ اور ایسے ہی
الفاظ مستشنیعہ بکے اسپر اس جدید فتنے نے ارض ہند مین ایک قیامت برپا کی ہر کس و ناکس اپنے جیسے کلام
مشتہر بیرہا ہے کہ طرح جو چاہتا ہے بکتا ہے اور علمائے دین و فضلائے متدینین و ائمہ سابقین
اکابر محققین کی نسبت جو منہ مین آتا ہے کہتا ہے بلکہ اپنے اساتذہ و مشایخ کو کہ شیوخ و مابین
ہند کا سلسلۂ علم حدیث اون حضرات تک پہنچتا ہے مانند امام علامہ حافظ الحدیث شمس سخاوی و
امام اجل شیخ الاسلام حافظ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ تعالی کے بے تکلف صاحب
مبتدع اور بدعت سیئہ کے مروج اور اوسے مستحب و مستحسن کہنے والے ٹھہراتے ہین اور تمام
اہل اسلام بلاد عرب و عجم و روم و شام و جمہور اہلسنت و سواد اعظم امت کو کہ روز مولد شریف
الی یومنا ہذا اوسے اچھا سمجھتے اور قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً اس عمل مبارک کو کرتے خواہ اوس مین
شریک ہوتے گمراہ و اہل ضلالت قرار دیتے ہین اور زمانۂ ملک عادل عالم عاقل جواد
باذل صوفی کامل سلطان اربل سے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تک کے علمائے دین و فضلائے
متدینین اکابر ائمہ شریعت و مشایخ طریقت کو عیاذاً باللہ حق پوش و ناحق کوش کہ ان سے
بدعت سیئہ کے مجوز ہوئے یا باوجود قدرت اظہار حق سے ساکت رہے اور اسیطرح کے الزامات کا
مورد و مستوجب بناتے ہین بعض حضرات کو یہ سوجھی کہ جس طرح مجوزین بکثرت ہین اسیطرح
مانعین بھی بہت ہین تو مسئلہ مختلف فیہ ہوا اور اس دعائے صریح البطلان کے اثبات مین تو
دوسرا اشتہر پا کر دیا کتابون اور عالمون کے نام بتا لیے اور علمائے مشہورین و کتب متداولہ
افترا کیے اور بہت خوش ہوئے کہ اب الزام مخالفت جماعت و سواد اعظم کا دفع ہوا اور رقاعی
شوشتری کا نام سنتے روشن کر دیا کسی نے مولد مبارک کی مخالفت تنبیہ امام شعرانی کی طرف

نسبت کی حالانکہ تنبیہ میں اس مسئلہ کا پتا بھی نہیں لطف یہ کہ انہیں امام شعرانی نے اپنی کتاب
مستطاب لواقح الانوار میں حضرت قطب کبیر سیدنا احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میلاد کی
مجلس میں جو بڑی دھوم اور ہیبتوں کی راہ سے مسلمانوں کے ہجوم کے ساتھ مصر میں منعقد ہوتی ہے
خود اپنا بارہا شریک ہونا اور اوسکی تعظیم و تجلیل و ترجیح و برکات بیان اس حد تک کہ اوس پر انکار کرنے سے
بعض اشخاص کا ایمان زائل ہو جانا ثابت کیا خدا کی شان مجلس اولیائے کرام کی نسبت ہمکو یہ
پاکیزہ اعتقاد ہے مگر وہ مجلس میلاد سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بدعت و
ناجائز بتاینگے مؤلفین رسالہ ہدایۃ المعتدی نے طریقۂ محمدیہ و شامی حاشیہ در مختار کو
اون کتابوں سے جنمیں میلاد کو منع لکھا ہے شمار کیا تعجب ہے طریقۂ محمدیہ کی جگہ منہیہ لکھ دیا
نہ طریقہ محمدیہ میں اس مسئلہ کا ذکر نہ حبیب افندی جسکی طرف منہیہ اوسکی نسبت کرتے ہیں
اوسکا مصنف ہے رد المحتار حاشیہ در مختار میں اس ادعا کا ترجمہ جو اونہوں نے منہیہ سے ہی کلام
کیا ہی اور منہیہ طریقہ محمدیہ میں محدثات کو بیان کیا اور بلند آواز سے مولد پڑھنا اور اجنبی عورتوں کو سننے
سے منع کیا ہے اصل مولد سے کچھ بحث نہیں فصل حضور کا حوالہ دیا اور بشیر قنوجی نے غایۃ الکلام اور نواب
بھوپالی نے کلمۃ الحق میں اوسے احمد بن محمد مصری کی طرف نسبت کیا اور رسالہ مذکور کو وقت
کسی صاحب سے اوسکا وجود بھی ثابت ہو سکا بعض حضرات نے سید یعنی پروانہ کی امام قسطلانی و
شیخ محقق دہلوی کو بھی مانعین کی فہرست میں ذکر کیا جنکا مجوزین سے ہونا اور اس عمل مقدس کی
مدح و ثنا کرنا آفتاب نیمروز سے بھی ظاہر تر ہے واہ دیانت دنیا کا مرتبہ اس حد کو پہنچا انا للہ
وانا الیہ راجعون اسی طرح شرف الدین احمد و علاء الدین بن اسمعیل و محمد بن ابوبکر
مخزومی و عبد الرحمن بن عبد الحمید المالکی و عبد الغنی الشہیر بابن نقطۃ البغدادی حنبلی و ابو الفضل
بن فضل مقدسی وغیرہم کا نام بحوالہ قول معتمد فہرست مانعین میں داخل کر دیا ہے میں اوس قول معتمد کا

اعتبار کیا وجو بھی ڈپٹی امداد علی کی الحارث ہے کیسے سو تمام عالم مین ثابت نہین کر سکتے اور بعد
تسلیم حوالہ و اعتبار قول معتمد کے اکثر صاحبونکی عبارت مین کہ بحوالۂ کتاب مذکور مانعین عصر نے
نقل کی ہے بدعت سیئہ و معصیت ہونا اس عمل مولد کا کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مذکور نہین
بعض ازمنہ و اعصار مین اس عمل مقدس مین غرامیہ وغیرہ بھی ہوتے تحتمل کہ انکار اونکا اسی
مجلس کی نسبت ہو اور تاریخ خوارزمی سے کہ عبارت اوسکی بھی بحوالہ قول معتمد نقل کی متعلق
مسئلہ کے صرف اسیقدر ظاہر کہ ملک مظفر ربیع الاول مین محفل مولد کرتا اور بادشاہ نہین اوس نے
پہلے اس عمل کو احداث کیا بہ اینمضمون مولد کی شناعت پر کچھ بھی دلالت کرتا ہے اور
عبدالرحمن حنفی صاحب فتاوی سے صاحب شرعہ نے صرف بدعت ہونا نقل کیا ہی کلام ابن
الحاج مدخل مین نہایت مضطرب یہانتک کہ بعض مانعین نے اونھین مجوزین مولد سے قرار دیا ہے
اور وہ نہایت شد و مد کے ساتھ ماہ ربیع الاول کی عظمت بوجہ ولادت باسعادت اور اوسے
انواع عبادت کے ساتھ مخصوص و ممتاز کرنا ثابت کرتے ہین اور توجیہ کلام امام کی آہین منحصر کہ اصل
مولد کے قائل اور منکرات شرعیہ پر کہ اس مجلس مبارک مین اوسوقت ہوتے معترض ہین باوجود
اسکے اونسے استناد اور اونکی کلام سے استدلال انھین حضرات کا کام ہے اسیطرح بحوالہ شرعۃ الالٰہیہ
جو مضمون نقل کیا اور رسالہ مذکورہ مین عبدالرحمن مغربی حنفی و نصیر الدین ودودی شافعی و ابن الفضل و احمد
بن حسن کا حوالہ دیا بدون اثبات اعتبار شرعۃ الالٰہیہ اونکے خصم پر حجت نہین جب اون لوگون کی
کتابونمین جبتکہ ان وجوہ نامعتمد کتابون قول معتمد شرعیہ مین حوالہ بتایا جاتا ہے یا اور کسی معتمد و معتبر
کتاب مین اونکے حوالے سے یہ مضمون دکھلا دینگے یا شرعۃ الالٰہیہ قول معتمد کا اعتبار ثابت کر دینگے
اوسوقت مستحق جواب ہونگے اور ذخیرۃ السالکین و نور الیقین کسکے نزدیک معتبر ہین اور تحفۃ القضاۃ
قاضی دولت آبادی کا مبتلا بایہ بہم غفیر علماے محققین و متبحرین شرعیہ مین کیا وقعت رکھتا ہے

اور جو عبارت کہ عبد الرحمن مغربی و نصیر الدین وودی و احمد بن حسن کی طرف نسبت کی اور ان کا
ذخیرۃ السالکین و مؤلف نور الیقین کا اگر صحیح ہو تو معنی بدعت پر مبنی تھا بالفلان اوسکا مقدمہ رسالۂ
ہذا ستا کہ تحقیق معنی بدعت مین ہے بخوبی ظاہر ہوا قطع نظر ان سب امور کے یہ لوگ تقسیم بدعت کے
قائل تھے یا منکر پچھلی صورت مین قول اونکا خلاف اجماع لا اقل مخالف اوس مذہب منصور کے ہے
جو عہد صحابہ سے معمول جمہور اہل اسلام رہا اور اشارات حدیث سے بروجہ احسن ثابت ہوا اور پہلی
تقدیر پر بدون اثبات و بیان حرج شرعی کے دعوی بلا دلیل ہے شاید اصل اباحت سے وہ ہول یا اونکو
غلطی کی ورنہ قائل کراہت ہونگے کیا گنجائش تھی اور صحیفے بقول شخصے بدنام کنندۂ نکونامی چند
مولوی بشیر قنوجی نے جناب مجدد الف ثانی کو بھی مانعین مولد مین شمار کر لیا اور اس دعا کے
ثبوت مین جو مکتوب شیخ کا نقل کیا اوسے بھی خاک نہ سمجھا اسقدر تو سمجھ لیتے کہ وہ کس مجلس کو منع
کرتے ہین اور مقصود حضرت کا نعت سے کیا ہے مکتوب مذکور کے شروع مین لکھا ہی اندراج یافتہ بود

کہ اگر مبالغہ در منع سماع متضمن سماع مولود کہ عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن ست

نیز بود اخوی اعزی میر نعمان و بعض یاران اینجا کہ در واقعہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم را

دیدہ اند کہ ازین جہت کہ مولود بسیار راضی اند بزنہار کہ شنودن مولود بسے مشکل ست مخدوما اگر

خواب را اعتبار بود الخ دیکھو کلام اوس میں ہے کہ ضمن سماع مین معمول و مروج تھا اور اس امر کی تصریح
اونکے دوسرے مکتوبات سے ظاہر اور نیز یہ کلام صریح ہے کہ باوجود اشتمال و تضمن سماع کے بھی انکار
عمل مولد سے بحض تشدد اور اس مصلحت پر کہ لے اسکے لوگ ارتکاب مناہی سے باز نہ آئینگے یعنی ہے
بعد ہا اقوال مجدد صاحب اور اعمال طریقۂ مجددیہ اصول مانعین اور تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کے
رو سے شرک و بدعت مین داخل و مخالفین بھی مجدد صاحب کو مانینگے یا وہ صرف مسئلۂ مولد ہی مین
مستند یا ہوا ہوئین با اتباع اسمعیل دہلوی معاذ اللہ اور علمائے شریعت و مشائخ طریقت کے طرح

مرتکب محرم و شرک و بدعت قرار پائینگے اور سب جانتے ہیں دیکھئے خاص مانحن فیہ مین مجدد صاحب نے
کیا کچھ ثابت ہی جلد ثالث کے مکتوب صد و ہفتم مین لکھتے ہین امروز طعامہای متلون فرمودہ
ایم کہ بروحانیت آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام برسد و مجلس شادی سازند الخ کیا یہ مضمون نظر سے
نہین گذرا یا دانستہ ہضم کر گئے اسی طرح نظر مدقق سے تناقض اقوال و تخالف احوال دیگر اکابر کے
کلام مین کر کیونکہ بہم مانعین اصل مولد کے منکر قرار پائے ہین ممانعت کو وجود سماع وغیرہ امور پر محمول کرنا
ضرور اور فاکہانی کا انکار بعد اتفاق جمہور خاص و عام بلکہ اجماع سکوتی اہل اسلام قابل التفات
نہین معہذا انکار اصل پر مبنی تھا بعد ثبوت اصل کالعدم ہوگیا انہین بزرگوار یعنی بشیر صاحب قنوجی کی
دوسری کارگذاری اس سے بڑھکر ملاحظہ کیجیے کہ رسالہ غایۃ الکلام مین ایک رسالہ عربیہ از نام ناصر فاکہانی
بنام نہاد جواب رسالہ امام جلال الدین سیوطی نقل کر دیا ہے جسکا حال یہ ہے حضرت یہ ناصر مفروض کون ہے
کس زمانہ مین تھا کس نے اوس سے استناد کیا یا اوسکے رسالہ کو معتبر ٹھہرایا ان امور کا جواب ایک طرف
دنیا مین اوسکی پیدائش کا بھی پتا نہ چلا سوا اسکے جو کلام اس مفروض کیطرف نسبت کیا ہی اوسی
خبط و خرافات کو متقشفین جو مانعین وقت کی زبان پر جاری رہتے ہین اور اہلسنت کی طرف سے بارہا اونکے
جواب ہو چکے ہین ظاہرا انہین حضرات نے اس غرض سے بنا لیا ہی کہ اپنے اصول مخترعہ دوسرے کی زبان سے
نقل کرین کہ لوگ سمجھین یہ حضرات ہی ایسے امور کو منع اور ان اصول سمجھے سے استناد نہین کرتے بلکہ
اگلوں مین بھی ایسے گذرے ہین ایسی حرکات لاطائل سے اگرچہ بعض عوام بیچارے دھوکے مین آجائین مگر جو ذرا بھی
علم و دانش رکھتا یا علما کا صحبت یافتہ ہے اوسکے نزدیک ایسے مجہول بلکہ نامخلوق سے استناد
نہ فقط باطل و فضول ہی ہے بلکہ یہ بات اچھی طرح ظاہر کرتا ہی کہ ان حضرات کو اپنی خرافات کی تائید مین
علما اور کتابوں کے نام بنا لینے اور بیکار باتین اور مہملات پیش کرنے کے سوا کچھ نہین آتا اور جب رسالہ
ناصر فاکہانی جو قول معتمد و شرعیہ الٰہیہ و زنادقین وغیرہ کا یہ حال اور ان علما کو اونکے حوالہ سے خواہ بدون

والا انھین سے شمار کرتے ہین اقتباس استناد مین وہ اختلال اور ابن الحاج کا کلام مضطرب اور تاج
فاکہانی مالکی کا قول بسبب مخالفت سواد اعظم مسلمین اور رد کرنے علمائے دین کے اور نیز اسوجہ سے
کہ انعدام اصل پر مبنی تھا بعد ثبوت اصل مضمحل ہو گیا اصلا لائق استناد و قابل لحاظ نہین تو بشیر الدین صاحب
قنوجی اور نواب صاحب بہادر بھوپالی ذکر بہائی محمد حسن خان متوفی اور سید امداد علی صاحب ڈپٹی کلکٹر
یا دوسرے درجے مین مؤلفین رسالہ امتناعین و رسالہ نواب صاحب جہانہ والی ٹونک اور ان حضرات کے
بعض اقران و امثال کے سوا کوئی مانع اس مجلس مبارک کا جسمین کلام ہی باقی نرہا آپ اہل اسلام سے
انصاف طالب ہون کہ بمقابلہ آیات و احادیث و اقوال ائمہ دین و علمائے راسخین جنسے مخالفت و
موافقت سب بدلائل اور انھین پیشوایان شریعت و مقتدایان ملت سے جانتے ہین اور اتفاق جمہور
اہلسنت و عمل اکابر شریعت و طریقت بلکہ اکثر خاص و عام اہل اسلام مصر و یمن و روم و شام و
مغرب و عجم و عرب بالخصوص علما و صلحائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامت کے امر دین مین
ان صاحبون کیلئے اعتبار اور انکے بیان پر کچھ بھی اعتماد کی گنجائش ہے اور ان حضرات کا انکار کیونکر
امر دین ضعف دین و ملت اور دوسرے مذہب کی حکومت دیکھکر محض ہوائے نفس و فساد عقیدت سے
اسکے مرتکب ہوئے کچھ بھی وقعت رکھتا ہے اور باوجود تصریحات علمائے دین و ائمہ محققین
مغالطات وہابیہ سے پریشان ہونا اور باوصف ایسے ثبوت کے ان صاحبون کے مجرد کہدینے سے
استحسان و استحباب مولد مین تردد کرنا کیا مقتضے عقل و دیانت کا ہے کیا قول جمہور جنکی نسبت حدیث
صحاح مین وارد ہے اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار اتباع کیلئے
کفایت نہین کرتا اور دس پانچ نام کتابون اور علما کے اون مین ملا لکھکر یون نام بیان کیے [illegible]
بطور نمونہ مشتی حیلے ذکر کردیا گیا [illegible] اور علما کی طرف غلط نسبت [illegible] جمہور [illegible]
نام کتب و علما کے بنا لینا کیا [illegible] اور [illegible] مخالفت سواد اعظم [illegible]

حضرات وہابیہ سے دفع ہو سکتا ہے اور وعید شدید من شذ شذ فی النار سے اونھین نجات
دیتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم گیارھوین دلیل
ابن خلکان اپنی تاریخ مین لکھتے ہین واما احتفالہ بمولد النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم فان الوصف یقصر عن الاحاطۃ بہ لکن نذکر طرفا منہ وھو ان اھل
البلاد کانوا سمعوا بحسن اعتقادہ فیہ فکان کل سنۃ یصل من البلاد القریبۃ
من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرۃ وسنجار ونصیبین وبلاد العجم وتلک
النواحی خلق کثیر من الفقہاء والصوفیۃ والوعاظ الخ حاصل یہ کہ سلطان
اربل جو محفل مولد اقدس کرتے وصف اوسکے احاطہ سے قاصر ہے لیکن ہم کچھ قدر قلیل بیان کرتے ہین
شہرونکے لوگون نے حضرت سلطان کا حسن اعتقاد مجلس مبارک کی نسبت سنا تو نزدیک کے
شہرون مانند بغداد شریف وموصل وجزیرہ وسنجار ونصیبین وعجم کے شہرون اور اوس اطراف سے مجمع کثیر
فقہا وصوفیہ وواعظین کا وہان جمع ہوتا امام ابو الخیر سخاوی لکھتے ہین ثم لازال اھل
الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور
البھجۃ الرفیعۃ یتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون
السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر
علیھم من برکاتہ فضل عظیم یعنی ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف اور بڑے شہرون مین
ماہ ولادت حضرت رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مین عجیب عمدہ امور کا مونپر مشتمل کرتے رہے
اور اس مہینے کی راتوں مین انواع صدقات واظہار سرور وتکثیر حسنات واہتمام قرات مولد شریف
عمل مین لاتے ہین اور اوسکی برکات سے فضل عمیم اونپر ظاہر ہوتا ہے امام ابن الجزری نے بھی

گیارھوین دلیل

اسکی مثل فرمایا ہی امام قسطلانی کی عبارت مواہب لدنیہ سے جو تحقیق میں اوپر گذری اور سبط
ابن جوزی کا کلام بھی کہ اعیان علما و صوفیہ مجلس سلطان اربل میں حاضر ہوتے تھے اور مولانا علی قاری
موردالروی میں اہل حرمین و اہل عجم کا مجلس کرنا تحریر فرماتے ہیں امام حافظ ابن جوزی
محدث رحمہ اللہ تعالی نے بھی رسالہ مولد میں اہل حرمین و مصر و یمن و تمام ملک عرب کا
مجلس کرنا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار سرور و زینت و خیرات کی کثرت اور مولد پڑھنے اور سننے میں
اہتمام بلیغ کرنا ذکر کیا ہی اور فرماتے ہیں کہ ببرکت اس عمل کے اجر جزیل و فوز عظیم حاصل کرتے ہیں
اور تجربہ کیا گیا ہی کہ بدولت محفل شریف کے تمام سال خیر و برکت و سلامت و عافیت اور فراخی
رزق میں اور زیادتی مال و دولت اور امن و امان شہروں اور چین و آرام گھروں میں اونکو حاصل
ہوتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے ماثبت بالسنۃ میں اہل اسلام کا ربیع الاول
شریف میں مجلس کرنا اور صدقہ دینا اور بجہت قرأت مولد و اظہار سرور و فرحت کے برکات کا اونکو لیے
ظاہر ہونا نقل فرمایا ہے اور مولانا رفیع الدین خان صاحب مرادآبادی جنکی بعض رسائل تحسین
نواب بھوپالی بہادر کلمۃ الحق میں استناد کرتے ہیں اپنے رسالہ میں کہ احوال سفر حج میں ہی لکھا ہی
اونکے روز بارہویں تاریخ نماز فجر کے بعد مجلس مولد منعقد ہوتی حرمین شریفین و شام و مصر و
روم و مغرب و عراق کے شہروں میں عادت مستمرہ ہی کہ اس دن بجہت ولادت آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کے نشانی جمیع خیرات و مبرات [illegible] تمام برکات سے عید میلاد کہتے ہیں اور عید کی طرح
لباس فاخرہ پہنتے اور تہنیت و مبارکباد کہتے ہیں اور قصہ میلاد شریف کا کہ علمائے اعلام نے
فصیح عبارتوں کے ساتھ انہوں رسائل میں لکھا ہے پڑھتے ہیں اور باہم شیرینی و ضیافت کرتے ہیں
اور اس عمل کو غنیمت اور [illegible] تمام سال کی عافیت کے واسطے تجربہ کیا ہے اگلے سلاطین اسلام
اس بات میں تاکید [illegible]

یہ مجلس نماز مغرب کے بعد مولد شریف مین منعقد ہوتی ہے اور مدینہ سکینہ مین اول روز مسجد
شریف مین آور خرچ اسکا حضرت سلطان روم کی سرکار سے ہوتا ہے فقیر نے کہ اس سال
شرف ورود مدینہ طیبہ سے مشرف ہی دیکھا شب کو اور دن تیسرے روشنی عجب مسجد شریف مین ہوتی
اور شمعین مسجد مین منبر پر رکھا گیا اور شیخ الحرم قاضی و مفتی و جمیع اکابر و خواص و عوام سب حاضر ہوئے
اور خوشبو سلگائی اور چار آدمی باری سے منبر پر گئے ہر ایک نے پہلے روضۂ مقدسہ کیطرف
منہ کر کے اسطرح جیسے اجازت چاہتا ہے تھوڑی دیر قیام کیا پھر مولود مسید جعفر برزنجی کا
کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے پڑھا اور اس مجلس مبارک مین دستور ہے کہ جب ذکر ولادت اقدس کا
آتے ہین قاری سب حاضرین کھڑے ہو جاتے ہین اور درود شریف کی اوسوقت تکرار کرتے ہین
پھر بیٹھ جاتے ہین بعد ختم مولد کے شربت و گلاب سلطان روم کی طرف سے حاضرین کو تقسیم ہوا
اور بادشاہ کے خزانچی نے خلعت فاخرہ شیخ الحرم اور قاضی و مفتی حنفی اور نائب الحرم اور شیخ الخطبا
اور دیگر ارباب خدمات کو پہنچائے اور اشرفیان اعیان و اکابر خدام حرم محترم کو بقدر مراتب تقسیم کین
اور یہان کے اغنیا بھی اپنے گھر وہین مجلس کرتے ہین بالجملہ امام ابن جوزی و ابن خلکان و حافظ امام
سخاوی و امام جزری و امام قسطلانی و ملا علی قاری و سبط ابن جوزی و شیخ عبد الحق محقق دہلوی
و مولوی رفیع الدین مرادآبادی کہ سب مستندین و معتمدین مانعین عصر سے ہین بہت بلاد اسلام کے
علما و غیرہم کا مجلس کرنا یا شریک ہونا بیان کرتے ہین اور ابن خلکان تعہد و صدقہ و عظیم
موصل و جزیرہ و سنجار و نصیبین و بلاد عجم کا وہین حاضر ہونا اور ملا علی قاری اہل حرمین و بلاد
عجم کا اور مولوی رفیع الدین خان مرادآبادی اہل حرمین کے ساتھ سکان روم و شام و مصر و
مغرب و عراق اور امام ابن جوزی اہل حرمین و مصر و یمن اور تمام ملک عرب کا مجلس کرنا تحریر فرماتے ہین
اور امام سخاوی و امام ابن الجزری و شیخ محقق و امام قسطلانی علاوہ اسکے یہ بھی لکھتے ہین کہ ہمیشہ سے اہل اسلام

رمجلس کرتے ہین اور شہادت جماعت کثیر جنمین بعضے مستند ہین حضرت کا بیان مفید یقین ہے ثابت کہ بفضلہ
تعالی اب تک ان ملکون مین مجلس مبارک بطریق معمول بدو رائج ہے جیسے تامل ہو موسم حج مین
ان سب بلاد کے باشندون سے کہ وہان حاضر ہوتے ہین دریافت کر لے خواہ حاجیون کی معرفت
تحقیق کر لے اور زمانہ سابق مین بھی ایک شخص کے سوا علمای معتبرین مستندین سے کسی نے کلام
نکیا تو قطع نظر عدم صحت مبنی انکار خلاف اونکا تعامل مین کچھ حرج نہین کہ اشباہ مین ہے
انما تعتبر العادة اذا اطردت او غلبت اور نہ اعتبار تعامل کے لیے عصر صحابہ سے
توارث شرط اور نہ تحقیق رواج اوسکا جمیع بلاد مین اور علم اوسکی تحقیق کا ضرور چنانچہ ان سب
امور کی تحقیق تام و تنقیح تمام ہماری رسالہ اصول الرشاد مین مذکور اور اوسی سے ثابت کہ فقہا نے
تعامل کو عبادات مین بھی اعتبار کیا ہے بالجملہ عمل مولد معمول و متوارث مسلمین و سنت و طریق
مومنین ہے اور تعامل و توارث و عادت و سنت مسلمین بتصریح فقہا و اصولیین از جملہ دلائل شرع
متین ہے کتب فقہ مین صدہا جزئیات اوسپر متفرع کیے بلکہ اتباع اوسکا قرآن مجید سے واجب
اور اوسکی مخالفت پر وعید شدید وارد ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين
له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم
وساءت مصيرا ۝ بارھوین دلیل ہم استحسان مولد کو اجماعی بھی کہہ
سکتے ہین کہ حنفیہ اور جمہور علما کے نزدیک اتفاق بعض کا کسی قول خواہ فعل پر اور سکوت و عدم تعرض
باقی لوگون کا تین دن تک مجلس علم مین ایک قسم کا اجماع ہے جسے اجماع سکوتی کہتے ہین
اور اسجگہ علم بعدم مخالف ضرور نہین بلکہ عدم علم بمخالف خصوصا بعد امتداد زمانہ تامل کو کافی
كما في التحقيق شرح الحسامي اذا نص بعض اهل الاجماع على حكم
في مسئلة قبل استقرار المذاهب على حكم تلك المسئلة وانتشر ذلك

بارھوین دلیل

بان اہل العصر ومضت مدة التامل فیہ ولم یظہر لہ مخالف کان ذلک اجماعا عند جمہور العلماء ویسمے اجماعا سکوتیا اور متکلمین مذہب

جدید کو بھی اسکا اعتراف ہو وانچہ واکثر اصحاب وقرن باسکوت باقیین بلا انکیر احداث

خروج بود بمنزلہ سبیل وخلق جمیع اصحاب ہمہ قرن باشد اور بحوالہ شرح حسامی مخالفین کے

طور پر بھی کہہ سکتے ہین کہ عصر صحابہ کے سوا علم باتفاق کل ممکن نہین تو علم بالسکوت بدرجہ کسطرح

غار نہین ہو سکتا بلکہ عدم ظہور مخالف ہی کافی ہوگا ورنہ محدثات عصر تابعین بھی بدعت

ضلالت مین داخل ہو جائینگے کہ اتفاق بقیہ تابعین کسی امر مین ثابت نکر سکینگے انھین

متکلم قنوجی نے تدوین علوم وتعلیم تعلم صرف ونحو واعراب قرآن مجید وغیرہ کو مجمع علیہا ٹھہرایا

کیا صحابہ نے ان امور پر اجماع کیا ہے یا تابعین خواہ تبع تابعین کا اتفاق ان مسائل مین

بمعنی علم بحال کل فرد ثابت ہو گیا تو سوا عدم ظہور مخالف کے اور کیا معنی ہو اور اجماع کچھ

اجماع مجتہدین ہی مین منحصر نہین نواب صاحب بہادر کلمۃ الحق مین لکھتے ہین و باید اہل اجماع

کسانے بوند کہ مجتہد بوند مگر در چیزے کہ مستغنی عن الاجتہاد باشد ومبتدع وفاسق وہوائے نفس

و بکھیو مانعین کے رئیس المتکلمین کو بھی مسائل مستغنی عن الاجتہاد مین صاف اعتراف ہی

کہ اہل اجماع کا مجتہدین سے ہونا ضرور نہین اور یہ قید مبتدع وفاسق وہوائے نفس محض

فضول کہ قول وفعل مجتہدین کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن بلا وجہ شرعی مجرد وہم وخیال

مجتہدین خواہ علماء وائمہ غیر مجتہدین کی رائے وعمل مین اس احتمال کو قائم کرنا متعصب مخفیہ کے

سوا دوسرے سے کب ہو سکتا ہی حاصل کلام یہ کہ جب عمل مولد زمانہ سلطان عالم حلول

شاہ اربل میں شائع ہوا علماء ومشائخ اطراف واکناف بشہادت ابن خلکان اوسمین حاضر

ہوتے اور بشہادت امام سخاوی وامام ابن جزری وامام قسطلانی وعلامہ حسین دیشیخ محقق دہلوی ہمیشہ

اہل اسلام اقطار و بلاد مین مجلس کرتے اور بگواہی حافظ عماد الدین بن کثیر ائمہ اہلسنت و سلاطین
ملت سے اوسکی ثنا کرنا اور اچھا سمجھنا ثابت ہی اور اُس زمانے مین کسی سے انکار و اعتراض ظاہر ہوا کفا کہانی
وغیرہ کا اوس وقت وجود بھی نتھا اور عدم ظہور مخالف سبب تحقیق ہے تحقیق تحقق اجماع سکوتی کے لیے کافی ہے
تو اوس عصر مین اجماع سکوتی منعقد ہولیا اور جب ایک حجت شرعی اوسکے استحسان و عمل پر قائم
ہو گئی تو انکار فاکہانی کسی طرح اس حجت کو رفع نہین کرسکتا اور اہل اجماع کا مجتہد مطلق ہونا باعتراف
رئیس المانعین بھی ضرور نہین کہ مسئلہ قواعد شرعیہ سے موافق اور مقاصد دین سے مطابق اور
عمومات نصوص و اشارات و دلالات کتاب و سنت سے ثابت ہے اور نیز مسلم الثبوت مین ہے علی
ان اتفاق المحققین علی امر الاعصار حجة کالاجماع یعنی اتفاق محققین
بوصف درازی کے اجماع کی مانند حجت ہے اب مانعین عصر شاہ اسمعیل ہو یا ائمہ معتمدین مستندین
فی الدین سب نے انکار و اعتراض اس عمل پر نا پسند کیا ہے یا اوسکا حجت شرعیہ سے ثابت ہونا
تسلیم کیا ہے اور بالفرض فاکہانی وغیرہ جو اوس عصر کے بعد انکار کیا ہو گیا اگر اوسکا قول حادث
اجماع کو قائم نہ رکھے تاہم مخالف جمہور ہونے مین شک نہین ہے سو وجہ سے رد ہوجائیگا اور جو اوسکا اتباع
کریگا بلا لحاظ اتباع خود منکر ہو گا اوسکا قول بھی اسی طرح مردود ہو گا اور یہی تقریر صدی ہو وانہ ہم کی نسبت بھی
کرسکتے ہین کہ ظہور نجدیہ وشیوع مذہب اسمعیلیہ سے پہلے اوس زمانے مین کوئی منکر اوس مجلس مبارک کا
معترض نہ تھا تو انکار متکلمین مذہب جدید خرق اجماع یا اقل مخالفت جمہور کا التزام قائم ہوا اس
زمانے کا حال تو نہایت ظاہر کہ عوام و خواص سے ایک شخص بھی اوسکے استحسان مین کلام نہین کرسکتا
یہانتک کہ انکار مجلس مبارک خاص وہابیت کی علامت ٹھہرا ہے اور اس تقریر سے مخالفین کا مغالطہ
کہ عمل مولد کو مختلف فیہ ٹھہراتے ہین اور اس بنا پر تتمہ اثر ابن مسعود و مارآہ المسلمون قبیحا الخ کو
اول کا معارض بتاتے ہین بخوبی حل ہو الحمد یہ ہو کا بھی کہ مجوزین شافعیہ مین سوا ملا علی و شیخ

محقق دہلوی کے حنفیہ سے کوئی قائل نہوا محض باطل اور شہادت علمائے دین و ائمہ معتمدین مانند حافظ
سخاوی و علامہ حسین خمیسی و امام قسطلانی و امام ابن الجوزی وغیرہم کے جنکی ثقاہت و عدالت آفتاب نیمروز سے
زیادہ ظاہر بلا قید حنفیت و شافعیت علما و مشایخ کا عمل مولد کرنا یا اوسمین حاضر ہونا اور اوسے مستحب سمجھنا
ایک کھلی بات ہے کہ کسی ذی عقل ذی انصاف کو مجال کلام نہین بلکہ یہ چارون امام اہل اسلام مین بلا قید کسی مذہب کے
ہمیشہ شایع رہا اس عمل مبارک کا بیان فرماتے ہین اور کسی نے اہل مذاہب سے اوسمین کلام نکیا تو تعامل
مذاہب اربعہ اور اونکے قبول کر لینے مین کچھ شک نہ رہا اگر حنفیہ کو اس مسئلے مین کلام ہوتا تو باوجود ابتلا عام
خصوصا بعض خواص حنفیہ کی کتب متداولہ مین اس فعل کی ممانعت ضرور کرتے اور جب ایسے مسائل مین
استناد صرف حنفیہ سے چاہیے دوسرون سے کفایت نہین کرتا تو مانعین کو حوالہ فاکہانی مالکی وغیرہ کا
کب مفید ہے حنفیہ سابقین سے کہ متقدمین ہون بحوالہ اونکی کتب مشہورہ متداولہ یا ایسے متقدمین کی
جنکی نقل قابل اعتماد و اعتبار ہو ممانعت اس عمل کی بتصریح ثابت کرین وہ ورنہ شرط الفتاء خیریہ کچھ نہی
شیخ عبد الوہاب حنفی و امام سیف الدین شیخ و علامہ ابن طغربک و علامہ شمس الدین صاحب مجمع البحار
وغیرہم سب اکابر حنفیہ جنکے نام نامی سابق مذکور ہوئے اور مولوی ولی اللہ صاحب دہلوی کی
عبارت اور اونکے والد شاہ عبد الرحیم کی بشارت بھی دسوین دلیل مین منقول آیا یہ لوگ علمائے
حنفیہ سے نتھے خدا جانے حضرات وہابیہ کے نزدیک حنفیت کسے کہتے ہین اور بالفرض حنفیہ سے
کسیکا قول منقول نہوتا تو جس حالت مین یہ عمل مبارک عموم آیات و احادیث و اشارات و
دلالات کتاب و سنت و اصول و قواعد ملت حنفیہ سے ثابت اور مصالح کثیرہ پر مشتمل اور مقاصد
دینی سے موافق ہے اور ہمارے ائمہ ثلثہ وغیرہم مشیان مذہب سے مخالفت اوسکی اصلا ثابت
نہوئی تو ہمین شافعیہ کے ساتھ خصوصا تعامل خاص ایسے مسئلے مین اتفاق کرنے سے کون مانع تھا
سادگی ان صاحبون کی کہانتک بیان کیجائے او غلطیات کہدینے پر جرات تو ان حضرات کے

حصے مین ہو جو چاہتے ہین فرما: یقین ہین **تیرھوین دلیل** ہم رسالہ اصول الرشاد کے قاعدہ

یازدہم مین بخوبی ثابت کر چکے ہین کہ تعامل حرمین شریفین حجت شرعی ہے اور امام شافعی و امام ابو یوسف

رحمہما اللہ تعالی مسئلہ اذان فجر مین اسی اصل سے احتجاج کرتے ہین امام مالک رحمہ اللہ تعالی صرف

اجماع اہل مدینہ کو بھی حجت کہتے ہین اور طرفین رحمہما اللہ تعالی سے انکار ثابت نہین بلکہ فقہا سے

حنفیہ مین اوس سے استناد جاری ہوا و مخالفت پر حکم کراہت کا دیتے ہین اور اعتراف فرمایا ہے کہ

امام اعظم رحمہ اللہ تعالی نے مسئلہ اذان مین اس اصل پر عمل نہ کیا بلکہ اوسکے خلاف حکم دیا مجرد مخالطہ سے ہی

کیا ہے یہ عبارت نظر سے گذری **والحجۃ علینا لنا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام**

لبلال الحدیث یا اسقدر بھی نہین سمجھتے کہ اقوی پر عمل کرنے سے دوسری دلیل شرعی کا حجت

ہونا باطل نہین ہوتا ہان اوسکے مقابل اوس جگہ مضمحل سمجھی جاتی ہے جس طرح حدیث آحاد بمقابلہ

نص قطعی اسی طرح قول مشکل فتوحی کا کہ حسن معمولات حرمین بحجج شرعیہ سے ثابت نہین نرا سفسطہ ہے

کہ وہ خود حجت شرعی اور ہمارے لیے احتجاج مجتہدین کافی ہوا اور جب یہ بات کہ معمولات حرمین شریفین حجت

اور جسے وہ مستحسن فرمائین اوسے ثواب سمجھکر عمل مین لائین بشرط عدم مزاحمت شرع و ثبوت مخالف

وہی مستحسن ہے تو محل ہوا کیے کہ طیبین مکرمین کے معمولات و مستحسنات سے ہو استحسان کیا شک رہا

چودھوین دلیل پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خطاب فرماکر احسان

اپنا اوس جناب پر بیان کرتا ہے **ورفعنا لک ذکرک** اور ہمنے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کیا

اور اسے اپنی عمدہ نعمتوں اور بڑے احسانات سے شمار فرماتا ہے اور بعض مفسرین نے کریمۂ **انا اعطیناک**

الکوثر مین کوثر کو رفعت و شہرت و کثرت ذکر کے ساتھ تفسیر کیا ہے یہان سے ظاہر کہ ناموری

شہرت اور ذکر حضور کی کثرت حضرت عزت عز جلالہ کو منظور و محبوب ہے ولہذا ہمیشہ سے اسباب

اوسکے جمع فرمائے تا مہاہی اونکا بہشت کے ہر قصر و غرفہ و دیوار و دروازہ و پردہ و اوراق سدرہ

سینۂ حور و ملک وغیرہ پر لکھا اور ساق عرش پر اپنے اسم گرامی کے ساتھ تحریر فرمایا قرآن مجید مین
اکثر امور اپنے ساتھ حضرت رسالت کی طرف بھی منسوب کیے پچاس مقام سے زیادہ حضور کا ذکر
ذکر الہی کے ساتھ موجود ہی شفائے قاضی عیاض مین بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ
مرفوعا آیا ہی کہ جبریل نے میرے پاس آکر کہا خدائے تعالی فرماتا ہی تم جانتے ہو مین نے تمہارا ذکر کسطرح
بلند کیا مین نے کہا خدا خوب جانتا ہے ارشاد ہوا اذا ذکرت ذکرت معی جب مین ذکر کیا جاؤن
تم میرے ساتھ ذکر کیے جاؤگے تمام انبیائے سلف علیہم الصلاۃ والسلام سے حضور کی تصدیق و
نصرت کا عہد لیا جسکے سبب سب پیغمبر اپنے وقت مین حضور کی تصدیق فرما گئے اور حضور کے محامد
جلیلہ بیان کرتے رہے مسلمانوں کو حضور پر درود و سلام بھیجنے کا حکم اور فرشتون کو اس کام مین مشغول کیا
اور خود بھی اس طرف متوجہ فرمائی حضور کی اطاعت تمام عالم پر فرض کی اور حضور کی محبت ایک جہان کے
دلمین پیدا کردی ہر زمانے مین بیشمار آدمی جو حضور کی فرمانبرداری و پیروی کا دعوی کرتے ہین
اور لاکھون کروڑون مشتاق نام نامی کو حرز جان اور ذکر والا کو ورد دل کی دوا سمجھتے ہین کلمہ طیبہ و
اذان و تشہد مین حضور کا ذکر اپنے ذکر سے مقترن کیا کہ اطراف عالم و ربع مسکون مین حضور کا نام نامی
خدا کے ساتھ منبرون اور مینارون اور مساجد و محافل مین پکارا جاتا ہی ولادت باسعادت کے
قریب اور خاص اوسوقت غرائب واقعات اور طرح طرح کے ارہاصات ظاہر کیے جنکی وجہ سے کرۂ
خاک سے فلک الافلاک تک اس واقعۂ عظیم کا چرچا ہوا اور ملائکہ و جن و وحوش و طیر ولادت شریف سے
واقف ہوگئے اور جسقدر ناموری و شہرت حضور کی اوس عالم مین ہوگی اوسکا بیان طاقت انسان سے
باہر ہے یہ اعتقاد چاہیے کہ اس عالم کی شہرت اوس سے کچھ نسبت نہین رکھتی کہ تفصیل اوسکی متعسر ہے
حالانکہ مین یہ بات احادیث و آیات اور مالک حقیقی کے احکام و معاملات سے اچھی طرح ظاہر ہوئی
کہ حضور کی ناموری و شہرت و ذکر شریف کی کثرت حضرت احدیت کو مقصود ہے تو کیونکر ہو (؟) کلا جمیع

مجالس مین بیان کرنا اور اہل اسلام کو باہتمام تمام ایسی مجلس مین بلانا اور محامد شریفہ ومناقب جلیلہ
خصوصا قصۂ ولادت شریفہ کہ غرائب حالات وعجائب معاملات پر مشتمل اور عمدہ اسباب شہرت
ذکر کو متضمن ہی سراسر مقصود شارع سے مناسب اور اسوجہ سے بھی شرعا محمود ہی اور جب شارع نے اوسکے لیے
کوئی ہیئت ووضع معین نہ فرمائی اور کسی خاص وقت وصورت مین منحصر نکردیا تو جس وضع وہیئت کے
ساتھ کیا جائے مطلوب کا ایک فرد ہوگا اس تخصیص وتعیین لزوم فرضیت سے ہو نہ منافی ہان کسی وضع و
ہیئت کے ساتھ باین لحاظ معین کردینا کہ دوسری صورت اصلا جائز نہین جس طرح مانعین موارد شرع مین
منحصر اور انھین پر مقتصر کرتے ہین تشریع من عند نفسہ اور تعمیم شارع کا صریح ابطال ہی اور جب خدا قدیر کو
اپنے پیارے رسول کی شہرت ونامورئ اور ذکر حضور ہر طرح کثرت سے منظور ہے تو آپ صاحبوں کی تدبیر اوسے
مٹانا معاندہ اوسمین اصرار خدا کی تقدیر سے مقابلہ ہے دیکھیے جسقدر آپ اوسکے مٹانے مین کوشش کرتے ہین
اوسیقدر مجالس ذکر کی کثرت ہوتی ہی اور اہل ایمان محبت کے دلونمین ایسے امور کا شوق بڑھتا ہے واللہ
متم نورہ الآیہ یاد کیجیے اور سعی رائگان وتدبیرات فضول سے ہاتھ اوٹھائیے چہارم ہر چند مجوزین بدلیل
ذکر ولادت وغیرہا احوال شریفہ جسکے لیے یہ مجلس منعقد ہوتی ہی بلا ریب ذکر مبارک حضرت رسالت صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم ہے اور ذکر رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم باقرار مانعین بھی ایک عبادت پس ذکر ولادت
عبادت ہی اور اس عبادت کے لیے شرع مین کوئی ہیئت وخاص صورت مقرر نہین تو حکم عموم واطلاق پر
رہیگی اور جس کیفیت سے ادا کیجائے ضلالت نہین ہوسکتی اور بعد کی اس مجلس کے لیے عبادت کی طرف
دعوت تو استحسان ہیئت کذائی بخوبی ثابت ہے پنجم مجوزین بدلیل ودلائل سابقہ سے بخوبی ظاہر ہوا
کہ ذکر رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم مطلقا مستحب ومستحسن ہے اور اس زمانے مین منکرین ومخالف انکی
مجالس وعظ ومجامع مسلمین مین اہلسنت کے لحاظ پاس سے حضور کے حالات رفیعہ واذکار شریفہ و
فضائل وکمالات ومراتب ومقامات بکمال کشادہ پیشانی بیان اور ایسے بیان کی خوبی اظہار کرتے ہین

لوگ اونھیں ذکر ولادت کے حسن و خوبی کا معترف و معتقد اور محبت و عقیدت حضور میں صادق سمجھیں گو
بعض متعصد کی خبث طینت و فساد عقیدت کے چھپانے پر بھی قدرت نہیں رکھتے حسن ذکر شریف کا انکار
کرکے اپنے ہم مشربوں کا حال باطن ظاہر کر دیں متکلم قنوجی نمایۃ الکلام میں لکھتے ہیں حسن مطلق ذکر
رسول اللہ ممنوع ست نعوذ باللہ من ہذا الکلام خیر ہمیں کہ چھپے باطن سے کیا کام اونکے اقوال اور
ظاہری احوال پر نظر کرکے کہتے ہیں کہ اکثر مانعین بھی حسن مطلق کے معترف ہیں بلکہ اونکے رئیس المتکلمین [illegible] کو
دلیل ہے مغتنم میں ذکر ولادت باسعادت کو فی نفسہ مستحب و محبوب لکھتے ہیں اور اوسکے حسن اصلی فی نفسہ کا
نہایت شد و مد کے ساتھ اقرار کرتے ہیں اور مطلق نظر الی ذاتہ تمام خصوصیات میں اپنے حکم کا اقتضا کرتا ہے گو
بعض جگہ کوئی عارض مانع ہو اور جو شخص حکم مطلق خصوصیات میں جاری کرے متمسک باصل ہے کہ اپنے
دعوی کے اثبات میں حکم مطلق کے سوا کسی دلیل کا محتاج نہیں خود رسالہ بدعت میں کہ مانعین عصر کے
امام زمانہ اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف ہے اس مضمون کی تصریح ہے اور نیز قاعدہ چہارم اصول الرشاد میں بتحقیق جمیع
بحوالہ کتب اصول اس مدعا کو بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ حسن مطلق حسن مقید کے اثبات میں کفایت کرتا ہے
مگر جبکہ وہ خصوص خاص مخالف و مزاحم شرع و منہی عنہ ہو تو جب تک مانعین بالخصوص خصوصیات قیود کی
ممانعت اور حکم مطلق کے ساتھ مزاحمت شرع شریف سے ثابت نکر دیں تحقیقاً و الزاماً ہر طرح حسن لہ
ثابت ہوتا ہے اور یہ سب خصوصیات و قیود بھی فی نفسہا مستحسن و محبوب ہیں اور انضمام اونکا ذکر ولادت کے
ساتھ اوسکے حسن کو ہرگز منع نہیں کرتا تو اوسکی ممانعت کے لیے مغالطہ سازی و حیلہ پردازی
بجز بعض تشنیع کے سوا کیا طریق باقی نہ باقی رہا منکرین جیسے حسن مطلق کا کلام جیسے متکلم قنوجی نے
سینہ زوری سے ذکر کیا کہ مطلق ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حسن اوسے تسلیم نہیں لاحول ولا
قوۃ الا باللہ [illegible] دعوی اسلام [illegible] کسی صاحب عقل و دانش کا کام نہیں حسن مطلق
ذکر حضرت رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بدیہیات اسلام سے ہے مگر او ان بچہ بچہ اسکا اعتراف کرتا ہے

اور آیات واحادیث کی دلالت تنبیہ سفیہ کے لیے کفایت کرتی ہو لیکن جسکے دل مین حلاوت اسلام و
لذت ایمان اصلا باقی نہین وہ اپنے خبث نفس و فساد باطن سے مجبور ہے مخالفین ایک طرف
ان ذات شریف کے موافقین بھی تو ایسے کلمات سے تحاشی تبرا کرتے ہین دیکھو رئیس المانعین
کلمۃ الحق مین اس باب مین اور ایسے شخص کی نسبت کیا کہتے ہین نہ آنست کہ ذکر ولادت باسعادت
خیر البشر و اوراق احوال برکت اشتمال آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام و مطالعہ کتب این شمائل و
خصائل ممنوع و محظور ست حاشا و کلا ہر کہ اورا نصیب از نعمت اسلام و دولت ایمان دارد ہرگز
این حرف بر زبان نگذارد چہ جای آنکہ راعی بدعت و حامی سنت مانع تصلیہ تذکیر شود صلعم محمد عربی
کا بروی ہر دو سرا ست کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او پس ثبوت حسن ہی رہا عجب تک کوئی
حرج خارج سے لاحق نہو اور قطع نظر اس سے کہ ہم نے ہیئت کذائیہ و قیود خارجیہ کا حسن ثابت کر دیا
مانعین ایک دلیل شرعی بھی اونکے عدم جواز و حرج پر قائم نہین کر سکتے تو حسن مولد مین کلام بیجا ہے
قصر اوسکا موارد شرع پر کام عقل ودین کا نہین کہ یہ حکم امر مخالف قیاس کا ہی نہ حسن فی نفسہ کا
کہ مطابق عقل ہے اور اس تقریر سے اشکال مذکور کا یہ کلام بھی کہ اجتماعی کہ حسن ست اجتماعی ست کہ
شرع بحسن آن ناطق شدہ مثل اجتماع برائے جمعہ و عیدین نہ غیر ہا نہ ہر اجتماع دیگر نفس اجتماع کی خوبی
احادیث سے کہ مجالس ذکر مین ہین ثابت اور خود ان حضرت کے مستندین کو اوسکی خوبی کا اعتراف ہے
شاہ عبد العزیز صاحب سورۂ قدر کی تفسیر مین فرماتے ہین و بالجملہ از مضمون این سورہ معلوم میشود
کہ عبادت و طاعت بسبب اوقات نیک و مکانات متبرکہ و حضور و اجتماع صالحان در ایجاب ثواب و ایجاب
برکات و انوار تاثیر عظیم حاصل میشود اور شاہ ولی اللہ صاحب خاص مجلس مولد مین انوار ملائکہ و انوار رحمت
الٰہی کا نزول مشاہدہ کرنا فیوض الحرمین مین تحریر کرتے ہین مانعین اول خلاف قیاس ہونا اجتماع اہل اسلام کا
ثابت کرین پھر اوسے مورد پر مقصر ٹھہرا دین ثبت العرش ثم انقش سو جس حالت مین خاص

نعت و محامد و فضائل و احوال شریف بلکہ حالات ولادت و رضاعت وغیرہا مجامع و مجالس میں عصر صحابہ

بلا انکار بیان ہوتے رہے باوجود جناب رسالت نے مجامع وغیرہا میں بیان فرمائے تو یہ تکالیف بھی ادا کی گئیں

ہو گئی اور یہ جو انہیں ذات شریف نے لکھا ہے کہ حکم مطلق سے مراد کیا ہے جو حکم ان قیود کے عدم سے مشروط

نہیں یا ہر حکم پہلی صورت میں جائز کہ حکم مطلق کا محل نزاع میں ان قیود کے عدم سے مشروط ہو مختلف

تلمیح ہے مراد حکم مطلق سے حکم مطلق ہے یعنی مرتبہ لا بشرط القیود کہ نہ وجود و عدم قیود سے مشروط نہ کسی فرد

حد کے ساتھ مخصوص محدود تو ذاکر جانب شرع سے مجاز و مختار ہے چاہے ذکر شریف بدون ان قیود کے کرے

چاہے بلحاظ زیادہ قربت و جمع برکات تلاوت قرآن و صدقہ و خیرات و ہدیہ و ضیافت اخوان و جمع اہل ایمان کے

ساتھ عمل میں لائے اور یہ مراد مقصود شرع کے مطابق اور عموم و اطلاق دلائل کے مناسب و موافق ہے

بخلاف مرتبہ عدم قیود و بشرط لا شئی کہ خواہ مخواہ کثرت کو مانع اور قلت کو مستلزم ہو یا انہیں اختراع میں

احتمال کا از قبیل اینیاب اغوال ہے بلکہ جیسے حسن اوسکا قیود کے ساتھ بھی ثابت کر دیا تو اب کلام اوس میں

ترا مکا رہ نیز تقیید بعدم قیود و خصوصیات کی حاجت صرف اوس حالت میں ہو کہ وہ مانع و مزاحم حکم

مطلق ہوں اور داخن فیہ میں ایسا نہیں تو اونکے ساتھ اجتماع حسن مطلق میں حرج نہیں کرتا اور تحقیق مانع لازم ہے

جو جیسے اصول الرشاد کے قاعدہ چہارم میں شرح کی کہ مطلق اصولی و منطقی میں فرق عظیم ہے یہاں صرف ایک

فرد میں تحقیق حکم حکم علی المطلق کے لیے کافی نہیں بلکہ منفردات جمیع مصادیق و مقیدات میں جریان ضرور

ہے اور شقشقہ و تشقیق سب بے سند بلا تحقیق و باطل ہے جو بہ تحریر و شرح تحریر میں ہے و لیس العمل بالمطلق

العمل بہ فی ضمن المقید فقط بل العمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق

من المقیدات ستر ھوین دلیل جس حالت میں ثابت ہو چکا کہ رفعت و شہرت ذکر جناب

رسالت علیہ افضل الصلاۃ و التحیۃ حضرت احدیت عز جلالہ کو منظور و مقصود ہے اور کثرت اوسکی مقصود و شارع کے

موافق اور شرعاً محمود ہے تو اوسے عموم و اطلاق پر رکھنا ہی مناسب اور کسی وقت و ہیئت و وضع کے

مخصوص متعین زمن ورود کے باوجود امر مشروع اور اشتراط لا شی اور عدم القیود والخصوصیات کے مرتبہ میں لغیا
کثرت کو مانع اور قلت کو موجب کیا حضرات مانعین کو معلوم نہیں کہ سب موارد اوسکے غیر قیاسی میں بھی جواز
اوسکا مخالف قیاس کہ خواہ مخواہ مورد پر مقتصر کیا جائے دیکھو صحابہ کرام ذکر والا کو کسی وقت و محل و
وضع کے ساتھ مخصوص نہ سمجھتے اور سوال معاملات میں نام نامی خدا کے ساتھ اسم گرامی بے تکلف
ذکر کرتے اور اللہ و رسولہ اعلم اور اسی طرح کے کلمات ورد زبان رکھتے اور خود حضور اقدس صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم سنتے اور کبھی نہ فرماتے کہ اس محل میں میرا ذکر وارد نہ ہوا تم نے کہاں سے نکالا اور کیوں ایسا کیا
اور یہی طریقہ حضرات تابعین و ائمہ دین میں جاری رہا کسی نے انکار و اعتراض نہ کیا یہ مضمون حضرت مانعین کو
سوجھا ہو کہ ذکر شریف موارد مخصوصہ کے سوا حسن نہیں بلکہ العیاذ باللہ بدعت اور برا ہے مسلمانوں کو لازم
کہ جس طرح صحابہ کرام و تابعین عظام و علمائے امت و ائمہ ملت قرناً فقرناً و طبقۃً فطبقۃً بلا لحاظ موارد
خاصہ صرف باستثنا اون مواضع کے جنمیں ممانعت صریح وارد ذکر خیر حضور کا کرتے اور مستحسن و محبوب سمجھتے
اور حضور کا ذکر شریف و حالات شریفہ اور کمالات و معجزات و مقامات رفیعہ مجالس و مجامع جلوات و
خلوات میں بیان فرماتے اور اوسکی تحدیث میں اشاعت دین و تقویت اسلام تصور کرتے اسی طرح جس وقت
اور جس موقع و محل اور جس ہیئت و وضع کے ساتھ تنہائی خواہ مجالس و مجامع میں جس طرح چاہیں
شوق و محبت سے سوا اون مواضع کے جہاں شرع شریف تصریح منع کرے اور نہی صریح وارد ہو اپنے مولے
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یاد کریں اور اوسے باعث تقویت ایمان و موجب سرور قلب و آرام و راحت جان سمجھیں اور
مشتاقان ذکر محبوب و محبان صادق کو اوسکے سنانے اور راحت و آرام پہنچانے کیلیے بلائیں اور اونکو درد دل کی دوا اور
زخم جگر کی مرہم سمجھیں کسی مانع خیر و احسان کے مغالطے اور دھوکے میں نہ آئیں ماہ ربیع الاول خصوصاً بارھویں تاریخ روز
دوشنبہ کی ساعات اولیٰ ہیں کہ ماہ مذکور اسی طرح اجتماع اور مجلس میں زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مغالطہ بعض
مانعین کا کہ یہی اجتماع جسکا حسن شرع میں وارد جیسے جماعت نماز و اجتماع جمعہ و عیدین حسن ہے اجتماع خیالی میں یہ

نہ ہوئیں کہ مجالس ذکر کی خوبی حدیثوں سے ثابت ہے اور اجتماع جمعہ و عیدین مخالف قیاس نہیں کیا
اسقدر بھی نہیں جانتے نہ ہونگے امام ثانی مائۃ مسائل میں خاص اجتماع مولد کو اجتماع عیدین پر قیاس
کرتے ہیں اور مسئلہ عرس میں لکھتے ہیں (قیاس عرس بر مولد شریف غیر صحیح است زیرا کہ در مولد شریف
ذکر ولادت حضرت خیر البشر صلے اللہ تعالی علیہ وسلم است وآن موجب سرور و فرحت است و در شرع شریف
اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و منکرات باشد آمدہ و اجتماع برائے حزن ثابت نشدہ نیز
فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و دیگر امر نیست پس دیگر امر در مجلس نخواہد شد)

اٹھارھویں دلیل۔ شاہ ولی اللہ محدث کہ امام الائمہ مانعین یعنی
اسمعیل دہلوی کے جد امجد و استاذ الاساتذہ و شیخ المشائخ ہیں کس تصریح کے ساتھ اپنا مجلس مولد میں
بمقام ولادت حضرت رسالت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم مکہ معظمہ میں حاضر ہونا اور انوار ملائکہ و رحمت خدا کو
گرد اس مجلس پاک سے بلند ہوتے معاینہ کرنا بیان فرماتے ہیں اور اسے اون مجالس انوار سے کہ مولد والا
رحمت الٰہیہ میں مشہور ہیں اور انتباہ وغیرہ میں اپنے پدر بزرگوار شاہ عبد الرحیم صاحب کا
ہر سال بتقریب مولد ایام ولادت شریف میں نیاز حضور کے لیے کھانا پکوانا اور اہتمام اور اوسکا
التزام یہانتک کہ ایکسال بوجہ عسرت کچھ میسر نہوا تو نخود بریان پر نیاز کردی اور حضرت رسالت نے
کمال پرورش و غلام نوازی قبول فرمائی اور اس معاملہ پر شاہ صاحب ممدوح کا خواب میں مطلع ہونا
نقل کرتے ہیں رحمہ اللہ مولوی رفیع الدین خان صاحب مرادآبادی کہ رئیس المتکلمین
مانعین کے مستند ہیں اس مجلس مبارک کے نہایت مداح و معتقد ہیں اور انھیں رئیس المتکلمین کے
استاذ مفتی صدر الدین خان صاحب دہلوی جن سے تلمیذ یان حضرت کو
بڑا ناز ہے کس زور و شور کے ساتھ اوسکے استحسان کا فتوے دیتے ہیں اور مولوی اسحق صاحب
مائۃ مسائل میں ذکر شریف کو موجب سرور و فرحت اور اس فرحت کو ہر خوشی سے زیادہ اور اجتماع کو

اٹھارھویں دلیل

ازفرحت کے لیے موشروع کہتے ہین اور تقسیم طعام و شیرینی خاص اس تقریب مین اور ولادت اقدس کی خوشی
جناب مجدد صاحب کے قول سے ثابت اپنے مکتوبات مین تحریر فرماتے ہین امروز طبع فقیر ہا نشستہ مسلون
زمودہ ایم کہ بروحانیت آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام پرپند مجلس شادی سازند الخ اور شاہ عبد العزیز
صاحب رسالہ ذبیحہ مین کہ مجموعہ زبدۃ النصائح مین چھپا ہی تبرک قبور صالحین سے اور ایصال ثواب
قرآن اور تقسیم طعام و شیرینی کے استحسان پر اجماع ذکر فرماتے ہین اور تعیین یوم کو بھی مناسب ٹھہراتے ہین
از زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بایصال ثواب تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام
و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علما و تعیین روز عرس برای آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان
می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این عمل واقع شود موجب فلاح و نجات ست و خلف را
لازم ست کہ سلف خود را باین نوع بر واحسان نماید الخ بلکہ بعض تحریرات مین اس عمل مبارک اور مجلس شہادت کا
ذکر کرنا بیان کرتے ہین اور مولوی اسحق صاحب اگرچہ عمل مولد کو بحوالہ سیرت شامی مختلف فیہ لکھتے ہین اور
مولد اختلاف کا سیرت شامی کیطرف غلط ہی کیونکہ صاحب سیرت نے ہر طرح اس مجلس مبارک کو ثابت کیا ہے
و قول فاکہانی و ابن الحاج بخوبی رفع کر دیا ہے لیکن طرز عبارت مائۃ مسائل با علان تمام شاہد کہ
استحسان مولد کے بحیثیت کذائیہ قائل ہین اور اس عمل کو شریف سمجھتے اور مولد شریف لکھتے ہین
اور انھین وقت لگنے علما و ائمہ کے ارشادات اگرچہ خود بھی اونسے سو جگہ سند لاتے اور اپنے مطلب کے وقت
علمائے انھین و ائمۂ دین ٹھہراتے ہین نہ مانینگے تو ان حضرات کو جنھین اپنے زعم فاسد مین مطلقا انبیا
کی شریعت او ملت جدیدہ تجدید کا معتقد او صاحب مذہب بنا رکھا ہی کیا کہینگے اور جو انھین بھی العیاذ
باللہ انبیا الفقین و علمائے متقدمین کی طرح بدعت ضلالت کا مرتکب مجوز اور شرع سے محض جاہل ساقط
قوت دینیہ و دانستہ موضوع حدیث قرار دینگے تو کسکے مقلد بنینگے اور کس کا نام لیا کرینگے
اٹھیسوین دلیل صاحب ہدایہ مسئلہ تلبیہ مین لکھتے ہین و لو زاد فیہا جاز لانہ ازدیاد [illegible]

الشافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فی روایۃ الربیع عنہ فہو اعتبرہا بالاذان والتشہد

من حیث انہ ذکر منظوم ولنا ان اجلاء الصحابۃ کابن مسعود و ابن عمر و

ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہم زادوا علی الماثور ولان المقصود الثناء

واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ دیکھو ان امام اجل نے مطابقت

مقصود کو بوجہ اسکے کہ صیغ منصوصہ محدودہ میں اصل توقیف ہے دلیل جواز ٹھہرایا اور صحابہ

کرام نے مسنون محدود پر کچھ مضمون زیادہ فرمایا کہ مقصود تلبیہ سے ثنا و اظہار عبودیت ہی تو زیادت

کچھ حرج نہیں بلکہ اولیٰ ہے اسیطرح مقصود محفل مولد سے تعظیم نبوی و اظہار عقیدت نیاز مندی ہے

اور اوسکے لیے شرع میں کوئی ہیئت بھی خاص کی محدود فرمایا تو جو ہیئت کہ تعظیم خدا اور رسول اظہار عقیدت

دلالت کرے خصوصاً جسے علمانے قرناً فقرناً قبول کیا ضرور مستحسن و محمود ہی ہے یہ میں دلیل

مجلس مولد اقدس مجلس وعظ و نصیحت ہے کہ فضائل و اخلاق و شمائل و معجزات و دیگر کمالات حضرت سید

الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات اوسمیں بیان ہوتے ہیں سامعین کے قلب میں عظمت و

محبت جناب رسالت متمکن ہوتی ہے اور یہ امر سب معاملات دینی کا اصل اصول ہے کہ جب رسول کریم

علیہ الصلاۃ والتسلیم سے عقیدت کاملہ نہوگی خدا کے کلام و اخبار و احکام پر کس طرح اطمینان کامل و

یقین واثق حاصل ہوگا اور جسے حضور سے سچی محبت اور پوری عقیدت نہیں وہ شریعت کی باتوں پر کب

عمل کریگا اور اونکی عظمت و نعمت کیا سمجھے گا ولہذا اللہ و مالک حقیقی جل و علا نے حضور کے فضائل کمالات

مناصب رفیعہ و مناقب جلیلہ اور اسی قسم کے حالات اجمالاً و تفصیلاً ہر طرح بیان فرمائے اور حضور سے

بار بار امت کو سنائے تاکہ لوگ حضور کے منصب عظیم و مرتبہ فخیم سے واقف ہو کر حضور کی محبت و

طاعت میں مستعد و سرگرم رہیں اور حضور کے ارشادات بدلسے قبول اور اوامر و نواہی پر عمل کریں

جسکے سبب دارین کی خوبی بلکہ مالک حقیقی کی محبوبی و مغفرت کا ثمرہ ہاتھ آتی ہے کہ کریمہ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ
غفور رحیم ۝ اس مضمون سے خبر دیتی ہے بلکہ بنظر انصاف فائدہ مولد کا مجلس وعظ سے
مراتب زیادہ ہے تجربہ تام سے ثابت کہ جو لوگ گھر وغیرہ میں درود وسلام سے غافل رہتے ہیں بلکہ اکثر
اوقات اپنے معاصی وفضولیات میں ضائع کرتے ہیں اس مجلس میں حاضر ہو کر تحفۂ درود وسلام
بکثرت عرض کرتے ہیں اور اکثر امراء و اہل دنیا کہ صحبت علماء و مجالس تذکیر سے متنفر اور بغرور سجادہ و ثروت
خواہ ان جلسوں کو خلاف مزاج و مراد سمجھکر بے رغبت ہیں اس تقریب میں آتے ہیں اور دینی باتیں
سن جاتے ہیں اس نظر سے بھی ترتیب مجلس و رنداعی و اجتماع میں اہتمام بلیغ عین مصلحت اور موجب
ثواب بے نہایت ہے لان الداعی الی الخیر کفاعلہ اور اس زمانہ پر آشوب و فساد میں پادری
اور کرسٹان کوچہ و بازار میں مذاکرتے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اخلاق
کریمہ عادات شریفہ پر طرح طرح کے بہتان اور اس قسم کے خرافات وہذیان بکتے پھرتے ہیں مسلمانوں کو لازم کہ ہر
تقریب میں اور ہر جگہ حضور پرنور کے ذکر مبارک کا جلسہ کریں اور اونکے ان معجزات و کمالات جو نبوت کے دلائل
دلیل ہیں اور اخلاق کاملہ و عادات فاضلہ جنسے مخالفوں کی تکذیب اور اونکے بیان کا بطلان آفتاب نصف النہار کی
کیطرح ظاہر ہوتا ہے بیان میں لائیں خصوصاً احوال ولادت وارہاصات کہ وقت تولد شریف خواہ اوسکے
قریب اور ایام رضاعت و صغر سن میں ظاہر ہوئے جنمیں کوئی بیدین کسی طرح کا احتمال از قسم سحر و کہانت
وغیرہ واصلا نہیں کرسکتا اور حضور کی رسالت و محبوبیت پر بالبداہت استدلال کرتی ہیں نہایت تفصیل
شرح وبسط کے ساتھ بیان کریں تاکہ عوام اہل اسلام مخالفان دین کے دام فریب سے محفوظ رہیں اور
اس مقام سے یہ شبہ کہ صحابہ خواہ تابعین سے یہ خصوصیت ثابت نہیں بخوبی رفع ہوتا ہی کہ اوس
زمانے میں اسکی حاجت نہ تھی کوئی مجمع کوئی مجلس ایسے اذکار سے خود ہی خالی نہو تا اکثر اوقات
حضور کے حالات ورد زبان اور صغیر و کبیر ذکر والا میں مشغول بدل وجان تھے رفتہ رفتہ لوگ حب دنیا و

طالب مال وجاہ مین منحصر اور اس طرف سے غافل اور امور دین سے جاہل ہوتے گئے جب علمائے کرام نے یہ
حال دیکھا ایسے امور خیر و مفید کو رواج دیا اور اس زمانے مین تو یہ عمل مبارک اور اسکے اشتغال حد ضرور تک
پہنچے ہین باوجود اسکے جو لوگ اسکی ممانعت کرتے ہین وہ قصداً خواہ نادانی سے اسلام کے حفظ و نگہبانی سے
منع اور پادریونکی اعانت اور کھلی حمایت کرتے ہین وہی انصاف سے کہین کہ ان دنون گھر بیٹھے کون ایسے
اذکار مین مشغول ہوتا ہی اور جس جگہ دس آدمی جمع ہوتے ہین ایک گزٹ چٹھی سرکلر ناچ گانے
تماشے اشعار زلف و خال اور فواحش کے حسن و جمال کا چرچا ہوتا ہی یا حضور والا کے معجزات و
معراج و ہجرت اور اسلام کی ابتدا و ترقی و شان شوکت اور اس قسم کے احوال کا تذکرہ رہتا ہی
اگر انعقاد مجلس تمہارے کہنے سے چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ لوگ ان احوال کے کبھی کبھی سننے سے بھی
محروم رہین اور پادری لوگ گلی کوچے اپنا کام کرتے پھرین تو انجام اسکا کیا ہو اور کتنے عامی اور دنیادار
لامذہب خواہ نصرانی ہو جائین یہ ظاہر کہ تصدیق رسالت دوسرا جزو ایمان کا ہے اور جزو اول کہ توحید سے
عبارت ہے اس تصدیق پر موقوف تو تصدیق رسالت اصل اصول تمام بھلائیون اور خوبیون کی ہے
اور جڑ کا استحکام نہایت اہم ہوتا ہی اور وہ معقول عادۃً اذہان عوام مین معجزہ کے طریق سے ہو سکتا ہے
خصوصاً وہ خوارق جو وقت ولادت اور اوسکے قریب ظاہر ہوئے کہ اونمین نہ احتمال سحر نہ بناوٹ اور
تصنع کا گمان نہ طلسم و شعبدہ کی گنجائش اور ان باتون پر عوام کو اطلاع اور اونکا یاد و محفوظ رہنا اور
دلمین تمکن و استقرار بدون اسکے نہایت دشوار کہ مجالس مین ان باتون کا چرچا ہوتا رہے تو
مسلمانون پر قریب بواجب ہے کہ واسطے رفع اس شر کے مجلس مولد اور اوسکے اشتغال کی نہایت کثرت
کرین اور خواص و عوام کو اس جلسے مین ذکر مبارک سنانے اور مخالفین دین کے فریب و مغالطہ پر مطلع کرنے
اور جتانے کے لیے اور جس طرح وہ بار بار اپنی خرافات کو اعادہ کرتے ہین اسیطرح اس مشک کی خوشبو
بار بار مہکانے کے واسطے جمع کرین اور اس کام مین اہتمام بلیغ عمل مین لائین اور تعین وقت اجتماع

ین زیادہ مداخلت رکھتا ہے اور نیز حدیث بخاری سے کہ دوسری دلیل مین گزری ثابت کہ خود
سالت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے مکان و وقت وعظ کے لیے مقرر فرمایا اور جمع ہونیکا حکم
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے پنجشنبہ واسطے وعظ و تذکیر کے مقرر کرلیا تھا کہ یہ دونون روایات
شریف مین موجود اور تعیین بیان قبیل از شرح ولو اجمالا ضروری اور اوسے لوگو نپر ظاہر کر یا کہ یہ وعظ کہوونگا
بیان کرونگا ایک سچی بات ہی پھر اگر کسی نے اوسے مولد یا مجلس مولد کے نام سے شہرت دی تو کیا اوسکی
حقیقت بدل گئی اور وہ مجلس وعظ و نصیحت نرہی اور جا مور کہ اوس نام سے جائز تھے کس وجہ سے پھر وہ اس
سے حرام و مکروہ ہوگئی اور مخالفین اسکے انعقاد و اہتمام مین نہایت توجہ رکھتے ہین تو اس مجلس سے
حقیقت اسکی وہی ہے صرف نام مولد کی وجہ اور جناب رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت سے ایسے
بیزار ہوگئے نعوذ باللہ من قسوۃ القلوب واحاطۃ الذنوب من یہد اللہ
فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد **اکیسوین دلیل** ادلہ سابقہ سے
سب امور کا جنپر مجلس مولد مشتمل تخوبی ظاہر ہوا اور قاعدہ ثانیہ رسالہ اصول الرشاد مین اس امر کو کہ مجموع
مستحسنہ مستحسن ہوتا ہی عقلاً و نقلاً ثابت کر دیا اور یہ اعتراض کہ وجود اوسکا قرون ثلثہ مین نتھا مواضع
متعددہ اور طرح طرح کی تقریرون خصوصاً جواب شیخین رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ در باب جمع قرآن بخاری مین ہے
ہی اور اوس پر اتفاق صحابہ ہوگیا ایسے طریق سے جسمین کسی ذی عقل با انصاف کو دم مار نیکی مجال نہ ہو
ہو لیکن یہ سب محض تبرع اور مانعین پر ہمارا احسان ہی ورنہ اصل اباحت ہی جیسے ہم نے
مذکورہ کے قاعدہ ثالثہ مین ثابت کیا ہی اور یہ امر نہایت ظاہر کہ ذکر حضرت رسالت صلی اللہ
علیہ وسلم و صدقہ و درود و تلاوت قرآن وغیرہا امور حسن ہیئت و کیفیت کے ساتھ جائز قرار
پائے تو باعتبار اپنے حسن ذاتی و اصلی کے خواہ مخواہ مستحسن ہی ٹھہرینگے اور جواز ضمن استحباب ہی مین
گا ۔۔۔ جواز و استحباب کا ثبوت ہمارے ذمہ نہیں بلکہ بقاعدہ مناظرہ

محتاج بیان ... کہ بدعت محمودہ کیا ... جائے ... محمود ہو جاتا ہے لقولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات ... امرئ ما نوی ... [illegible]

عدم جواز و کراہت کا ثبوت نا ممکن ہے بہ اوجب نا ممکن ایک دلیل بھی جو قاعدہ مناظرہ صحیح ہو پیش نہیں کی تھی بلکہ بنا ہی جہت
بالکل مغالطات و اوہام و خیالات پر ہے اب اوسکی کیفیت ملاحظہ کیجیے اور ان صاحبوں کی جوہر قابلیت و دیانت کی داد دیجیے

دوسرا باب مغالطات مخالفین کے حل و دفع میں

ہر چند اکثر مغالطات و اوہام و خیالات منکرین بفضل حضرت رب العالمین و طفیل جناب سید
المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین ضمن تقریر دلائل میں مندفع ہو گئے مگر بنظر تسکین قلوب
ناظرین اونکے عمدہ شبہات سے جن پر بڑا ناز ہے استقلالاً بھی تعرض مناسب اور بقیہ مغالطات کا
رد کر دینا واجب واللّٰہ الموفق وبہ نستعین نعم المولیٰ ونعم المعین پہلا مغالطہ
مجلس مولد بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت اور اوسکے مرتبہ ضلالت کا کراہت یہ مغالطہ خواص و عوام
وہابیہ کی زبان پر تکیہ کلام کیطرح جاری رہتا ہے اور متکلم قنوجی نے بھی اوسے نہایت طمطراق سے غایۃ الکلام میں
لکھا ہے حل اوسکا یہ ہے کہ بدعت سے اگر مخالف و مزاحم سنت مراد تو صغریٰ ممنوع اور جو بمعنی دوم یعنی
مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقصود تو کلیت
کبریٰ بتقریر مقدمہ رسالہ ہذا مفروع اور جو صغریٰ میں اول اور کبریٰ میں ثانی ملحوظ تو اوسط غیر مکرر اور
دلیل کھلا قیاس مغالطہ ہے جس طرح تصویر فرس پر فرس کو حمل کر لینے اور اس مقدمہ کے ساتھ کل
فرس صاہل کو ملانے سے یہ نتیجہ نکالیں کہ تصویر فرس صاہل ہے اسی طرح یہ مغالطہ ان حضرات کی
جانب سے اکثر موارد نزاع میں پیش ہوتا ہے کہ بدعت کو حد اوسط اور صغریٰ کو باعتبار معنی دوم
اور کبریٰ کو بنظر معنی اول صحیح و حق قرار دیکر عوام کو بہکاتے ہیں ایسا ہی فریب اور الفاظ میں بھی کرتے ہیں
گویا عادۃ العود ہو بحضر الیہا ہے اور متکلم قنوجی کا یہ کلام کہ عمل مولد قرون ثلثہ کے بعد حادث ہوا اور
کسی دلیل شرع سے ثابت نہیں تو بدعت ہے اور بدعت بانجھنہ باتفاق فریقین ضلالت قطع نظر
اس سے کہ حاصل اوس معنی کا احد المعنیین کیطرف راجع و راجع من حیث لا یدری ہمارے مدعا کا اعتراف ہے

دوسرا مغالطہ یہ ذات شریف نے جو حاصل قرار دیا ہے کہ سچی مسلم اور ہماری اصطلاح میں
جسکا کچھ پتا تو ہم باعتبار اوسکے ہر بدعت کو ضلالت کب کہینگے اور اس امر مین مستدل کے ساتھ
صریح اتفاق کرینگے اور جو ہمارا فریق ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہما علما مین جنکی عبارات سے
مقدمہ غایۃ الکلام مین استناد کیا منحصر ٹھہرایا ہے تو یہ **تیسرا مغالطہ** ہے سوا اسکے
حضرات ممدوحین خاص مجلس مولد اور دوسرے امور کو کہ قرون ثلثہ مین بہیئت کذائی نہ تھے نہ
مجتہدین نے اونکی تصریح فرمائی نہ کتاب و سنت و اہل اجماع نے اس ہیئت و خصوصیت کے ساتھ
صریح اجازت دی مستحسن کہتے ہین تو وہ انعدام اصل و مستند سے رہی معنی جیسے مولد وغیرہ امور
متنازع فیہا پاک محفوظ ہین اور لیتے ہین اور فی الواقع اگر عدم ثبوت سے عدم تصریح ہیئت و خصوصیت
کذائی مراد تو قائلین تقسیم بھی کوئی ایسے امور کو مطلقاً ضلالت نہین کہتا دعوی اتفاق دروغ گوئی و بر[illegible]
قبیل سے ہے اور جو عدم ثبوت مطلقاً مقصود تو ہمنے مجلس مولد کو قرآن و حدیث و تعامل وغیرہ دلائل
شرعیہ سے ثابت کر دیا با وصف اسکے کوئی مسلمان فعل عمل اوسے ضلالت کہہ سکتا ہے اسی طرح
مصنف صاحب نے مسئلہ تعامل مین جو گفتگو کی ہے رسالہ اصول الرشاد کے قاعدہ ششم سے ظاہر
بعض ناقہمی اور بے سمجھی پر مبنی ہے اور یہ تقریر ذات شریف کی و لما عدم ثبوت آن از اجماع و قیاس
پس بر آنکہ اجماع و قیاس کہ دلیل ست اجماع و قیاس مجتہدین ست **چوتھا مغالطہ** ہے
جسکا حل بھی ہمارے اوسی رسالے پر محول اور اس مختصر مین بھی ضمن دلائل مین جابجا تنبیہ کر دی ہے اور
حضور شریف مرجع استحسان کہ حجت شرعیہ ست اثر یا اجماع یا قیاس خفی یا ضرورت باشد و ہمہ
این چیز ہا درین عمل معدوم اند محض غلط او سیا **پانچوان مغالطہ** ہے جب خدا جانے اثر وغیرہ
کس چیز کا نام ٹھہرایا ہے اثر ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ موجود اجماع سکوتی بھی ثابت
سابقین و لاحقین نے اپنے قیاسات مصرح بیان فرمائے ضرورت بھی بخصوص دلائل مین بخوبی

ثابت کردی سوا اسکے موافقت قوم بھی امور جائزہ خصوصاً مستحسنہ مین ایکطرح کی ضرورت اور

منع کرنا موجب وحشت اور فتح باب غیبت وتہمت ہے امام غزالی رحمہ اللہ تعالی احیاء العلوم مین فرماتے ہین

فالموافقة فی هذه الامور من حسن الصحبة والعشرة اذ المخالفة موحشة

ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقة الناس باخلاقهم کما ورد فی الخبر الخ

اور حوالہ تلویح کا چھٹا مغالطہ ہے عبارت قد یسبق الی الفهم ان الاستحسان دلیل

یقابل قیاسا جلیا سواء کان اثر الخ موجب تحقق قیاس جلی پر خاص اوس مادہ مین نقض

نہین اور نہ استقراء کسی نافع خصم جیسے کا مثبت کلیت سوا اسکے دلائل مخالفین اور فاکہانی وغیرہ

مستندین مانعین کے ذکر نزدیک قیاس شرعی ہین یا نہین اگر ہین تو جلی ہونا اونکا ظاہر اور قیاس جلی

خاص اس مادہ مین اونکے اقرار سے متحقق اگرچہ واقع مین بوجہ فقدان ملکہ اجتہاد اعتبار سے ساقط اور

فی نفسہ غلط ہین دوسری امور تمہین مثبت مدعا اور مفید ہین یا نہین پچھلی شق پر مانعین سابقین و

لاحقین کی سب سعی برباد و رائگان اور خاص یہ دلیل بھی لغو ہو گئی اور جو باوصف اسکے کہ قیاس

شرعی سے خارج اور مستدل منصب اجتہاد سے عاری افادہ مطلب کرتے ہین اور یہ لوگ دلائل

شرعیہ سے اثبات مدعا کی گنجائش رکھتے ہین تو یہ گنجائش مختص بمانعین ہولے یا مجوزین کو بھی حاصل پچھلی

صورت مین اختلاف مانعین کہ تمھارے اور تمھارے مستندین حجت ہے نہین تو تمھارے اور حافظ امام ابن حجر عسقلانی

امام جلال الدین سیوطی کے استنباط بیکار ہین بیاد منثور ہو گیا اور پہلی تقدیر پر حکم زبردستی

اور اپنی ناانصافی اور ہٹ دھرمی کا کھلا اقرار ہو لیا ساتوان مغالطہ جسے انہین نے گوارا کیے

اس عبارت سے لکھا ہے این عمل از ان اعمال ست کہ عمل حضرت صلعم و صحابہ و تابعین و تبع تابعین

بہ آن باوجود ہمہ مقتضیات وعدم موانع آن یافتہ نشدہ و منقول از ایشان نگردیدہ و علماء

فقہا باقتضاع وکراہت ہیچ اعمال تصریح نمودہ اند کتب حنفیہ از روایات این قسم مالامال اند اول

چھٹا مغالطہ

ساتواں مغالطہ

ثابت کردی سوا اسکے موافقت قوم بھی امور جائزہ خصوصاً مستحسنہ میں ایکطرح کی ضرورت اور منع کرنا موجب وحشت اور فتح باب غیبت وتہمت ہی امام غزالی رحمہ اللہ تعالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں فالموافقة فی هذه الامور من حسن الصحبة والعشرة اذ المخالفة موحشة ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقة الناس باخلاقهم کما ورد فی الخبر الخ اور حوالہ تلویح کا چھٹا مغالطہ یہ عبارت قد سبق ان الاستحسان دلیل یقابل قیاسا جلیا سواء کان اثرا الخ وجوب تحقق قیاس جلی پر خاص اوس مادہ میں نص نہیں اور نہ استقرا کسی ناقص خصوصا تام جیسے کہ مثبت کلیت ہو اسکے دلائل مخالفین اور فاکہانی وغیرہ مستندین مانعین بھی اوسکی نزدیک قیاس شرعی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو جلی ہونا اونکا ظاہر اور قیاس جلی خاص اس مادہ میں اونکے اقرار سے متحقق اگرچہ واقع میں بوجہ فقدان ملکہ اجتہاد اعتبار سے ساقط بلکہ فی نفسہ غلط ہیں دوسری صورت میں مثبت مدعا اور مفید ہیں یا نہیں پچھلی شق پر مانعین سابقین و لاحقین کی سب سعی برباد و رائگان اور خاص یہ دلیل بھی لغو ہو گئی اور جو باوصف اسکے کہ قیاس شرعی سے خارج اور مستدل منصب اجتہاد سے عاری افادہ مطلب کرتے ہیں اور یہ لوگ دلائل شرعیہ سوا اثبات مدعا کی گنجائش رکھتے ہیں تو یہ گنجائش مختص بمانعین ہو اور یا مجوزین کو بھی حاصل پچھلی صورت میں اختصاص مانعین کہ تم اور تمھارے مستند یہ تو تمہارے نہیں تو تمھارے اور حافظ امام ابن حجر عسقلانی امام جلال الدین سیوطی کے استنباط بیکار ہیں بار ہا منثور ہو گیا اور پچھلی تقدیر پر تحکم و زبردستی اور اپنی ناانصافی اور ہٹ دھرمی کا کھلا اقرار ہو لیا ساتوان مغالطہ جب انھیں بزرگوار نے

اس عبارت سے لکھا ہے این عمل از آن اعمال است کہ عمل حضرت صلعم و صحابہ و تابعین و تبع تابعین

بہ آن باوجود ہمہ مقتضیات وعدم موانع آن یافت نشدہ و منقول از ایشان نگردیدہ و عامہ علماء و فقہاء باتفاع و کراہت ہمچو اعمال تصریح فرمودہ اند کتب دینیہ از روایات این قسم مالامال اند اول

چھٹا مغالطہ

ساتوان مغالطہ

از بنایہ الکلام ... دلیل ... عالم ... اصل ... عالم

وسبحٰن اللہ اصول اولاً مستدل نے اس جگہ بخلاف ائمۂ مذاہب اور خود اپنی تصریح
سابق کے صرف تبع تابعین کو بھی معتبر ٹھہرایا اور قرون ثلثہ سے اربعہ بنایا اور دوسرے طرح یہ کہ تحقق جملہ دواعی
اور عدم موانع کی قیدیں بڑھائیں تبع تابعین کے حال پر عنایت کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی لیکن قید وجود دواعی
بغرض انطباق عبارات کتب فقہ حنفیہ حرص وغیرہ ہو کی تصریح سے زیادہ فرمائی کاش اس قید کو
ہر جگہ معتبر رکھتے تو بہت موارد نزاع طے ہو جاتے جس طرح خود یہ مسئلہ مجلس مبارک بحمد اللہ تعالےٰ
انکی اسی قید کی بدولت طے ہو گیا تحقق دواعی و عدم جملہ موانع کا ثبوت دینا ذمہ مستدل ہے پہلے سب
دواعی اور تمام موانع مجمل ہوا لہذا باعتبار اوس زمانہ کے مشخص و محدود کیجیے پھر تحقق مقتضیات اور فرداً فرداً
انعدام جملہ موانع کا ثبوت دیجیے یا ایسے دلیلوں کا کہ فعل بدعت ہے اور صحابہ و تابعین سے منقول نہیں
یا قرون اربعہ میں نہ پایا گیا اور ان عبارات کتب فقہ کا جنمیں ان امور سے احتجاج واقع ہوا ہے نام
نہ لیجیے آپ صاحبوں کے کہنے سے بالفرض کسی خاص امر میں منحصر نہ ہو جائیگا جس طرح رئیس المانعین
شیوع ملت اسلام کو ارتفاع مانع ٹھہرایا اور یہ سمجھا کہ اونکے خصم اور بھی موانع بیان کرتے ہیں بعد
اعتراف اعتبار قید تحقق دواعی و انعدام موانع بدون اثبات ارتفاع جمیع اس دلیل اور اسکے امثال سے
کچھ نتیجہ نہ نکلیگا ثانیاً اکثر روایات کہ کبر سے کے اثبات میں ذکر کیں خود تحقیق مستدل کے معنی
کہ صرف ترک حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ پر کراہت کا حکم دیا ہے اس تقدیر پر معمولات صحابہ و تابعین بھی
مکروہ ٹھہرینگے ثالثاً بعض دواعی و مقتضیات کہ اس زمانے میں موجود قرون ثلثہ میں نہ تھے جنکی
تفصیل تیسری دلیل میں مذکور ہوا اکثر امور جنکا ذکر مقدمہ میں ہوا اوس وقت ترک کے باعث ہوئے
باینہمہ دعویٰ وجود مقتضیات و عدم جملہ موانع کب صحیح ہے رابعاً اکثر مسائل جنکی کراہت
کتب فقہ سے اس جگہ نقل کی بعض مجتہدین اونھیں جائز یا مباح کہتے ہیں تو مستدل کے طور پر
سنت سے ملحق ہیں گو یہ فقہا مکروہ کہیں خامساً اہل مولد کو حج و نماز کے مسائل قیاس کرنا

اس دلیل کو دوسری طرح رنگ کر نمائش کے لیے دلیل مستقل قرار دیا ہے جسکی عبارت یہ ہے

این فعل در صدر اول واقع نشده در عدم وقوع چند احتمال ست یا احتیاج بآن نبود یا مانع یافته شد

یا علم بآن حاصل نشد یا در اهتمال آن تقاعد و مسامحت رفت یا مکروه و نامشروع دانستند

اور تبلیغ دین و سارے کام جو علاوہ بریں تخصیص و التزام ماہ ربیع الاول کا الزام محض غلط اور یہ تقریر

از روی نات قرن تابعین و استنباطات مجتہدین و تحسنات محققین و مستندین مابعدین سے

معلوم ہوتی ہے خیر کچھ ہو بہ تخصیص جناب مجدد صاحب کی طرف سے تو جواب یہ ہے کہ ذکر خلفائے راشدین

بمنزلہ شعائر دین ٹھہرا کر التزام کی تاکید اور ترک پر اعتراض شدید فرماتے ہیں آیا خطبہ اوس زمانے

میں نہ تھا یا وہ اس فعل کی خوبی اور ترک کی برائی سے ناواقف تھے ورنہ بلا اذن شارع تشریع

من عند نفسہم سمجھکر مکروہ جانتے شقین اولین باطل تو ثالث متعین ورنہ ممکن تھا کہ باوجود علم

رسم و حسن عقیدت و کمال محبت خلفائے راشدین یہ فعل زمانہ صحابہ میں جاری ہو جاتا

اور اعمال و اذکار قول جمیل شاہ ولی اللہ صاحب و صراط المستقیم اسمعیل دہلوی میں مذکور اگر دین میں

مفید ہوتے اور بوجہ عدم اذن شرع کے مکروہ نہ ٹھہرتے تو ترک اونکا صحابہ کرام و تابعین اعلام

سے نہ ہوتا فما ہو جوابکم فہو جوابنا **آٹھواں مغالطہ** جیسے متکلم قنوجی نے اس

عبارت سے لکھا ذکر رسول اللہ صلعم از قبیل عبادت است و غالب در ہیئت عبادات توقیف ست

و انچہ دران اصل توقیف ست بدون بیان شارع مکروہ باشد پس این عمل کہ عبارت از ذکر رسول اللہ

باین ہیئت و تخصیصات مبتدعہ است مکروہ باشد بحسب این ہیآت و تخصیصات **اقول**

بتوفیق اللہ تعالی و توقیفہ **اولا** اکلیت کبری مفقود تو شکل مستدل عقیم ہے **ثانیا** دعوی غلبہ

توقیف بھی ہے مردود بیامر ہیئت بعض عبادات سے جو از جانب شرع محدود و متعین ہیں یا مخصوص

نماز و شکر و فکر و درود و احسان و حسن خلق و تصدق و رفق و نصیحت و خشوع و خضوع و اعانت مسلم

وضلالت فی الدین ٹھیرایا کیونکہ لیے شرع مین کوئی خاص ہیئت ووقت وطریق مقرر نہین بلکہ
اصل اُنمین رعایت اصل مقصود ہی ولہذا اکثر ائمہ دین علماے راسخین ماورا اُن عبادات محدودہ
متعینہ من جہۃ الشرع جنکی ہیئت وطریق کو مقصود شرع سے مطابق پاتے ہین بالحاظ بیان
شارع یا بلکہ بعد عدم بیان شارع بھی پسند فرماتے ہین اور مستندین مانعین بھی ایسے امور کو صفائی قلب
حصول برکات ووصول الی قرب کا سبب [illegible] ہین اور اُنکی ترکیبین لکھتے ہین اور باوجود
عدم ورود اون ترکیبون کے آیت [illegible] مستند [illegible] بدعت جانتے ہین مریدون اور متوسلون کو
تعلیم کرتے ہین اذکار واشغال طریق اعمال طرق نقشبندیہ خصوصاً مجددیہ کی نسبت مانعین سے
سوال ہے کہ بدون بیان شارع کس طرح جائز ٹھیرے اور جو اونھین بھی بدعت وضلالت اور
بوجہ عدم بیان شارع مکروہ ومعصیت قرار دین اور فعل جمیل وشغل جلیل سے دست بردار ہو جائین
تو گویا سوا کے طائفہ باقی ملت حنفیہ کی صراط مستقیم کو بھی راہ بدعت وطریق ضلالت ٹھیرا دینگے ثالثاً
بعد تسلیم اس مقدمہ کے کہ غالب توقیف ہی کا اعم اوس عبادات مین ہے جسکی خوبی تو شرع سے ثابت ہوئی
اور اوسکے لیے کوئی ہیئت خاصہ مقرر فرما کر اوسمین محدود ومنحصر نکردی ولہذا اصحاب کرام وائمہ عظام
مشایخ وعلماے دین ایسی عبادات کو جس طرح اور جس ہیئت کے ساتھ چاہتے بلا لحاظ خصوصیت مورد
بجا لاتے اور دوسرا اونکے افعال کو پسند کرتے مکروہ وممنوع نہ ٹھیراتے رابعاً توقیفیت کی
قلت وکثرت سے اوسکی اصالت باین معنی لازم نہین آتی کہ جبتک ہیئت وخصوصیت ہر عبادت کی
شرع مین تصریح ثابت نہو وہ عبادت جس ہیئت سے کیجائے مکروہ وضلالت ٹھیرے کہ اس تقدیر پر
کل عمومات واطلاقات مثلاً کل احکام شرعیہ کہ مطلب عبادات مین وارد ہین مجمل اور تفصیل اونکی بیان
شرعیہ پر موقوف رہیگی پھر اونکی کسی ہیئت وخصوصیت کا پتا شرع سے ملگیا تو حمل مطلق کا
اوس مقید پر واجب اور حکم اطلاق کا باطل ورنہ وہ مجملات مثل ابہامات اور حشو کی

اونکا بیکار بلکہ اونکی طلب طلب محال کے قبیل سے ٹھہریگی اور سکوت بیان سے عند الحاجت
لازم آئیگا الی غیر ذالک من المفاسد اور یہان سے ظاہر ہے کہ تسمیہ جو بلفظ زیادۃ
علی الدین او الماثور او المسنون والزوم نسخ معترض ہوتے ہین زیادت عن نسخ شرعی کے معنے
نہین سمجھے مجرد استحسان امور مستقل سے کہ عموم مندوبات شرع مین داخل اور کسی حدود شرعی کے
منافی و مزاحم نہون صرف بحیثیت عدم نقل ہیئت مخصوصہ و حیثیت خاصہ زیادت و رفع و نسخ لازم آئے
تو صحابہ کرام کی طرف سے امثال مسئلہ تلبیہ وغیرہ مین کیا جواب دیا جائیگا یا العیاذ باللہ
اونھین رافع سنت و مخالف شریعت کہا جائیگا حاشا ثم حاشا جس طرح شرع شریف نے
بعض عبادات کو بعض ہیآت و خصوصیات کے ساتھ مقید و محدود کردیا ہے کہ اونھین ہیآت سے
ادا ہونی چاہیے تغییر و تبدیل ہیئات منقص اونکی روا نہین اسیطرح بعض کو مطلق و عام رکھا ہے
کسی ہیئت و وقت و حال و کیفیت و کمیت و فرد و فرد کے ساتھ محدود و مقید نہین کیا ہے
اونھین جسطرح ادا کرینگے بشرطیکہ اوس خاص شکل کی ممانعت شرع مین نہو امتثال امر حاصل ہوگا اسی کا
شرع کا اطلاق ہی بتا رہا ہے کہ اوس نے اجمالاً سب صورتون کی اجازت دی ہے کہ اگر بعض مین حصر مقصود
ہوتا مطلق نچھوڑا جاتا تو جسطرح کیا جائیگا توقیف ہی پر عمل ہوگا اور جو بعض ہیآت و خصوصیات
و افراد و حالات کو بلا دلیل شرع صرف اس قیاس سے کہ شرع مین تصریح اس ہیئت کی نہین مانع ہوتا ہے
وہی مسئلہ توقیف کا خلاف اور تحریم ما احل اللہ کرتا ہے کیا تحریم من عند نفسہ خدا پر افترا نہین
یا ارشاد ہدایت بنیاد لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا
حرام لتفتروا علی اللہ الکذب قرآن مجید مین پڑھا نہین اس تقریر سے قضیہ توقیف
کلیہ ہے کہ ہر عبادت کی ہیئت شرع کے بتانے پر موقوف ہے اپنی رائے کو دخل دینا بیجا ہے جسے
کہ ایک خاص صورت پر محدود و مقصور فرما دیا ہو اوسیکے ساتھ ادا کی جائے اور جسے باعتبار ہیئت کے

حرام لتفتروا

مطلق چھوڑا کسی خاص ہیئت سے محدود نہ کیا اور اوس میں منحصر نکیا اسے مطلق رکھا جائیگا جواز
پر محمول ہوگی تعین یا دعوی انحصار دوسرے مادہ میں مخالف حکم توقیف ہی ہے یا نسبت شمس و امس کی طرح
ظاہر ہوگیا کہ مسئلہ توقیف ان حضرات کو کچھ نفع نہیں بخشتا بلکہ ما نحن فیہ میں اونہیں مضر اور ہمیں
مفید ہے ذکر اقدس حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کا حسن شرع سے بسبیل اطلاق ثابت
اور شارع نے اوسے کسی صورت کے ساتھ مقید اور اوس میں منحصر نہیں کیا بلکہ مقصود اوس سے تعظیم و
اجلال و ادب و اکرام و محبت و عقیدت سید انام علیہ الصلاۃ والسلام ہے جس پر مدار اسلام ہے
تو جب تک شرع سے کسی خاص صورت کی نہی ثابت نہو حکم مطلقا جواز و استحباب ہے **قولہ** معا
جیسے متکلم فخری اس عبارت سے لکھتے ہیں چون علما از ابتداے ایجاد این عمل تا اینندم مختلف اند در بدعیت
مباح بودنش پس این عمل متردد بین البدعۃ والمباح باشد و علما تصریح کردہ اند کہ چون امر متردد شود
در بدعت و سنت واجب الترک بود پس چہ جائیکہ متردد شود در بدعت و مباح و ما ہو واجب الترک
فادناہ مکروہ **اقول** ایک بات بھی صحیح نہیں نہ زمانہ ایجاد مولد میں کسی عالم سے انکار ثابت بلکہ تمام
زمانہ میں علما و مشائخ نے اس فعل کو پسند کیا اور اوس میں شریک ہوئے فاکہانی وغیرہ مانعین پیدا بھی
نہوئے تھے اور بعد اتفاق کے انکار فاکہانی وغیرہ کا قابل التفات نہیں اور نہ ایک دو شخص کے خلاف سے
اختلاف متحقق ہو ورنہ کمتر کوئی مسئلہ اختلاف سے محفوظ رہیگا اور ہزاروں افعال جنکی استحسان
اباحت پر مانعین بھی متفق ہیں متردد فیہما واجب الترک ٹھہرینگے اور بہتیری اشیا جو باتفاق فریقین
حلال ہیں مکروہ و حرام ہو جائینگی ایک قول شاذ مخالف جمہور وہ بھی مضطرب و مخدوش بمقابلہ
جماعت و سواد اعظم امت پیش کرنا اور اوسے ذریعہ تردد ٹھہرانا بجز اوسکا نام اختلاف رکھنا
شیوہ اہل بدعت و اہوا کا ہے بلکہ جب انکار انعدام اصل پر مبنی تھا بعد ثبوت اصل کے
کان لم یکن ہوگیا اختلاف کہاں اور مقابلہ کیسا اور بعض علما کیطرف نسبت ممانعت کی

انوار ساطعہ

محض غلط بعض کا مطلب بالتعین عمر مطلق نہ سمجھے تو بعض کو جو دعالم میں ثابت نکر سکے اور قول معتمد
جیسی غیر معتمد کتاب سے استناد بمقابلہ سیرت شامی اور اسیطرح شرعۃ الالٰہیہ و ذخیرۃ السالکین وغیرہ کا
بمقابلہ اس ثبوت کامل کے نام لینا نری جرأت و بیباکی ہے اور اس عمل مبارک کو باوصف اسکے
کہ علما قائلین استحباب و استحسان کی تصریح کرتے رہے ہونگے طور پر صرف مباح ٹھہرانا افترا پردازی ہے
اور حوالہ ابن ہمام[٩١] اثبات قاعدہ کے لیے کھلی کارسازی ہے وہی امام ابن الہمام[٩٢] الفاظ تلبیہ پر قدر
ماثور سے زیادتی جائز اور تشہد کا اوسپر قیاس غیر صحیح و مع الفارق ٹھہراتے ہیں اور باب زیارت شریف میں
جو لکھتے ہیں متکلم صاحب بہادر اوسے بہیئت مخصوصہ سنت[٩٣] سے ثابت کردیں یا اپنی ناسمجھی یا مغالطہ
پردازی کا اقرار کریں بلکہ وہ تو وہاں صاف یہ قاعدہ باندھتے ہیں کہ کل ما کان ادخل فی الادب
والاجلال کان حسنا جو بات جسقدر ادب و تعظیم میں زیادہ دخل رکھے بہتر ہے شرح لباب وغیرہ میں بھی
علاوہ اسی قاعدہ دلنشیں کی تصریح فرماتے ہیں الامام ممدوح نے مسئلہ رفع سبابہ میں بہت مشائخ سے نفی اوسکی نقل
فرمائی باوصف اسکے ترک کو اولی بھی نہ ٹھہرایا وجوب کیسا[٩٤] مسح رقبہ و نماز چاشت کے بدعت
سنت ہونے میں اختلاف ہو کر کیا علما اور تحسین واجب الترک بتاتے ہیں فقہا صدہا جگہ بعد
نقل اختلاف فعل کو جائز و مباح ٹھہراتے ہیں بلکہ[٩٥] علما بحال اختلاف ایسے امور سے منع نکرنیکی
تصریح فرماتے ہیں فی فتاوی قاضی خان تکلموا فی الدعاء عند ختم
تنبیہ باب صلاۃ المسافر
القرآن فی شھر رمضان وختم القرآن بجماعۃ واستحسنہ المتاخرون
فلا یمنع عن ذالک بلکہ[٩٦] شرح نقایہ میں امام قاضی خان سے نقل کیا ہے کہ اس
مادہ میں ترک سے فعل اولی ہے قال واما مسح الرقبۃ فلیس بادب ولا
سنۃ وقال بعضھم ھو سنۃ وعند اختلاف الاقاویل کان
فعلہ اولی امر ابرکہ بلکہ[٩٧] خود بدعت کہنے والوں نے صلاۃ ضحی کو مستحسن فرمایا

[illegible]

۴ اسیطرح تمام آثار و اقوال جمیع صحابہ و ائمہ نے اشیاء کو بدعت تبارکہ حسنہ فرمایا ہے اسکے شاہد ہیں و باللہ التوفیق ۱۲ حضرت عالم اہلسنت وجماعت دامت فیوضہم

متکلم قنوجی کا ظلم وجہل

بلکہ مراد اہل قاعدہ کی یہ ہی کہ جس مادہ مین ادائے سنت بدون ارتکاب بدعت نہو سکے ترک سنت
چاہیے کہ اوسکا ادا کرنا لازم نہین اور بدعت سے اجتناب ہو کہ مثال اوسکی قلب سعی ہی کہ منہی عنہ ہے
اور بحجرہ بطریق مسنون بدون اوسکے ممکن نہین **بلکہ** علامہ شامی امام ابن حجر کے فتاوی سے
نقل کرتے ہین ولا تترک لما یحصل عندھا من منکرات و مفاسد کاختلاط
الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان
فعلھا و انکار البدع بل و ازالتھا ان امکن پھر اسی اوس مسئلے سے موید کرتے ہین کہ
جنازے کا اتباع نچھوڑا جائے اگرچہ اوسکے ساتھ زنان نوحہ گر ہون غرض ایک دو کتاب مین کوئی
بات دیکھکر یہ سمجھ بیٹھے اپنے زعم مین مفید ٹھہرانا اور اونھین کتابون اور اونکے غیر مین اوس اپنی فہم
باطل کے ہزار مخالف و معارض موجود ہون اونسے آنکھ بند کرکے اوسے قاعدہ کلیہ ٹھہرا کر فقہا کی
طرف نسبت کرنا ایک ایسی جرات ہی کہ انھین صاحبون کو زیب دیتی ہے **دسوان مغالطہ**

جہال این عمل را کالسنۃ بل کالواجب دانستہ اند لہذا تارکین این عمل ملامت می کنند و فقہا
تصریح فرمودہ اند کہ ہر مباح کہ منجر بافساد عقیدۂ جہال باشد مکروہ بود فی العالمگیریۃ ما یفعل
عقیب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدون انہ سنۃ او واجبۃ وکل مباح
یؤدی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی یہ مغالطہ بھی متکلم قنوجی نے اس
عبارت سے لکھا ہے **اقول** ایک مقدمہ بھی ٹھیک نہین نہ عوام کالسنۃ خواہ کالواجب
سمجھتے ہین لاکھون آدمی مجلس مبارک نہین کرتے اونھین کون برا کہتا ہے یہ عوام بیچارے نیر
کھلا افترا ہے ہان ان بعضین کو جنکی زبان و قلم سے انفاذ اشاعۃ الست کر خبث باطن و سوء عقیدت
قرآن واضحہ ظاہر ہوتے ہین یا قرائن خالیہ مقالیہ سے خبث طینت و فساد عقیدت با
جناب رسالت علیہ الصلوۃ و التحیۃ ظاہر ہوتا ہے اور خود مخالفت عامۂ امت خبث نفس و

شرارت کی علامت ہے برا جانتے ہیں اور انہیں وہابی نجدی فاسد العقیدہ کہتے ہیں
کالسنۃ وکالواجب جانتے اور سنت وواجب اعتقاد کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے
کہ ہر بچہ بھی جانتا ہے تو عبارت عالمگیری استحکام پر نقل کرنا مغالطہ اور تصریح عالمگیری
پر حکم مباح کا ہے اور فعل مولد قربات سے ہے کہ اوہام و افعال عوام سے متروک نہیں ہوتی عبارت
رد المحتار و امام ابن حجر ابھی گزری اور قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ رئیس المانعین نے اس
مغالطہ کی تائید و تقریر میں ذکر کیا محض بے محل اسی عالمگیری وعامہ کتب معتمدہ میں ذکر خلفائے
راشدین و عمین مکرمین خطبۂ جمعہ و عیدین میں اور رجعت قہقری وغیرہ بہت امور
مطلقاً مستحب و مندوب ٹھہرائے اور وہ جو مجالس الابرار سے نقل کرتے ہیں کہ بعض
فقہا نے بوجہ شیوع رسوم دایام جنیں کے اپنے زمانہ میں کراہت کا حکم دیا ان فقیہ صاحب
یا مصنف مجالس الابرار کا کلام کسنے قبول کیا احیام بیض باوجودیکہ قرون قدیمہ سے شائع
اور ہمارے عصر میں بھی صدہا ہزارہا آدمی اسکا التزام کرتے ہیں رئیس المانعین کے نزدیک
مکروہ ہیں قول صاحب مجالس الابرار مباحثہ میں پیش کرنا جسکی روایت و درایت پر مخالفین
کو ہرگز اعتبار و اعتماد نہیں ایک عجیب بات ہے اور حوالہ ابن قیم ظاہری کا اس سے زیادہ عجب

گیارہواں مغالطہ کہ انہیں بزرگوار نے یہ الفاظ لکھا اقول ہم کہتے ہیں باعتبار شرع دو قسم

مشروع و غیر مشروع مشروع آنست کہ از ادلۂ شرع ثابت گردد و غیر مشروع بخلاف

آنست و عدم ثبوت این عمل از ادلۂ شرع بالا مبین گردید پس غیر مشروع بود و هر

اقول غیر مشروع مکروہ باشد فی خلاصۃ الکید ان غیر المشروع نوعان محرم و مکروہ
مشروعیت عمل مولد کی اور ثبوت اسکا قرآن و حدیث و دیگر ادلۂ شرع سے سابق گزرا اور
مشروع کو بزور زبان غیر مشروع ٹھہرانا اور ہر دو مضمون کو دوبارہ پیش کرنا اور